تالیف: الشیخ بکر بن عبداللہ ابو زید حفظہ اللہ

ترجمہ: الشیخ محمد یوسف طیبیؒ فاضل مدینہ یونیورسٹی

تالیف: الشیخ بکر بن عبداللہ ابوزید حفظہ اللہ

ترجمہ: الشیخ محمد یوسف طیبی فاضل مدینہ یونیورسٹی

دارالاندلس ®
اسلام کی نشرواشاعت کا عالمی مرکز
۲ لیک روڈ، چوبرجی لاہور، پاکستان
Ph: 92-42-7230549
Fax: 92-42-7242639
www.dar-ul-andlus.com

نام کتاب

پردہ محافظِ نسواں

تالیف

الشیخ بکر بن عبداللہ ابوزید حفظہ اللہ

ترجمہ

الشیخ محمد یوسف طیبی فاضل مدینہ یونیورسٹی

اشاعتِ اوّل .... فروری 2006ء

ناشر .... دارالاندلس

قیمت ....
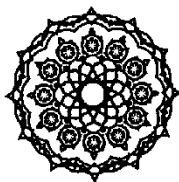
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

پردہ محافظ نسواں

تیسرا اصول

دسواں اصول

فصل ثانی

عرض ناشر

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ !))

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ [الاحزاب: ٥٩]

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلیں تو) اپنے (چہروں) پر چادر لٹکا لیا کریں، یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

زیر نظر کتاب ''پردہ محافظِ نسواں'' هيئة كبار العلماء سعودی عرب کے رکن الشیخ بکر بن عبداللہ ابو زید حفظہ اللہ کی ممتاز کتاب ''حراسة الفضيلة '' کا ترجمہ وتفہیم ہے، شیخ نے اس کتاب میں دور حاضر میں پردے پر ہونے والے یورپ کے الزامات کا مدلل جواب دیا ہے اور پردہ کو شرف انسانیت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ محترم الشیخ محمد یوسف طیبی حفظہ اللہ کے ترجمے سے، یہ

کتاب اب دارالاندلس کی طرف سے پیشِ خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مسلمان بہنوں کے لیے نافع اور مؤلف ومترجم کے لیے زادِ آخرت بنائے۔ آمین!

سیف اللہ خالد
مدیر دارالاندلس
۱۸ جمادی الثانیة ۱٤۲۷ھ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ مَنْ وَالاَهُ وَ بَعْدُ!

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اس نے کمال ڈھٹائی سے کہا تھا:

﴿ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [ص: ۸۲]

''اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔''

پھر آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے پاس گیا اور ان کو گمراہ کرنے کے لیے وسوسہ ڈالنا شروع کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا تھا؟ کہا جا سکتا ہے کہ گمراہ کرنا چاہتا تھا، جنت سے نکالنا چاہتا تھا، نافرمانی کروانا چاہتا تھا۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سازش کا جو مقصد بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ دراصل آدم علیہ السلام اور اس کی بیوی کو ننگا کرنا چاہتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ﴾

[الاعراف: ۲۰]

''اس نے ان کے دل میں وسوسہ اس لیے ڈالا تاکہ وہ ان کی شرمگاہوں کو ظاہر کردے کہ جن کو ان سے چھپا دیا گیا تھا۔''

غور فرمائیں کہ بڑے بڑے پاپ چھوڑ کر، کفر و شرک جیسے گناہ نظر انداز کر کے شیطان بنی نوع انسان کو ننگا کرنے پر کتنا حریص ہے۔ چنانچہ اس نے ایسی چال چلی جس کا لازمی

نتیجہ یہی تھا کہ وہ ننگے ہو گئے، اللہ نے فرمایا:

﴿ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ﴾ [الاعراف : ۲۲]

''جب انھوں نے (شیطان کے کہنے پر) درخت کا مزہ چکھ لیا تو ان کی شرمگاہیں ننگی ہوگئیں اور انھوں نے (مارے شرم کے) جنت کے پتوں سے اپنے تن ڈھانپنے شروع کر دیے۔''

یوں شیطان نے کمال مکر و فریب کے ساتھ ایسی چال چلی کہ وہ ہمارے والدین کو ننگا کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب چونکہ ان کی اولاد کو بھی وہ ننگا ہی دیکھنا چاہتا ہے اس لیے ہمارے اللہ تعالیٰ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اس کی خفیہ سازش فاش کر دی اور ہمیں اس کے مکر و فریب سے آگاہ فرما دیا:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾ [الأعراف: ۲۷]

''اے آدم زادو! شیطان تمھیں کہیں فتنے میں نہ ڈال دے جیسے اس نے تمھارے والدین کو جنت سے نکال دیا تھا، وہ ان کی جنتی پوشاک اتار رہا تھا، تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھا دے، وہ اور اس کے چیلے تمھیں دیکھتے ہیں اور تم انھیں نہیں دیکھتے۔''

اللہ اکبر! ان صراحتوں اور وضاحتوں کے باوجود بھی انسان انھی شیطانی فتنوں میں پڑا بلکہ الجھا ہوا نظر آ رہا ہے۔ کافر نت نئے انداز سے مسلمانوں کو ننگا کر رہے ہیں۔ کبھی تعلیم کے نام پر گھروں سے لڑکیوں کو نکال کر اور مخلوط انداز سے پڑھا کر عریانی اور فحاشی کو عام کر رہے ہیں۔ کبھی سیر و تفریح کے نام پر بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور اب تو عریاں لڑکیوں

والے پوسٹر اور سائن بورڈ جگہ جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ رقص و سرور کی محافل کھلے عام قائم ہوتی ہیں۔ قحبہ خانے اور شراب خانے کھل رہے ہیں۔ عورت کا لباس مختصر ترین ہوتا چلا جا رہا ہے جس میں ہم یورپ کی عورت کو بھی مات کر گئے ہیں۔ وہ تو جینز کی موٹی پتلون پہنتی ہے مگر ہماری عورت ململ اور لون کی پتلون نما شلوار زیب تن کر رہی ہے اور ایسا لباس جس سے آدھی پنڈلی، سینا اور کمر ننگی ہو جاتی ہے اور جسم کا جو حصہ چھپا ہوتا ہے، لباس کے تنگ شفاف اور باریک ہونے کی وجہ سے وہ بھی ننگا بلکہ اس سے زیادہ پرفتن بن جاتا ہے۔
(اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور اس سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ان تمام کاموں کی سرپرستی مسلمانوں کی حکومتیں کر رہی ہیں۔ کبھی بسنت اور لڑکیوں کی دوڑ کے نام سے اور کبھی مختلف قسم کے کافرانہ تہوار اور مختلف پروگراموں کے نام سے سرکاری سرپرستی میں عورت کو ننگا کیا جا رہا ہے، جس سے بدکاری کو فروغ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو تحفظ دینے کے لیے نس بندی اور فیملی پلاننگ جیسے ہتھکنڈے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ غیر مسلم فلاحی تنظیمیں (دستک، دارالامان) بدکار جوڑوں کو تحفظ دینے، مفت وکیل مہیا کرنے، مالی امداد اور غیر ملک سفرِ فرار کروانے کے لیے سرگرم نظر آتی ہیں۔ اس میدان میں مرد بھی عورتوں سے پیچھے نہیں۔

عورت کا سارا جسم پردہ ہے جو اس نے ننگا کر دیا تو یہ دعوتِ زنا ہے، جبکہ مرد کا ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ پردہ تھا جس کو اس نے چست پتلون پہن کر ننگا کر دیا ہے۔

اب مسلمان غور کریں کہ وہ کس طرف لڑھکتے جا رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَ ذِرَاعاً ذِرَاعاً حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ: فَمَنْ؟))

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالسنة، باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم : ۷۳۲۰)

''تم بہر صورت پچھلے لوگوں کے طریقے پر چلو گے ایک ایک بالشت اور ایک ایک ہاتھ کے حساب سے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھس جائیں گے تو تم بھی ان کے پیچھے ہی جاؤ گے۔''

یعنی وہ اگر دنیاوی حساب سے بھدّا اور گھٹیا کام بھی کریں گے تو تم اس کو رواج، فیشن، جدت، ترقی اور روشن خیالی کے نام سے اپنا لو گے۔ آپ کی پیشن گوئی آج ہمیں سچی ہوتی نظر آ رہی ہے۔ مسلمان معاشرہ (الا ماشاء اللہ) کافروں کی تقلید پر چل نکلا ہے اور کافر معاشرہ اپنی جہالت سے تنگ آ کر اسلام کے درخشندہ اصولوں کی پیروی کرنے لگا ہے یہاں کفر اور وہاں اسلام پھیلتا جا رہا ہے۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

انھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا کے تمام مسائل کے بھنور سے نکلنے کے لیے اسلام ہی ایک گوشہ عافیت ہے جو ہر زمانے میں انسانیت کو تحفظ فراہم کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [النحل : ۹۷]

''جس مرد یا عورت نے ایمان کی حالت میں نیک کام کیے، ہم اس کی زندگی کو پاکیزہ بنا دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا (آخرت میں بھی) بہترین اجر عنایت فرمائیں گے۔''

اور جو شخص کتاب وسنت جیسی واضح ہدایات کو پسِ پشت ڈال کر من مانی کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو چھوڑ کر کافروں کے ورلڈ آرڈر پر عمل کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو فرسودہ اور ناقابلِ عمل جیسے کفریہ القاب دیتا ہے، بندہ اللہ کا ہے مگر وہ بات غیروں کی ماننا چاہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کی زندگی تنگ کر دیتا ہے:

﴿ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ﴾ [طٰہٰ: ۱۲۴، ۱۲۶]

''جو ہمارے ذکر سے منہ پھیر کر زندگی گزارتا ہے تو اس کے لیے تنگ زندگی ہے اور ہم قیامت کے دن اس کو نابینا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا، اے میرے رب! تو نے مجھے نابینا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں دنیا میں بینا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایسے ہی تیرے پاس میری آیات آتی تھیں مگر تو نے ان کو بھلا دیا تو اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیا جائے گا۔''

یہاں اللہ کے ذکر سے مراد ''اللہ ہو'' والا ذکر نہیں بلکہ اس سے مراد کتاب و سنت یعنی مکمل اسلام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر: ۹]

''ہم ہی نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس سے مراد قرآن حکیم بھی ہے اور سنت نبوی بھی۔ کیوں کہ دونوں وحی الٰہی ہیں اور دونوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ اللہ کے بندے جب اپنے رب کا آرڈر مانیں تو دونوں جہانوں کی صلاح و فلاح کی شکل میں اللہ تعالیٰ ان کو دو انعام دیتا ہے جیسے اس سے پہلے سورۃ النحل کی آیت کے حوالے سے بیان ہوا ہے اور اگر اللہ کے بندے اپنے رب کی طرف سے آنے والی روشنی کو چھوڑ کر کافروں کے آرڈر ماننے لگ جائیں اور اس جہالت و گمراہی کو روشن خیالی کہنے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سزائیں بھی دوہری دیتا ہے۔ ایک تو دنیا کی زندگی تنگ کر دیتا ہے، دوسرا آخرت میں نابینا کر کے اٹھائے گا اور اسے بتایا جائے گا کہ تجھے آنکھیں دینے کا کوئی فائدہ ہی نہیں، کیونکہ تو نے اللہ کی آیات سے عبرت و

نصیحت حاصل نہیں کی۔

آج کل ابلیس نے وہی پرانے ہتھکنڈے (کہ بنی نوع انسان کو ننگا کر دے) تیز تر کر دیے ہیں اور اس طریقے سے اس نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ بڑی بڑی قومیں جو تیرو تفنگ سے زیر نہیں ہوتیں وہ ثقافتی وار برداشت نہیں کرسکتیں اور زیر ہو جاتی ہیں۔ جب وہ بے حیا اور عریاں ہو جاتے ہیں، فسق و فجور اور معاصی کے رسیا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید ختم ہو جاتی ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ ان پر دشمن کو مسلّط کر کے سزا دینے کا فیصلہ فرما لیتا ہے۔

تو پھر کافروں کا ہر وار کاری ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴾ [الاسراء:١٦]

"اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو پھر وہاں کے وڈیروں کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں، پھر وہ وہاں فسق و فجور کا بازار گرم کر دیتے ہیں تو ہمارا فیصلہ ان پر صادق آ جاتا ہے، پھر ہم ان کو تہس نہس کر دیتے ہیں۔"

اور جب حکومت اور غیر ملکی تنظیمیں یک جان ہو کر فحاشی پھیلانے لگ جائیں تو پھر علمائے حق کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ اس یلغار کو روکیں، اس کے خلاف بولیں، لکھیں اور نصیحت و وعظ کا فریضہ نبھائیں۔

زیر نظر کتاب "حراسة الفضيلة" اس موضوع پر ایک اچھوتی تحریر ہے جس کو عرب حلقہ نے خوب پسند کیا ہے۔ الریاض، سعودی عرب میں مجھے کچھ غیور نوجوانوں نے توجہ دلائی کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا جائے جو اللہ کی توفیق سے حاضر خدمت ہے۔ اس سلسلے میں جس بھائی نے بھی میرے ساتھ کسی قسم کا تعاون کیا اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو مغربی ابلیسی یلغار کے مداوے کے لیے مفید بنائے اور ہم سب

کے نیک اعمال قبول فرمائے۔ آمین!

محمد یوسف طیبی (لاہور)

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ . اَمَّا بَعْدُ!

تحدیثِ نعمت کے طور پر اور اس لیے کہ مسلمان خوش ہوں، یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری یہ کتاب "حراسة الفضيلة" اہل علم، طلباء اور غیور مسلمانوں میں بہت مقبول ہوئی ہے، اور دعوتِ خیر دینے والوں نے بڑھ چڑھ کر اس کو چھپوایا اور عام کیا ہے۔ حتیٰ کہ صرف دو ماہ میں پانچ لاکھ کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہوئی اور ابھی تک لوگوں کی طلب جاری ہے۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے اس طبع میں علمی فہارس شامل کر دوں اور طباعت کی غلطیاں جو کہ بہت کم ہیں، ان کی اصلاح ہو جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ موضوع کی مناسبت سے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (ص ۹۹، ۱۰۱) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (ص ۳۸) کے کلام کے اقتباسات بھی نقل کر دوں، اسی طرح اور بھی کچھ اہم اضافے کیے گئے ہیں۔

یہاں اشارہ کرتا چلوں کہ میں نے اس کتاب میں چھ مقامات پر شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ سے بھی مقولات نقل کیے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ اس عالم ربانی نے "آزادیٔ نسواں" کے نعرے کے غلط مقاصد کا مقابلہ کر کے کس طرح جہاد بالقلم کا فریضہ سرانجام دیا اور یہ اس بات سے ڈرتے ہوئے کیا ہے کہ ایسے حالات میں خاموشی اختیار کرنے سے کہیں ان کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جو ایمان والوں میں فحاشی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں جیسا

کہ سورۂ نور کی آیت 19 کی تفسیر میں ہے۔ یہاں یہ اشارہ بھی کرتا جاؤں کہ آزادئ نسواں کے نام سے غلط مقاصد جو فتنہ پردازوں کے قلم سے منتقل ہوتے رہتے ہیں، یہ محض اہل قلم کی سازشیں ہیں تاکہ پردہ اتار دیا جائے۔ یہ دین کے نام پر وہمی قسم کا معرکہ ہے اور یہ ان کے بنیادی اور ننگے اصول: ''آزادی نسواں'' کی ترقی کا ذریعہ ہے، جس کی بنیاد دین کو دنیا کے تمام شعبہ ہائے زندگی سے الگ کرنے پر ہے۔

علمائے کرام کا ایسے نعروں کے انکار کا تعلق راجح و مرجوح رائے کی قبیل سے نہیں ہے کیونکہ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان کی موافقت یا ان سے اختلاف کیا جائے، بلکہ یہ اصلاح کرنے اور فساد مچانے والوں کا مقابلہ ہے۔ ان لوگوں سے حجاب و برقع کی فرضیت پر بات کرنا دین کے بنیادی مسائل میں سے ہے تاکہ مغرب زدہ، علانیہ طور پر منکرات کے خواہاں لوگوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ ان کی بے ہودگی کو ختم کرنے اور دین سے دنیا کو الگ کرنے جیسے قبیح مقصد میں، ان کو نامراد بنانے کے لیے ان کا رد کیا جا سکے۔ یہ کچھ ضروری باتیں تھیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بندیوں میں سے صالحین کا دوست ہے۔

مؤلف

بکر بن عبداللہ

عرضِ مؤلف

تمام تعریفیں اللہ واحد کے لیے ہیں اور صلاۃ وسلام اس ہستی پر کہ جن کے بعد کوئی نبی نہیں، ہمارے نبی محمد ﷺ پر، ان کی آل، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ہر اس شخص پر جو قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کرے گا۔

اما بعد! ...... ہم یہ کتاب اس لیے لکھ رہے ہیں تاکہ مومنوں کی عورتوں کو ان کی قدر و منزلت پر ثابت رکھ سکیں اور ذلت وخواری کی طرف لے جانے والے مغرب زدگان کے دعووں کی قلعی کھول سکیں، کیونکہ آج دین دار لوگوں کی زندگی ہر طرف سے خطرات میں گھری ہوئی ہے۔ ایسے دین دار جو طہارت، غیرت اور عفت وحیا پر رہتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت قائم کیے ہوئے ہیں انھیں ایک طرف تو عقیدہ وعبادات میں شبہات کی بیماریوں کا سامنا ہے، دوسری طرف باہمی سلوک اور رہن سہن میں شہوات کے امراض ہیں اور پھر اس کو مسلمان کی زندگی میں ایک بھیانک سازش کے ذریعے گھرا کیا جا رہا ہے تاکہ اسلام کے خلاف جنگ لڑی جا سکے۔ اس گہری سازش کی بنیاد کافروں کا نیو ورلڈ آرڈر ہے، جس کو نظریۂ اختلاط، گلوبلائزیشن کے کیپسول میں رکھ کر پیش کیا جا رہا ہے۔

یعنی حق وباطل، نیکی و بدی، نیک و بد، سنت و بدعت اور سنی و بدعتی کو باہم ملا دیا جائے۔ اسی طرح قرآن حکیم کو تورات اور انجیل جیسی منسوخ کتب سے، مسجد کو کنیسہ اور مسلمان کو کافر سے ملا کر ایک ہی دین بنا دیا جائے۔ اور مرد وزن کے اختلاط کا نظریہ مومنوں کے دلوں سے دین کو پگھلا دینے والا بہت گہرا فریب ہے تاکہ مسلمانوں کو بھیڑ بکریاں بنا کر

چلایا جائے۔ اور ان کو ایسا گروہ بنا دیا جائے جس کا عقیدہ غیر یقینی ہو۔ مسلمان شہوات و ملذّات میں غرق ہو کر ایسا بے حس ہو جائے کہ نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہ سمجھے حتیٰ کہ ان میں سے بد بخت لوگ آہستہ آہستہ دین اسلام سے مرتد ہو کر کافر ہو جائیں اور یہ سب اللہ کے لیے دوستی و دشمنی کا نظریہ ختم کر کے، قلموں کو پابند کر کے اور حق بات کرنے سے زبانوں کو روک کر ہو رہا ہے۔ اور جن لوگوں میں قدرے خیر باقی ہے ان کو ''دہشت گرد'' انتہا پسند''بنیاد پرست'' وغیرہ جیسے طعنے دے کر حق بات کہنے سے روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ وہ القاب ہیں جو کافر مسلمانوں کو، مغرب زدہ طبقہ ثابت قدم مسلمانوں کو اور حکومتی حلقہ کمزوروں کو دیتا ہے۔

اور ان خطرات میں سے سب سے زیادہ منحوس، سب سے زیادہ امتِ اسلامیہ کو شہوات میں غرق کرنے اور ان کو اخلاق باختہ بنانے کا خطرہ ان فتنہ پرداز لوگوں کی کاوشیں ہیں جنھوں نے عورت کے حق میں اسلام کے بیان کردہ فضائل و مناقب سے منہ پھیرا اور فتنوں اور بے حیائی کی اشاعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ جنھوں نے عزت و ناموس کی حفاظت کی بجائے بلند مقام سے لڑھکنے کو ترجیح دی اور عورت میں طمع کے دروازے کھولے اور یہ سب کچھ گناہ کی دعوت اور گمراہ کن تصورات یعنی حقوق نسواں، آزادیٔ نسواں اور عورت کے، مرد کے شانہ بشانہ ہونے کے نعرے کے ذریعے کیا گیا۔ ان نعروں کی لمبی فہرست ہے جن کی تفصیل میں جانے سے بحث طویل ہو جائے گی۔ انھوں نے ان نعروں کو چھوٹی عقلوں اور بیمار نظریات کے ساتھ لیا اور اب وہ ان کو لے کر مسلمان معاشرے میں گھوم رہے ہیں تاکہ پردہ اتر جائے، بے پردگی عام ہو جائے، عورتیں ننگی ہوں، باہمی اختلاط عام ہو یہاں تک کہ عورت کی حالت کہہ رہی ہو: ''اے ہر چیز کو حلال کرنے والو! اندر آ جاؤ''

وہ اپنے اس مکر و فریب کو لطیف انداز سے اور تھوڑا تھوڑا لے کر چل رہے ہیں۔ انھوں

نے مرد و زن کے اختلاط کی پہلی اینٹ تو نرسری کلاسوں کے میدان میں رکھی ہے اور بچوں کے پروگراموں میں باہم تعارفی کارنر اور مختلف پرگرامز میں بچے بچیوں کے ایک دوسرے کو پھولوں والے گلدستے پیش کر کے کر رہا ہے۔ حجاب چاک کر دیا گیا اور اختلاط کی بنیاد ایسے ابتدائی انداز سے رکھی کہ جس کو بہت سے لوگ معمولی سمجھتے ہیں!! اور بہت سے لوگوں کو ان بے حیائی کی بنیادوں کا علم نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے مصدر معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے کہ نت نئے فیشن پر مبنی اور بے حیائی اور عریانی والے لباس حالانکہ یہ ان فاحشہ عورتوں کی طرف سے آتے ہیں جن کی عزت لٹ چکی ہوتی ہے اور اب وہ نئے ڈیزائن کے کپڑوں میں ملبوس ہو کر پیش ہوتی ہیں۔ یہ نہایت باعثِ ننگ و عار اور گھٹیا پن ہے مگر کیا کریں، اب ان ہی سے بازار بھرے پڑے ہیں۔

عورتیں ایسے لباس خریدنے کے لیے ایک دوسری کا مقابلہ کر رہی ہیں اور اگر ان کی گندی بنیاد کو لوگ جان لیں تو جس میں تھوڑی بہت حیا کی رمق موجود ہے، وہ تو کم از کم ان سے دور رہے اور انھی حرام بنیادوں میں سے ایک، بچوں کو ایسے لباس پہننے کا عادی بنانا ہے جو کہ بے پردگی پر مبنی ہیں۔ تاکہ بچے ایسے لباس کے عادی بن جائیں جن میں بے پردگی بے حیائی اور غیر مسلموں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

اس طرح انھوں نے مختلف راستے اختیار کیے اور مختلف طریقوں سے عورت کو بے لباس کرنے کے ہر سمت سے نعرے لگائے۔ کبھی اس کام کی دعوت دی، کبھی بزور اس کو نافذ کیا اور اس کے اسباب و وسائل عام کر دیے حتیٰ کہ کئی لوگ متردّد و مشکوک ہوگئے اور بہت ساروں کا ایمان متردّد ہوگیا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔

اس صورتِ حال میں یہ بات لازم ہوگئی ہے کہ ایسا کلمۂ حق بلند کیا جائے، جو مومن عورتوں سے ظلم کو دور ہٹائے اور ان پر سے مغرب زدہ ظالموں کے شر کو جو کہ دین اور امت دونوں پر زیادتی کر رہے ہیں، رفع کر دے اور جس عبادت کو اللہ تعالیٰ نے پردہ، حفظ و

حیاء، عفت و حشمت اور غیرت کی شکل میں مومن عورتوں پر فرض کیا ہے اس کا اعلان کر دے اور وہ کلمہ لوگوں کو حرام کاموں سے ڈرائے: مثلاً فضیلت نسواں کے خلاف جنگ، زینت کا اظہار، بے پردگی اور باہمی اختلاط۔ تاکہ عفت و عصمت کی پیکر بول اٹھے:

"اے بے حیائی کے داعی ظالمو! دفع ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔ ہمارا اور تمھارا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔"

تاکہ اللہ تعالیٰ اس کلمۂ حق کی وجہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے اور اپنی محرم عورتوں کو اس گناہ کی دعوت سے بچانے کے لیے ثابت قدم کر دے۔ کیونکہ ان نعروں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اچھی نیت پر محمول کیا جائے، اور جن جن اسلامی معاشروں میں یہ گمراہ کن دعوت سرایت کر گئی ہے وہاں وہاں بے لباسی، بے حیائی، بدکاری اور فحاشی عام ہوگئی ہے بلکہ صحافت تو عورت کو بے قدر کرنے میں گھٹیا حرکات پر اتر آئی ہے۔

ہر بندے کو جس کو اللہ تعالیٰ نے باپ، بیٹا، بھائی اور خاوند ہونے کے ناتے عورت کا نگران بنایا ہے اس معاملے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ عورت کو کھلی چھٹی دے دے جس سے وہ بے پردہ ہوتی پھرے اور جاہ وحشمت کی بجائے مردوں سے اختلاط کرتی پھرے، اور وہ دنیاوی لالچ اور نفس کی لذت کو اس چیز پر ترجیح دینے سے بھی نہ ڈرے جو زیادہ بہتر اور تادیر رہنے والی ہے۔ میری مراد عزت کی حفاظت اور آخرت کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔

مومن عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ محمد ﷺ کی فرمانبردار بن جائیں اور فحاشی کے داعیان کی طرف نظر التفات نہ ڈالیں دراصل جو ایمان میں سچا اور یقین میں پختہ ہوتا ہے وہ اللہ کی قوت کے ساتھ محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کی شریعت پر قائم ہو جاتا ہے۔

یہ مقالہ ذیل میں دیے گئے اصولوں پر روشنی ڈالتا ہے:

① ایسے اصول جو فضیلت نسواں، اس کی حفاظت اور مومنات کو ان پر ثابت قدم رہنے پر ابھارنے کے متعلق ہیں۔

② ایسے اصول جو عورتوں کو ذلت و خواری کی طرف بلانے والوں کی سازش فاش کرتے ہیں اور عورتوں کو خبردار کرنے کے متعلق ہیں تاکہ وہ ان میں ملوث نہ ہو جائیں۔

اور پہلی تفصیل سے دوسرے دعویٰ کا رد واضح ہو جاتا ہے۔

اور جو کچھ اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اس میں ان لوگوں کے لیے قناعت، ہدایت، وعظ اور کفایت ہے جن کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور کر دیا ہو، اور ان کی ہدایت اور ثابت قدمی کا ارادہ کیا ہو۔ اور ہر انسان اپنا محاسبہ کرنے والا ہے اس کو اس دل کا بغور معائنہ کرتے رہنا چاہیے جس سے چیزیں نکلتی اور داخل ہوتی ہیں۔ میں نے تو اللہ کا پیغام پہنچا دیا مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

میں نے یہ کتاب عورت کے بارے میں لکھی گئی دو سو کتابوں کی چھان پھٹک کر کے خلاصہ نکال کر لکھی ہے اور کتب تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔ میں نے اس مقالہ کی بعض عبارتوں کے اصل مصادر کا حوالہ دے کر اس کو مزید بھاری کرنے سے گریز کیا ہے اور یہاں اس کا اشارہ کرنے کو کافی سمجھا ہے اور جن چیزوں سے مومن خواتین و حضرات کے دل مطمئن ہوتے ہیں ان میں قرآن کے فہم کے خفیہ رموز و اسرار کا اظہار بھی ہے تو میں نے ایسے خفیہ راز بھی اس مقالے میں ذکر کیے ہیں جس کو آپ ورق گردانی سے محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولِ عام سے آراستہ فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

المؤلف

بکر بن عبداللہ ابو زید

فصل اوّل

عورت کی فضیلت کے دس اصول

- پہلا اصول: مرد وزن میں موجود فرق پر ایمان لانے کا وجوب۔
- دوسرا اصول: عمومی پردہ۔
- تیسرا اصول: خصوصی پردہ۔
- چوتھا اصول: گھروں میں رہنا۔
- پانچواں اصول: غیر مردوں سے میل جول شرعاً حرام ہے۔
- چھٹا اصول: زیب وزینت کا اظہار اور بے پردگی دونوں شرعاً حرام ہیں۔
- ساتواں اصول: جب اللہ نے زنا حرام کیا تو اس کی طرف لے جانے والے اسباب بھی حرام کیے۔
- آٹھواں اصول: شادی فضیلت کا بہترین تاج ہے۔
- نواں اصول: بچوں کو گمراہ کن بنیادوں سے محفوظ رکھنا واجب ہے۔
- دسواں اصول: محرم رشتوں اور مومنوں کی عورتوں کے بارے میں غیرت ہونا لازم ہے۔

پہلا اصول

مرد وزن کے باہمی فرق پر ایمان

مرد وزن کے درمیان جسمانی، معنوی اور شرعی فرق حسی اور عقلی دلائل سے ثابت ہے۔
اس کو یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو بنی نوع انسان کے دو حصے بنایا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنَّهُۥ خَلَقَ ٱلزَّوْجَيْنِ ٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰ ﴿٤٥﴾ (النجم: ٤٥)

"اور بلا شبہ اسی نے مردوزن کا جوڑا پیدا فرمایا۔"

اب یہ دونوں دنیا سنوارنے میں برابر کے شریک اور اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ دنیا کی آبادی اور دین کے امور مثلاً توحید، عقیدہ، حقائق ایمان اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح گناہ وثواب میں عمومی ترغیب وترہیب، فضائل اور حقوق و واجبات کے تمام شرعی مسائل میں بھی عام طور پر برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ (الذاريات: ٥٦)

"ہم نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔"

مزید فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً

طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

(النحل:٩٧)

''جس نے ایمان کی حالت میں صالح عمل کیا وہ مرد ہو یا عورت ہم اس کی زندگی کو بہترین بنادیں گے اور ہم ان کے اعمال کا بہترین اجر دیں گے۔''

پھر فرمایا:

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ ٱلْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿١٢٤﴾ (النساء:١٢٤)

''خواتین وحضرات میں سے جو بھی ایمان کی حالت میں نیک کام کرتے ہیں، یہی لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے غلاف کے برابر بھی ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

لیکن اللہ تعالیٰ نے مرد کا یہ مقدر بنایا اور فیصلہ کیا ہے کہ وہ تخلیقی اور ظاہری اعتبار سے عورت جیسا نہیں ہے۔ مرد بناوٹ میں زیادہ کامل اور طبعی اعتبار سے زیادہ قوی ہے جبکہ عورت فطری بناوٹ، عادات اور طبیعت کے لحاظ سے کمزور اور ناقص ہے کیونکہ اس کو حیض، نفاس جیسی علت لاحق رہتی ہے۔ کبھی حمل، کبھی رضاعت اور اس کے ساتھ ساتھ امت کی آنے والی نسلوں کی تربیت اس کے کام ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے عورت کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا یعنی یہ مرد کا ایک حصہ ہے۔ اس کے تابع ہے، اسی کے استفادے کی چیز ہے جبکہ مرد اس کی حفاظت، اس کے جملہ امور اور اس پر خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اسی بنیادی اور تخلیقی فرق کی وجہ سے ان کی جسمانی، عقلی، فطری، ارادی اور جذباتی طاقتوں، ان کے احساسات اور پھر اعمال و کردار میں بھی فرق ہے۔ مزید برآں ان دونوں جنسوں کے درمیان جدید طبی سائنس نے عصرِ حاضر میں عجیب و غریب فرق بیان کیے ہیں۔

اسی تخلیقی فرق اور اللہ علیم وخبیر کی اعلیٰ درجے کی حکمت کی وجہ سے ان دونوں جنسوں کے شرعی احکام میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ ان کے اہم امور اور کردار الگ الگ ہیں جو دونوں کی جنس کے تخلیقی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ چنانچہ ہر شعبۂ زندگی میں ان کا اپنا مخصوص کردار ہے تاکہ حیات انسانی کی تکمیل ہو اور ہر کوئی اپنا اپنا فرض پورا کرے۔

لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مردوں کو ان کی جبلّت وخلقت، اصلیت وکفایت اور ان کے سخت جان اور صابر ہونے کی وجہ سے کچھ مشکل امور پر مامور فرمایا ہے۔ ان کا کام گھر سے باہر کے فرائض انجام دینا، کمائی کرنا اور گھر والوں پر خرچ کرنا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی ان کی جبلت وخلقت، اصلیت وکفایت اور قلت برداشت کے لحاظ سے نسبتاً کچھ آسان کاموں پہ مامور فرمایا اور ان کا کردار گھر کے اندر ہی مقرر فرمایا جیسے گھر کے کام کاج کرنا اور نسل آئندہ کی تربیت کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کے بارے میں، جب انھوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کو جنم دیا فرمایا:

وَلَيْسَ ٱلذَّكَرُ كَٱلْأُنثَىٰ ﴿٣٦﴾ (آل عمران:٣٦)

''اور مرد عورت جیسا نہیں ہوتا۔''

أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٥٤﴾ (الاعراف:٥٤)

''خبردار! اسی کی مخلوق ہے اور اسی کا حکم ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو دونوں جہانوں کو پالنے والی ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا انسان کو پیدا کرنے' بنانے اور صلاحیتیں پیدا کرنے میں تقدیری فیصلہ و ارادہ ہے اور اللہ کا شرعی و دینی فیصلہ، اس کے امر و حکم اور شریعت میں ہے۔ (یعنی عورت و مرد کی تخلیق اور تفریق اللہ کا تقدیری فیصلہ ہے اور اسی بنیاد پر ان میں احکام شریعت مختلف

ہیں۔یہی اللہ کا دینی و شرعی ارادہ ہے) اور اللہ کے دونوں ارادے بندوں کی مصلحت، کائنات کو بنانے، افراد، گھر، جماعت اور انسانی معاشرے کی زندگی کو منظم کرنے سے متعلق ہیں۔ یہاں دونوں کے مخصوص کردار کی ایک ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

مردوں کے مخصوص احکام:

① مرد کے ذمہ گھر کی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں، مثلاً گھروں کو قائم کرنا اور قائم رکھنا ان کی حفاظت و نگرانی، فضائل وعظمت کی چوکیداری گمراہیوں کو دور کرنا اور پھر کمائی کرکے اور گھر والوں پر خرچ کرکے گھروں کو قائم رکھنا۔ ارشاد الٰہی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ... لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴿٣٤﴾ (النساء: ٣٤)

"مرد عورتوں کے حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنی حکمت کاملہ سے) بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں تو نیک عورتیں مطیع و فرمانبردار ہوتی ہیں۔جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی ہے وہ خاوند کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتی ہے۔"

اس کی وضاحت حدیث شریف میں یوں ہے کہ وہ پاکباز بیویاں اپنے خاوند کی غیر حاضری کی صورت میں بھی اپنی عزت اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ خاوند کے حاکم و نگران ہونے کی توضیح قرآن حکیم کے لفظ "تَحْتَ" میں دیکھیے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ ﴿١٠﴾ (التحریم: ۱۰)

"اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیویوں کی مثال بیان کی ہے کہ وہ دونوں میرے دو صالح بندوں کے ماتحت تھیں۔"

تو اللہ نے تحت کا لفظ بول کر ثابت کر دیا کہ ان کا اپنے خاوندوں پر کنٹرول نہ تھا بلکہ خاوندوں کا ان پر غلبہ تھا۔ عورت نہ تو خاوند کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ اس سے اوپر۔

② نبوت و رسالت صرف مردوں میں تھی، کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰٓ ﴿١٠٩﴾
(یوسف: ۱۰۹)

"آپ سے پہلے ہم نے صرف مردوں ہی کو بستیوں میں سے رسول بنایا۔ ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے۔"

مفسرین فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی عورت' فرشتے، جن کو نبی نہیں بنایا۔"

③ عمومی حکمرانی اور اس کی نیابت جیسے قاضی، وغیرہ اور اسی طرح ولایت جیسے نکاح کا ولی ہونا وغیرہ یہ صرف مردوں کے لیے خاص ہیں۔

④ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی عبادات کے ساتھ خاص کیا ہے جو عورتوں کے لیے نہیں ہیں جیسے جہاد، باجماعت نماز اور اذان و اقامت وغیرہ۔

⑤ اللہ نے طلاق کا حق خاوند کو دیا ہے اور اولاد بھی عورت کی بجائے مرد کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

⑥ مرد کو وراثت میں عورت سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔ اسی طرح دیت اور شہادت ہے۔

تو یہ ان احکام میں سے چند ایک ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ممتاز کیا ہے اور یہی

اللہ تعالیٰ کے فرمان کا معنیٰ ہے جو سورۂ بقرہ میں آیت طلاق کے آخر میں بیان ہوا ہے، فرمایا:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ (البقرة:۲۲۸)

''اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اور اللہ بہت غالب حکمت والا ہے۔''

عورتوں کے مخصوص احکام:

رہے وہ احکام جن کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ خاص فرمایا ہے تو وہ بھی کافی ہیں جن کا ذکر عبادات' معاملات' نکاح اور قضا وغیرہ میں ملتا ہے اور یہ احکام کتاب وسنت اور فقہی کتب میں معروف ہیں بلکہ زمانہ قدیم سے اب تک اس موضوع پر خصوصی کتب بھی لکھی جا چکی ہیں۔

عورتوں کے مخصوص احکام میں سے کچھ ایسے ہیں جو اس کے حجاب اور فضائل ومناقب کے تحفظ سے متعلق ہیں تو جو جو احکام اللہ تعالیٰ نے مرد وزن کے لئے الگ الگ بیان فرمائے ہیں، ان سے تین باتیں بالکل واضح ہوجاتی ہیں۔

۱۔ مرد وزن کے مابین موجود حسی' معنوی اور شرعی تفاوت پر ایمان لانا اور ان کو دل سے تسلیم کر لینا نہایت ضروری ہے تاکہ ہر فریق اس چیز پر خوش ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں رکھی ہے اور یہ تسلیم کر لینا کہ یہ فرق عین عدل پر مبنی ہے اور اسی سے انسانی زندگی منظم ہے۔

۲۔ فریقین میں سے کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے فریق کے مخصوص مسائل یا امتیازات کو حاصل کرنے کی تمنا کرے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراضی ظاہر اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور شرع پر عدم رضامندی ثابت ہوتی ہے۔ اس کی بجائے بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ کا فضل مانگے کیونکہ یہ شرعی ادب ہے۔ اس سے حسد ختم ہوجاتا ہے۔ مومن کی روح مہذب ہوجاتی ہے اور اس سے اللہ کی تقدیر اور اس کے

فیصلوں پر راضی ہونے کی مشق ہوتی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے امتیازات میں ایک دوسرے پر حسد سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٣٢﴾ (النساء: ٣٢)

''جس چیز کی اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے' اس کی تمنا مت کرو مردوں کے حصہ میں وہی ہے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے وہی ہے جو انھوں نے کمایا' اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو۔ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اس آیت کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے مجاہد رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

''ایک دفعہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہوا کہ مرد جہاد کریں اور ہم محروم رہیں اور وراثت سے بھی ہمیں آدھا حصہ ملے۔''

چنانچہ اس سوال پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (مسند احمد: ٦/٣٢٢۔ مستدرك حاكم: ٢/٣٠٥۔ ترمذی كتاب التفسير، باب و من سورة النساء: ٣٠٢٢)

امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس وصف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو ممتاز کیا ہے' اس کی چاہت نہ کرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کچھ عورتوں نے مردوں کا سا مقام حاصل کرنے کی تمنا ظاہر کی کہ ان کے بھی حقوق مردوں کے سے ہونے چاہییں تو اللہ نے اس قسم کی باطل تمناؤں

سے اپنے بندوں کو منع فرما دیا اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا سوال کرو کیونکہ ایسی خواہشات، دلوں میں ناحق بغاوت پیدا کرتی ہیں۔''

۳۔ اگر قرآن صرف تمنا کرنے سے منع کر رہا ہے تو اس کا کیا حال ہوگا جو مرد و زن کے مابین فرق کو بالکل ہی نہیں مانتا اور ان کو ختم کرنے کے لیے آواز اٹھاتا ہے، مرد و زن میں ''مساوات'' کا مطالبہ کرتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے؟

اس میں کسی شبہے کی گنجائش نہیں کہ یہ نظریہ ملحدانہ ہے کیونکہ یہ تو صریحاً مرد و زن کے مابین تخلیقی و معنوی فرق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے تکوینی و تقدیری ارادے کے خلاف محاذ کھڑا کرنے والی بات ہے بلکہ دونوں صنفوں کے درمیان فرق ثابت کرنے والی آیات واحادیث کو کاٹ پھینکنے والی بات ہے۔ اگر ان دونوں صنفوں کے مابین خلقت اور قابلیت کے لحاظ سے موجود تفاوت کے باوجود تمام تر احکام میں مساوات پیدا ہو جائے تو یہ فطرت کے برعکس ہوگا بلکہ ادنیٰ و اعلیٰ دونوں پر عین ظلم ہوگا۔ انسانی معاشرے پر بھی ظلم ہوگا کیونکہ اس سے معاشرہ افضل صنف کی قابلیت و اہلیت سے فائدہ اٹھانے سے قاصر رہے گا اور ادنیٰ صنف پر بھی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑ جائے گا حالانکہ احکم الحاکمین کی شریعت میں تو ذرہ بھر ظلم بھی جائز نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامی کے روشن احکام کے سائے تلے عورت کو ایک ماں جیسا مرتبہ دیا گیا ہے، اس کو گھر کے کام اور امت کی آئندہ نسل کی تربیت جیسے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ محمود بن محمد شاکر پر رحم کرے کہ وہ امام طبری کے سابقہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جس بات کی تمنا کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے' اس زمانے کے لوگ

اس میں سرکش ہوکر لپکے جا رہے ہیں اور انھوں نے ان نصوص کے فہم میں ایسی گڑ بڑ کی ہے کہ اگر نیت ٹھیک نہ ہو تو اس سے خلاصی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

اس مصیبت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ بنی نوع انسان کے متعلق اپنے مفاہیم کو درست کیا جائے۔

۲۔ بے بنیاد اور باطل قسم کی تمناؤں کو ترک کر دیا جائے۔

۳۔ بظاہر غالب قوموں کی اندھی تقلید چھوڑ دی جائے اور اس فساد زدہ معاشرے سے قطع تعلق کر لیا جائے جو اس وقت قوموں کو مضطرب کیے ہوئے ہے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری ملت کے لوگ (اللہ ان کو ہدایت دے اور ان کے معاملے درست کرے) گمراہی کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ وہ جوانمردی' فراست اور حکمت سے اپنے فساد زدہ امور کی اصلاح اور اصلاح کے نام پر فساد کھڑا کرنے کو ایک ہی سمجھ بیٹھے ہیں۔قوم حد سے بڑھ چکی ہے اور اہلِ حقد و حسد اس کے داعی بن چکے ہیں جو صحافتِ دوراں کی نگرانی کر رہے ہیں۔حتی کہ عقلیں منتشر اور زبانیں بے لگام ہوگئی ہیں اور کتنے ہی لوگ پھسل کر ان فتنہ پروروں کی راہ پر رواں ہو چکے ہیں اور حال یہ ہو چکا کہ دین کی طرف منسوب اہلِ علم و دانش اس معاملے میں ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ہر صاحب دین جن سے برأت کا اظہار کرنے لگے۔

کتنا فرق ہے اس بات میں کہ خواتین و حضرات آفتوں، جہالتوں اور مصائب سے پاک زندگی گزاریں، اور اس بات میں کہ دونوں صنفوں کا باہمی فرق بھی ختم کر دیں اور ایسی باطل تمنائیں شروع کر دیں کہ جس سے حسد اور ناحق بغاوت پیدا ہو جیسا کہ امام ابوجعفر طبرانی نے لکھا ہے:

اے اللہ! ہم کو سیدھا راستہ دکھا دے، ایسے دور میں جس میں زبانیں عقل و شعور کی

خیانت کرنے لگی ہیں۔ ان لوگوں کو جو اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان کو ایسی مصیبت آ پہنچے جو زمین سے ان کا نشان تک مٹا ڈالے جیسے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بے نام ونشان کر دیا۔

دوسرا اصول

عمومی پردہ

حجاب کا معنی رکاوٹ اور پردہ ہے۔ یہ ہر مرد و زن پر فرض کیا گیا ہے۔ مرد کا مرد سے عورت کا عورت سے اور ہر ایک کا دوسرے سے اتنا پردہ لازم ہے جتنا کہ اس کی فطرت جبلت اور ضروریات زندگی کے لیے ضروری ہے۔ ہر جنس کا کتنا حصہ چھپا ہوا ہونا چاہیے اس کا تعلق اس کے تخلیقی فرق اور ان کی صلاحیتوں اور شرعی کردار میں فرق سے متعین ہے۔

مردوں پر اپنا جسم، ناف سے لے کر گھٹنوں تک تمام مردوں عورتوں سے چھپانا لازم ہے ماسوائے بیویوں اور لونڈیوں کے۔

اور شریعت نے بچوں کو بھی عمر کی ایک حد کے بعد ایک بستر پر اکٹھے سونے سے منع فرما دیا اور ان کو الگ الگ سلانے کا حکم دیا تاکہ ان کی نظر تجاوز نہ کر جائے یا ہاتھ نہ لگ جائے جس سے شہوت بھڑک اٹھے۔

نماز کی حالت میں مرد کو کہا کہ اس کے کندھے پر کپڑا ضرور ہونا چاہیے۔

مرد و زن دونوں کو ننگی حالت میں طواف کعبہ سے بھی منع فرما دیا۔

اسلام میں خواتین و حضرات میں سے کسی کو بھی برہنہ حالت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں اگرچہ وہ رات کے وقت گھر میں اکیلا ہو اور اس کو کوئی دیکھ بھی نہ رہا ہو۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے برہنہ حالت میں چلنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَمْشُوْا عُرَاةً))

رسول اللہ ﷺ نے اکیلے میں بھی ننگا ہونے سے منع کیا اور فرمایا:

((فَاللّٰهُ أَحَقُّ اَنْ يَسْتَحْيِيَ مِنْهُ النَّاسُ))

''اللہ زیادہ حق دار ہے کہ لوگ اس سے حیا کریں۔''

اور احرام کی حالت میں بھی دونوں اصناف کے فرق واضح ہیں۔

مردوں کو لباس، زیور اور کلام وغیرہ میں ایسی زینت پیدا کرنے سے منع کیا ہے جو ان کی مردانگی میں شک پیدا کر دے اور عورتوں کے مشابہ بنادے۔

مردوں کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے منع فرمایا اور عورتوں کو ایک ایک ہاتھ تک کپڑا گھسیٹنے کا حکم دیا تاکہ قدم بھی چھپ جائیں۔

مومنوں کو شہوت و شرم والی چیزوں سے آنکھیں نیچی کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بہت عظیم ادب شرعی ہے جو انسان کو ان چیزوں میں جھانکنے سے باز رکھتا ہے جو حرام کام میں ملوث کر دیں۔ مردوں کی بے ریش بڑے بچوں کے ساتھ خلوت اور ان کی طرف شہوت کی نظر دیکھنا یا جب شہوت کے بڑھنے کا ڈر ہو تو بھی ان کی طرف دیکھنا منع ہے۔

اس طرح کی چیزوں سے بچنا چاہیے جو گناہوں اور نجاستوں والی ہیں۔ طہارت و پاکیزگی اختیار کرنے سے ایمان کی حلاوت، دل کا نور اور قوت پیدا ہوتی ہے اور شرمگاہوں کی حفاظت' بے حیائی سے بچاؤ، خلاف مروّت و عزت کاموں سے پرہیز اور حیا کی حفاظت میسر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي اِلَّا بِخَيْرٍ))

''حیا صرف خیر ہی لاتی ہے۔''

تیسرا اصول

خصوصی پردہ

شرعی اعتبار سے مومنوں کی تمام عورتوں پر فرض ہے کہ وہ ہر اجنبی مرد سے سارے جسم کو ڈھانپنے والے شرعی پردے کا التزام کریں۔ اس پردے میں چہرہ اور ہاتھ بھی شامل ہیں۔ مسلم خواتین ہر اجنبی مرد (جس سے کسی بھی شکل میں نکاح ممکن ہو) سے ایسا پردہ کریں جو ان کی زینت کی چیزیں جیسے کپڑے اور زیور وغیرہ کو اچھی طرح چھپا لے۔ اس بات پر قرآن وسنت اور صحابیات وتابعیات بلکہ قرون اولیٰ کی جملہ عورتوں کے عملی اجماع کے دلائل موجود ہیں۔ یہ عمل (چودھویں صدی ہجری میں) خلافت اسلامی کے حصے بخرے ہونے تک مسلسل جاری رہا ہے۔ اس کے علاوہ پردے کے وجوب پر صحیح احادیث' درست قیاس اور مصلحتوں کو اختیار کرنے اور فساد کو رفع کرنے جیسے اسلامی قواعد بھی دلالت کرتے ہیں۔

حجاب، مگر کیسے؟

اگر عورت گھر میں ہو تو یہ حجاب دیواروں اور چادروں کے ذریعے سے واجب ہوگا کیونکہ گھر کی دیواریں بھی عورت کے لیے پردہ ہیں اور اگر وہ مردوں کے سامنے ہوگی تو پردہ شرعی لباس کے ساتھ ہوگا جیسے گھونگھٹ عبایہ اور برقع وغیرہ ہے جو عورت کے جسم کو اور اس کی خود ساختہ زینت کو اچھی طرح ڈھانپ لے۔ یہ بات بھی دلائل سے ثابت ہے

کہ حجاب اس وقت شرعی ہوگا جب اس میں شرعی شرطیں پوری ہوں گی۔ اس حجاب کے منجملہ فوائد و فضائل کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت اسلامی نے اس کا احاطہ ایسے جامع اسباب کے ذریعے کیا ہے جو پردے میں تساہل برتنے اور اس کو پامال کرنے سے روک سکیں۔

حجاب کو ہم درج ذیل نکات کے ذریعے بیان کرسکتے ہیں۔

۱۔ حجاب کی تعریف اور وضاحت۔

۲۔ حجاب کس چیز سے ہوگا؟

۳۔ مومن عورتوں پر حجاب کی فرضیت کے دلائل۔

۴۔ فضائل حجاب۔

① حجاب کی تعریف:

لغوی اعتبار سے حجاب مصدر ہے، جس میں حائل ہونے رکاوٹ بننے اور ڈھانپنے کا معنی پایا جاتا ہے۔

عورت کے شرعی حجاب کی تعریف:

عورت کا اپنے سارے بدن اور اس کی زینت کو ایسی چیز سے چھپا لینا جو اجنبی لوگوں کو اس کا بدن اور اس کی زینت دیکھنے سے روک دے۔

تعریف کی تشریح:

بدن کو چھپانے سے مراد سارا جسم ہے۔ اس میں چہرہ اور ہاتھ بھی شامل ہیں۔ اس کے دلائل تیسرے نکتے میں بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

زینت چھپانے سے مراد وہ زینت ہے جو اصل خلقت سے زائد ہو، یعنی خود اختیار کردہ ہو اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ﴿٣١﴾ (النور: ٣١)

''کہ وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔''اس کو خود اختیار کردہ زینت کہتے ہیں (اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا) مگر وہ چیز جو خود ظاہر ہو جائے۔ اس استثناء سے مراد خود اختیار کردہ ظاہری زینت ہے جس کو دیکھنے سے جسم کو دیکھنا لازم نہ آئے جیسے برقع کیونکہ یہ تو لامحالہ ظاہر ہی رہنا ہے۔ اسی طرح اگر کبھی برقع کے نیچے سے کچھ لباس باہر نکل آئے تو (اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا) میں شاملہے یعنی غیر اختیاری طور پر وہ چیز ظاہر ہو جائے وہ بھی جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴿٢٨٦﴾ (البقرة: ٢٨٦)

''اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا۔''

اور ہم نے جو کہا ہے کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد ایسی زینت ہے جس کو دیکھنے سے بدن کو دیکھنا لازم نہ آتا ہو تو اس سے ہم اسی زینت کو نکالنا چاہتے ہیں جس کو دیکھنے سے بدن کو دیکھنا لازمی آتا ہے جیسے سرمہ (کاجل) وغیرہ کیونکہ اس کو دیکھنے سے چہرہ یا اس کے کچھ حصے کو دیکھنا لازم آتا ہے۔ اسی طرح مہندی اور انگوٹھی ہے کہ جس کے دیکھنے سے ہاتھ کو دیکھنا لازم آتا ہے۔ اسی طرح ہار' بالیاں' کنگن کہ جن کو دیکھنے سے وہ حصہ نظر آئے گا جہاں وہ پہنے گئے ہیں اور یہ بات بہت عام سی ہے اور ہم نے کہا ہے کہ آیت کریمہ میں زینت سے مراد خود اختیار کردہ زینت ہے نہ کہ جسم کے کچھ حصے۔ اس کی دو دلیلیں ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ عربی زبان میں زینت کا یہی مفہوم ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ قرآن حکیم میں زینت سے مراد خارج از بدن مصنوعی زینت ہے نہ کہ بدن کا کچھ حصہ۔ تبھی تو آیت سورۂ نور کے معنیمیں واقعیت آئے گی۔ مزید اگر اس

کے معنی کے ساتھ خود اختیار کردہ زینت یعنی ایسی زینت جس کو دیکھنے سے بدن کا دیکھنا لازم نہ آتا ہو، کا لاحقہ لگالیا جائے تو اس سے شریعت اسلامیہ کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ فرضیت حجاب، پردہ، عفت وعصمت، حیا اور نظروں کو نیچے رکھنے، شرمگاہ کی حفاظت اور خواتین وحضرات کے دلوں کی پاکیزگی کا مقصد اسی سے پورا ہوگا۔ اسی سے عورت کو دیکھنے کا لالچ ختم ہوگا اور یہی بات شک اور فتنہ وفساد کے اسباب سے دور لے جانے والی ہے۔

پردہ کس چیز سے کیا جائے؟:

ہم نے سمجھ لیا کہ حجاب ایک وسیع تر لفظ ہے جو ایسے پردے کے معنی میں ہے جو عورت کے سارے جسم اور مصنوعی زینت کپڑے اور زیور وغیرہ کو اجنبی مردوں سے چھپالے۔ نصوص کی دلالت کی چھان پھٹک کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حجاب دو چیزوں سے ہوگا۔

۱۔ اولاً گھروں کو ٹھکانا بنانے سے کیونکہ گھر عورتوں کو اجنبی مردوں کی آنکھوں سے چھپا لیتے ہیں اور باہمی اختلاط سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔

۲۔ عورت کا لباس سے پردہ کرنا، اور یہ برقع اور چادر وغیرہ سے ہوگا، عورت کے لباس کے ساتھ پردے کی کامل تعریف یوں ہوگی:

> "عورت کا قدم' ہاتھ' چہرہ اور مصنوعی زینت کو ایسی چیز سے چھپا لینا جو اجنبی مردوں کو یہ چیزیں دیکھنے سے روک دے۔"

چادر (خمار) کا مفہوم:

خمار مفرد ہے اس کی جمع خُمُرُ ہے۔ اس کے معنی ڈھانکنے اور چھپا لینے کے ہیں اور ہر ایسی چیز جس کے ساتھ عورت اپنا سر، چہرہ، گردن اور سینہ چھپالے خمار ہے۔ ہر وہ چیز

جس کو آپ نے چھپا دیا ہو تو عربی میں اس پر خَمَّرْتَهٗ بول دیا جاتا ہے۔ معروف حدیث ہے ((خَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ)) یعنی اپنے برتن ڈھانپ کر رکھا کرو۔ مراد ہے اس کا منہ چھپا دیا کرو۔ اسی سے شاعر نمیری کا شعر ہے:

يُخَمِّرْنَ اَطْرَافَ الْبَنَانِ مِنَ التُّقٰى

وَيَخْرُجْنَ جَنْحَ اللَّيْلِ مُعْتَجِرَاتٍ

"وہ تقویٰ کی وجہ سے اپنی انگلیوں کے پورے بھی چھپا لیتی ہیں اور نکلیں بھی تو رات کے وقت باپردہ ہو کر نکلتی ہیں۔"

خمار یعنی پردہ کو عرب لوگ المقنع بھی کہتے ہیں، اس کی جمع مقانع ہے۔ یہ تقنّع سے ہے یعنی پردہ۔ اسی سے مسند احمد کی حدیث ہے:

((اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ يُقَنِّعُ بِهِمَا وَجْهَهٗ)) (مسند احمد: ۵/ ۲۲۳)

"رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ لیتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے کہ ہاتھ سے چہرہ چھپا لیتے۔"

یعنی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قنع کا معنیٰ چھپانا ہے۔ خمار کو نصیف بھی کہتے ہیں۔ نابغہ ایک عورت کی تعریف میں کہتا ہے:

سَقَطَ النَّصِيْفُ وَلَمْ تُرِدْ اِسْقَاطَهٗ

فَتَنَاوَلَتْهُ وَاتَّقَتْنَا بِالْيَدِ

"نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا دوپٹہ گر گیا اس نے اٹھا لیا اور اس دوران وہ ہم سے ہاتھ کے ساتھ بچنے (پردہ کرنے) لگ گئی۔"

اور اس کو "غَدْفَةٌ" بھی کہتے ہیں' اس کا مادہ غَدَفَ ہے۔ معنیٰ اس کا بھی "ستر" اور

"چھپاؤ" ہے۔ کہا جاتا ہے: " اَغْدَفَتِ الْمَرْأَةُ قِنَاعَهَا " یعنی عورت نے اپنا پردہ چہرے پہ لٹکا لیا۔

عنترہ شاعر کہتا ہے......

اِنْ تُغْدِفِي دُونِيَ الْقِنَاعَ فَاِنَّنِي   طَبٌّ بِأَخْذِ الْفَارِسِ الْمُسْتَلْئِمِ

"اگر تو میرے اور اپنے درمیان پردہ حائل کرے گی تو میں بھی اسلحہ سے لیس گھڑسواروں کو پکڑنے کا ماہر ہوں۔"

خمار کو عربی میں اَلْمُسْفَعُ بھی کہتے ہیں۔ فصیح عربی میں اس کا معنیٰ کپڑا ہے عام لوگ اس کو " شِيْلَةٌ " کہتے ہیں۔ اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ عورت سر پر چادر رکھ کر اس کو گردن کے گرد گھما دیتی ہے جیسے پھانسی کا پھندہ ہو اور جو باقی بچ جائے اس کو چہرے اور سینے پر گرا لیتی ہے۔ تو اس طرح وہ جسم کے حصے بھی چھپ جاتے ہیں جن کو عام طور سے گھروں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس چادر کے لیے لازمی ہے کہ وہ بہت باریک نہ ہو کیونکہ اس سے چہرہ، بال، گردن، سینہ اور بالیوں کی جگہ نظر آتی رہے۔

"ام علقمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، میں نے حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں تو ان کا دوپٹہ باریک تھا جس سے ماتھا نظر آ رہا تھا تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا: جانتی نہیں ہو اللہ نے سورۂ نور میں کیا فرمایا ہے۔ پھر ایک اور چادر منگوائی اور ان کو پہنا دی۔" (موطا امام مالك كتاب اللباس، باب ما يكره للنساء...... الخ : ٦)

۲۔ پردے کا دوسرا کپڑا جِلْبَابٌ برقع یا بڑی چادر ہے۔ اس کی جمع جَلَابِيْب ہے۔ یہ بھاری لباس ہے جس کو عورت سر سے لے کر قدموں تک لپیٹ لیتی ہے۔ یہ سارے جسم اور اس پر موجود زینت اور کپڑوں کو چھپا لیتا ہے۔ اس کو "مُلَاءَةٌ، مِلْحَفَةٌ، رِدَاءٌ

اور کِسَاءُ بھی کہتے ہیں۔ عُبَاۃٌ سے بھی یہی مراد ہے جس کو جزیرۂ عرب کی عورتیں پہنتی ہیں۔ اس کو عورت یوں پہنتی ہے کہ اس کے سرے کو دوپٹے پر رکھ کر یوں لٹکا دیتی ہے کہ یہ دوپٹے سمیت سارے جسم اور زینت حتیٰ کہ قدموں کو بھی ڈھانپ لیتا ہے۔

برقع کے اوصاف:

یہاں سے پتا چلتا ہے کہ برقع کو ایسا ہونا چاہیے کہ:

- وہ بدن کے تمام حصوں کو کپڑوں اور زیور سمیت ڈھانپ لے۔
- یہ بھاری کپڑے کا ہو نہ کہ شفاف اور باریک کپڑے کا۔
- اس کو سر سے پہنا جائے نہ کہ کندھوں سے کیونکہ کندھوں سے پہنے جانے سے یہ وہ برقع نہیں رہ جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں پر فرض کیا ہے۔ ایسے برقع سے جسم کی بعض معلومات واضح ہوتی ہیں اور اس میں مردوں کے لباس کی ایک لحاظ سے مشابہت بھی ہے اس لیے کہ مرد بھی لمبی قمیص پر رومال پہنتے ہیں۔
- اور برقع کے لیے یہ بھی لازمی ہے کہ وہ بذات خود زینت نہ ہو اور نہ ہی اس پر ایسا بناؤ سنگھار ہو کہ وہ خود خوبصورت بن جائے
- اور یہ کہ وہ سر سے لے کر پاؤں تک ڈھانپ لینے والا ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ آدھا برقع جو عورت کے گھٹنوں تک ہوتا ہے' وہ شرعی حجاب نہیں کہلا سکتا۔

③ مومن عورتوں کے حجاب کی فرضیت کے دلائل:

یہ بات معروف ہے کہ عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو عمل مسلسل کیا جاتا رہا ہو' وہ شرعی حجت بن جاتا ہے، جس کی اتباع کرنا اور قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے اور یقیناً مومنوں کی عورتوں کے گھروں میں رہنے، بلا ضرورت نہ نکلنے پر ہمیشہ سے عمل رہا ہے اور ضرورت کے وقت

بھی اجنبی مردوں کے سامنے اسی طرح حجاب پہن کر آتی ہیں کہ چہرہ یا جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا اور اور زینت ظاہر نہ کرنے پر نسل در نسل عملاً اجماع ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کا اس عمل پر اتفاق ہے جو ان کے عفت وعصمت، طہارت وحشمت اور حیا وغیرت جیسے عظیم مقاصد کے ساتھ میل بھی کھاتا ہے۔ انھوں نے ہمیشہ عورتوں کو گھروں سے ننگے منہ نکلنے اور زینت کے حصے ظاہر کر کے باہر نکلنے سے منع کیا ہے۔

یہ دو معروف اجماع ہیں جو نسل در نسل ابتدائے اسلام سے لے کر صحابۂ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے دور تک چلے آئے۔ اس اجماع کو علماء کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ ان میں حافظ ابن عبدالبر، امام نووی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں نیز چودھویں صدی ہجری تک جس کے بعد خلافت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا، یہ عمل جاری رہا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قدیم زمانے سے آج تک عورتوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرے چھپاتی ہیں۔'' (فتح الباری ۹/۲۲۳)

بے پردگی کی ابتدا سب سے پہلے مصر میں کی گئی۔ پھر ترکی، شام اور عراق سے ہوتی ہوئی یہ وبا اسلامی مغربی ممالک اور عجمی ممالک میں بھی پھیل گئی۔ پھر اس کی ترقی یافتہ شکل سامنے آئی کہ سارے جسم سے پردے کو ہٹا دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب جزیرۂ عرب میں اس کی ابتدائی شکل ہے۔ اللہ مسلمانوں کے گمراہ افراد کو ہدایت دے اور ان سے اس تکلیف کو رفع فرمائے۔ اب ہم پردہ کے دلائل کا ذکر کرتے ہیں۔

حجاب کی فرضیت پر قرآنی دلائل:

سورۂ نور اور سورۂ احزاب میں کئی قسم کے دلائل ہیں جو حجاب کو تمام مومن عورتوں پر ہمیشہ کے لیے واجب قرار دیتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل :

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ﴿٣٣﴾ (الاحزاب: ٣٣)

اور اپنے گھروں میں رہا کرو۔

مزید فرمایا:

يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ ۚ إِنِ ٱتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِٱلْقَوْلِ فَيَطْمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلْبِهِۦ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾

(الاحزاب : ٣٢-٣٣)

”اے نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرو تو کسی سے لوچ دار انداز سے بات مت کرنا، مبادا جس کے دل میں بیماری ہو، وہ طمع کرنے لگے اور معروف طریقے سے بات کرنا اور گھروں میں ٹکی رہنا اور پہلی سی جاہلیت کی طرح زینت نمائی نہ کرنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا۔ اے اہل بیت! اللہ تو صرف تم سے پلیدی کو دور کرنا اور تم کو اچھی طرح پاک کر دینا چاہتا ہے۔“

اگرچہ یہاں نبی ﷺ کی عورتوں کو خطاب کیا گیا ہے مگر مومنوں کی عورتیں ان کے تحت اس حکم میں داخل ہوجاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کی عورتوں کو صرف اس

لیے خاص طور پر ذکر کیا کہ ان کا رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ایک مقام ہے اور اس لیے بھی کہ نبی ﷺ کی قرابت کی وجہ سے وہ مومنوں کی عورتوں کے لیے نمونہ ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ﴿٦﴾ (التحریم:٦)

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم سے بچاؤ۔"

حالانکہ ان پاکباز عورتوں سے بالکل بے حیائی اور فحاشی کی توقع نہیں ہے اور وہ ایسے کاموں سے بری ہیں۔ کتاب وسنت میں موجود اس قبیل کے تمام تر خطاب سے عموم ہی مراد لیا جائے گا کیونکہ شریعت ہر ایک کے لیے ہے اور اس لیے بھی کہ لفظ کے عموم کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خارجی دلیل ہو جو خصوصیت پر دلالت کرے اور یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں جو اس حکم کو امہات المومنین کے ساتھ خاص ہونے پر دلالت کرے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے:

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ (الزمر: ٦٥)

"اے نبی! اگر تو نے شرک کیا تو تیرے سارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو لازمی طور پر خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔"

اس آیت میں اگرچہ خطاب صرف رسول اللہ ﷺ کو کیا گیا ہے، لیکن شرک کی ممانعت سب مسلمانوں کے لیے ہے۔

اس لیے سورۂ احزاب کی ان دو آیات اور ان جیسی دوسری آیات کے احکام بھی بدرجہ اولیٰ ہر عورت کے لیے ہیں۔ اس کی مثال یوں بھی سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ ﴿٢٣﴾ (الاسراء:۲۳)

''تم ان دونوں (والدین) کو اُف تک نہ کہو۔''

اس سے ثابت ہوا کہ والدین کو مارنا بالا ولیٰ حرام ہے بلکہ مذکورہ آیات احزاب ہی میں ایک حصہ ایسا ہے جو اس حکم کے عام عورتوں کے لیے بھی ہونے پر دلالت کرتا ہے وہ ہے:

وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ

''نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔''

اور یہ فرائض ہر ایک کے لیے عام ہیں اور دین کی کے بنیادی مسائل میں شامل ہیں۔ لہٰذا پردے کے احکام بھی تمام عورتوں کے لیے ہیں۔

حجاب کی فرضیت (منہ چھپانے) کے دلائل کی تفصیل:

اب ہم ان آیات میں حجاب کی فرضیت اور منہ چھپانے کے حکم کے دلائل کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں:

لوچ دار بات کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو لوچ دار طریقے سے بات کرنے سے منع فرمایا اور ان کے ساتھ عام مسلمانوں کی عورتوں کو بھی اس بات سے اس لیے روکا ہے تا کہ جس کے دل میں شہوتِ زنا ہو اور اس کے اسباب کے لیے اس کا دل حرکت میں آجاتا ہو وہ اس بات کرنے والی عورت میں طمع نہ کرنے لگ جائے۔ عورت صرف ضرورت کے مطابق بات کرے نہ کہ باتوں سے بات نکالتی چلی جائے اور ہنس ہنس کر لوچ دار انداز میں باتیں کرے۔

اس لوچ دار گفتگو سے منع کرنا حجاب پر بڑی مضبوط دلالت ہے کہ مومن عورتوں کی بات میں جب اس قدر احتیاط واجب ہے تو جسم نمائی کی ممانعت بالا ولیٰ ثابت ہو گئی۔ اور

لوچ دار باتوں سے بچنا شرم گاہ کی حفاظت کے اسباب میں سے ایک ہے۔ ایسی باتوں سے وہی عورتیں بچ سکتی ہیں جن میں حیا اور عفت و عصمت ہو اور یہی معانی حجاب کے اندر مضمر ہیں۔ اسی لیے گھروں کے ذریعے پردہ کرنے کا حکم اس کے فوراً بعد ذکر ہوا ہے۔

گھروں میں ٹکی رہنا:

دوسری دلیل ''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ'' میں ہے اور اس میں صراحتاً عورتوں کے بدن کو اجنبی مردوں سے چھپانے کے لیے گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہات المومنین اور ان کے بعد عام مومن عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سکون و اطمینان کے ساتھ گھروں میں ٹکی رہیں کیونکہ گھر ہی ان کی مصروفیتِ عمل کا اصل مقام ہے۔ اس لیے انھیں بغیر ضرورت باہر نکلنے سے منع کر دیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَ أَقْرَبَ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهَا وَ هِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا)) (سنن ترمذی، ابن ماجه)

''عورت پردہ ہے۔ جب یہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس پر جھانکتا نگران بن جاتا ہے اور یہ اپنے رب کی رحمت کے سب سے قریب اس وقت ہوتی ہے جب یہ گھر کی گہرائی میں ہوتی ہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورت کو خصوصاً حجاب کا حکم اور زینت چھپانے کا حکم اس لیے دیا گیا کیونکہ اس کی حفاظت و نگرانی واجب ہے جبکہ مردوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ غیر عورت کا مردوں پر پیش ہونا فتنہ ہے جبکہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔'' (مجموع الفتاویٰ: ۲۹۷/۱)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

(یہ آیت) جہاں غیروں کی شرمگاہوں وغیرہ سے آنکھ نیچی کر لینے پر دلالت کر رہی ہے، اسی طرح لوگوں کے گھروں میں جھانکنے سے بھی نظریں نیچی کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ گویا بندے کا گھر بھی اس کو چھپا لیتا ہے جیسے کہ اس کا لباس اس کو چھپا لیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نظر نیچی اور شرمگاہ کی حفاظت کا تذکرہ اجازت لینے والی آیت کے بعد کیا ہے۔ اس لیے گھر بھی پردہ ہے اور کپڑے بھی۔ ان دونوں پردوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں بھی جمع کیا ہے۔ فرمایا:

وَٱللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَٰلًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ ٱلْجِبَالِ أَكْنَٰنًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَٰبِيلَ تَقِيكُمُ ٱلْحَرَّ وَسَرَٰبِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ﴿٨١﴾ (النحل: ٨١)

”اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے، تمھارے لیے اس میں سایہ ہے اور تمھارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی اور تمھارے لیے ایسی پوشاکیں (لباس) بنائیں جو تمھیں گرمی سے بچاتی ہیں اور ایسی (زرہیں) بھی جو تمھیں جنگ سے بچاتی ہیں۔“

تو یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو بندوں کو تکلیف سے بچاتی ہیں، خواہ وہ گرم لو کی شکل میں ہو، سردی کی طرح تکلیف دینے والی ہو یا کسی دوسرے آدم زاد کی نظر یا ہاتھ وغیرہ کی تکلیف ہو۔

جاہلیت جیسی زینت نمائی نہ کرو:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ [الأحزاب: ٣٣]

"پہلی جاہلیت کی طرح زینت نمائی نہ کرو۔"

جب ان کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا تو کثرت سے نکلنے کے ساتھ جاہلیت والی بے حیائی سے بھی روک دیا اور میک اپ کرکے، خوشبو لگا کر چہرے اور جسم کے پرفتن مقامات اور زینت کو ظاہر کرکے نکلنے کو کھلی بے حیائی قرار دیا ہے۔

اَلتَّبَرُّجُ، بَرَجٌ سے ہے، اس سے مراد تخلیقی یا مصنوعی زینت ہے جیسے سر، چہرہ، گردن، سینہ' کلائیاں پنڈلیاں وغیرہ کو ظاہر کرنے میں کھلتے ہی چلے جانا کیونکہ کثرت سے گھر سے نکلنے اور پھر بے پردہ ہوکر نکلنے میں بہت فساد و فتنہ ہے اور "اولیٰ" کو جاہلیت کی صفت بناتا ایسا وصف ہے جو بالکل واضح ہے۔ جیسے فرمایا:

وَأَنَّهُۥٓ أَهْلَكَ عَادًا ٱلْأُولَىٰ ﴿٥٠﴾ (النجم: ٥٠)

"کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوم عاد (ھود علیہ السلام کی قوم) کو ہلاک کیا۔"

اور تبرُّج کیسے ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت چھٹے اصول میں بیان ہوگی۔

دوسری دلیل:

پردہ فرض ہونے کی دوسری دلیل اللہ کا فرمان ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ

لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ إِن تُبْدُوا۟ شَيْـًٔا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىٓ ءَابَآئِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ أَخَوَٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ ۗ وَٱتَّقِينَ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾

(الاحزاب:۵۳-۵۵)

"اے ایمان والو! نبی (ﷺ) کے گھر اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کرو الا یہ کہ تمھیں کھانا کھانے کے لیے اجازت دی جائے نہ یہ کہ (وہاں جا کر) کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ مگر جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتوں میں نہ لگے رہو، یہ نبی کے لیے تکلیف کا باعث ہے وہ تو تم سے شرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا اور جب بھی ان سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔ یہ تمھارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ تمھارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ (ﷺ) کو تکلیف دو اور نہ تم اس کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے شادی کرو۔ یہ کام اللہ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے، اگر کوئی چیز ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ تو ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے اور اگر وہ باپ بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے اور اپنی عورتوں اور لونڈیوں و غلاموں سے پردہ نہ کریں تو کوئی حرج نہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔"

پہلی آیت کو آیتِ حجاب کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پہلی آیت ہے جو امہات المومنین اور دوسری مومنوں کی عورتوں کے حجاب کی فرضیت کے بارے ذی القعدہ ۵ھ میں نازل ہوئی۔ اس کا شانِ نزول سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کہنے لگے:

''اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پاس نیک و بد سب آتے ہیں تو (کاش) آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دے دیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔'' (بخاری، کتاب التفسیر، باب (واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی) : ٤٤٨٣)

یہ آیات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ امر ان امور میں سے ایک ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے اپنی عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کروا دیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے جسموں اور زینت کو سر سے لے کر قدموں تک چھپا لیا۔ حجاب عمومی فریضہ ہے جو قیامت تک کے لیے تمام مومن عورتوں پر واجب ہے۔ اس آیت سے استدلال کئی طرح سے ہوسکتا ہے:

پہلا طریقہ استدلال:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنوں نے اپنی اپنی عورتوں کو پردہ کروا دیا۔ انھوں نے سارا بدن بشمول چہرہ اور مصنوعی زینت چھپا لیا اور مومنوں کی عورتوں کا یہ عمل بعد میں بھی جاری رہا۔ لہٰذا یہ اجماع دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم سب مومنوں کی عورتوں کے لیے ہے صرف امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے خاص نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ﴿٥٣﴾

(الاحزاب:٥٣)

"جب تم ان (امہات المومنین اور مومنوں کی عورتوں) سے کچھ طلب کرنا چاہو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔"

دوسرا طریقۂ استدلال:

آیت حجاب میں فرمایا:

ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ ﴿٥٣﴾ (الاحزاب:۵۳)

"یہ تمھارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔"

اس آیت میں حجاب کی فرضیت کے لیے یہ علت وسبب بطریق اشارہ وتنبیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو علت بیان ہوئی ہے' وہ سب مسلمانوں کے لیے ہے کیونکہ طہارت قلوب اور شک سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تو یہ اشارہ ہے کہ فرضیت حجاب کا حکم بھی سب کے لیے ہے۔ اب حکم چونکہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو ہے جبکہ وہ طاہرات ومطہرات ہیں اور ایسے نقائص وشبہات سے مبرا ہیں تو فرضیت حجاب کا حکم عام عورتوں کے لیے بالاولی لاگو ہوگیا کیونکہ ان کو طہارتِ قلوب کی زیادہ ضرورت ہے۔"

اس سے ثابت ہوا کہ پردے کی فرضیت تمام مومنہ عورتوں کے لیے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حکم کی علت جب عام ہے تو یہ حکم بھی سب کے لیے عام ہونے کی دلیل ہے۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ یہ طہارت قلوب والی علت عام مومنوں کے لیے مطلوب نہیں ہے؟ یہ ایسی جامع مانع علت ہے جو پردے کی فرضیت کے تمام مقاصد کو حاوی ہوگئی ہے۔

تیسرا طریقۂ استدلال:

یہ قاعدہ ہے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے ساتھ خاص ہونے کا نہیں الا

یہ کہ تخصیص کی کوئی دلیل ہو۔قرآن کی بہت ساری آیات کا سبب نزول موجود ہے اور ان آیات کے احکام کو اسبابِ نزول تک ہی محدود کر دینا شریعت کو معطل کرنے کے مترادف ہے۔ اگر ایسا ہوجائے تو مومنوں کو پھر کتاب وسنت سے کیا ملا؟ اور یہ بات بڑی واضح ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ شریعت اسلامیہ میں ہمیشہ خطاب ایک کو کیا جاتا ہے اور مراد ساری امت ہوتی ہے کیونکہ سب کے سب مکلّف ہونے میں برابر ہیں، اس وقت تک جب تک ایسی دلیل نہ ہو جو بتائے کہ یہ حکم مخاطب ہی کے لیے خاص ہے۔اگر ایسا ہوجائے تو اس کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور یہاں تخصیص والی کوئی دلیل نہیں ہے کہ حجاب کا حکم صرف امہات المومنین ہی کے لیے خاص تھا۔

نبی ﷺ نے عورتوں کی بیعت کے بارے میں فرمایا: (اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور آپ نے مزید فرمایا: میرا ایک عورت کو کچھ کہنا ایسا ہے جیسا کہ ۱۰۰ عورت کو کہنا ہوتا ہے۔(مراد بیعت کے کلمات ہیں)

چوتھا طریقۂ استدلال:

نبی ﷺ کی بیویاں سب مومنوں کی مائیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَزْوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَـٰتُهُمْ ﴿٦﴾ (الاحزاب:٦)

’’اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں۔‘‘

اور ان سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسا کہ ماؤں سے حرام ہے۔

وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ﴿٥٣﴾ (الاحزاب:٥٣)

’’اور ان کی بیویوں سے ان کے بعد کبھی نکاح نہ کرنا۔‘‘

جب وہ مائیں ہیں تو صرف انھیں ہی حجاب کا حکم دینا اور مومنوں کی دیگر عورتوں کو نہ

دینا یہ بے معنی سی بات ہے۔ اس لیے حجاب کی فرضیت کا حکم سب مومن عورتوں کو شامل ہے اور قیامت تک کے لیے ہے اور یہی فہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے جیسا کہ ان کی عورتوں کے حجاب کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ رضی اللہ عنہن۔

پانچواں طریقۂ استدلال:

جو قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حکم حجاب سب مومنات کے لیے عام ہے، ان میں سے ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کے شروع میں فرمایا۔ اے مومنو! بغیر اجازت نبی کے گھر میں نہ جایا کرو۔ اب یہ ادبِ شرعی سب مومنوں کے گھروں کے لیے عام ہے اور یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ حکم صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے لیے خاص ہے۔ اسی لیے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مومنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بغیر اجازت آنے سے منع کر دیا گیا جیسا کہ دورِ جاہلیت میں اور ابتدائے اسلام میں وہ اپنے گھروں میں کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو اس امت کے لیے غیرت آئی تو اس نے اجازت کا حکم لاگو کر دیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت بخشی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ)) (بخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامراة ...... الخ : ٥٢٣٢)

''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو۔''

تو جو شخص یہ کہتا ہے کہ پردے کا وجوب صرف امہات المومنین کے لیے ہے تو اس کو چاہیے کہ اجازت کا حکم بھی امہات المومنین کے ساتھ خاص کرے۔

چھٹا طریقۂ استدلال:

اس آیت کے عموم کا فائدہ دینے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان:
(لَّا جُنَاحَ عَلَيۡهِنَّ......) ''یعنی اگر فلاں فلاں رشتوں سے پردہ نہ کریں تو بھی حرج نہیں۔''

اب اگر فرضیت حجاب امہات المومنین کے ساتھ خاص ہے تو پھر مستثنٰی صورت بھی امہات المومنین کے ساتھ خاص ہونی چاہیے اور یہ بات اجماعی طور پر غیر مسلّم ہے۔ جب یہ محرم رشتوں سے پردہ نہ کرنے سے عدم حرج کی استثناء سب مومنات کے لیے ہے تو پھر غیر محرم سے حجاب کا حکم بھی تمام مومنات کے لیے ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
جب اللہ تعالیٰ نے اجنبی مردوں سے پردے کا حکم دیا تو پھر یہ بیان فرمایا کہ ان قریبی رشتہ داروں سے حجاب فرض نہیں ہے جیسے کہ سورۂ نور میں ان کو مستثنٰی قرار دیا ہے:

﴿ وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ ﴾ [النور : ۳۱]
''وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر خاوندوں کے لیے۔''

یہ پوری آیت چوتھی دلیل کے طور پر آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔ اس کو ابن العربی رحمہ اللہ نے آیت ضمائر کا نام دیا ہے کیونکہ پورے قرآن کی تمام آیات میں سب سے زیادہ ضمائر اس میں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر : ۳/۵۰۶)

ساتواں طریقۂ استدلال:

ایک اور دلیل جو ثابت کرتی ہے کہ مذکورہ آیت عموم کا فائدہ دیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ﴿٥٩﴾ (الاحزاب:٥٩)

''اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی چادریں (یا برقع) اپنے اوپر اوڑھ لیں۔ اس آیت میں جو لفظ ''وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ'' ہے اس سے ثابت ہوا کہ پردے کی فرضیت سب عورتوں کے لیے اور ہمیشہ کے لیے ہے۔''

تیسری دلیل:

دوسری آیتِ حجاب جس میں اپنے جلباب یعنی پردے کی چادریں چہروں پر رکھنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ (الاحزاب:٥٩)

''اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی بڑی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیں۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے اور پھر تکلیف نہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بہت رحم کرنے والا ہے۔''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ آیتِ حجاب سب عورتوں کے بارے میں ہے اور اس میں سر اور چہرہ ڈھانپنے کا وجوب ثابت ہو رہا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کو

ان کی تکریم کے لیے خاص کیا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ حکم ان کے حق میں دوسری عورتوں سے زیادہ تاکید والا ہے۔ اللہ کا حکم ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ﴿٦﴾ (التحریم:٦)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم سے بچاؤ۔''

اس حکم کو تمام مومنات کے لیے عام کر دیا اور یہ آیت بھی پہلی آیتِ حجاب کی طرح واضح اور صریح ہے کہ مومنوں کی تمام عورتوں پر لازم ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے اپنا جسم اور مصنوعی زینت ایسے برقع کے ساتھ چھپا کر رکھیں جو اِن کے چہرے سمیت سارا جسم اور زینت چھپا سکے اور یوں وہ ان عورتوں سے ممتاز ہو جائیں گی، جیسی کہ جاہلیت کی بے پردہ عورتیں ہوا کرتی تھیں۔ اس طرح ان کو کوئی تنگ کرے گا اور نہ ان میں کوئی طمع کرے گا۔

اس آیت سے چہرے کا پردہ کئی طریقوں سے ثابت ہو رہا ہے:

۱۔ آیت میں جلباب کا لفظ آیا ہے۔ عربی میں اس کا معنیٰ ہے، ایسا کھلا اور وسیع لباس جو سارا بدن چھپا لے۔ اسی کو ملائۃ اور عباءۃ بھی کہتے ہیں۔ عورت اس کو اپنے لباس کے اوپر، سر سے اسی طرح لٹکاتی ہے کہ وہ سارا جسم ڈھانپ لیتا ہے اور جسم پر موجود مصنوعی زینت کو بھی چھپاتے ہوئے وہ قدموں کو بھی ڈھانپ لیتا ہے لہٰذا لغوی اور شرعی لحاظ سے ثابت ہو گیا کہ جلباب سے چہرہ بھی ڈھانپا جاتا ہے۔

۲۔ جلباب کا چہرے کو بھی شامل ہونا ہی پہلا مرادی معنیٰ ہے، کیونکہ جو چیز جاہلیت کی عورتوں کی ظاہر ہوتی تھی وہ چہرہ ہی تو تھا جسے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی بیویوں اور دوسری مومنات کو اسے جلباب لٹکا کر چھپانے کا حکم دے دیا کیونکہ ''يُدْنِينَ'' کے بعد ''علیٰ'' کا لفظ آیا ہے اور اس سے لٹکانے کا معنیٰ پیدا ہوتا ہے اور وہی چیز لٹک سکتی ہے جو اوپر ہو اسی لیے جلباب سر کے اوپر سے چہرے سمیت سارے جسم پر ہو گا۔

۳۔ صحابیات نے اس آیت سے یہی سمجھا ہے کہ اس سے مراد چہرے سمیت سارے جسم اور زینت کا چھپانا ہی مقصود ہے۔ اس لیے کہ مصنف عبدالرزاق رحمہ اللہ میں ہے:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ

اس آیت کے نزول کے بعد انصاری عورتیں اس طرح باہر نکلتیں گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔ ان کے سکون کی وجہ سے اور اس لیے کہ ان کے اوپر کالے کپڑے تھے جو انھوں نے زیب تن کر رکھے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(رَحِمَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ) "اللہ تعالیٰ انصاری عورتوں پر رحم کرے۔" جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے اپنے تہبند پھاڑے اور اس کے ساتھ پردہ کرلیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے لگیں گویا کہ ان کے سروں پر کوے ہوں۔ (ابو داوٗد، کتاب اللباس ...... الخ: ٤١٠٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ))

"اللہ تعالیٰ پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم کرے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ)

"تو انھوں نے اپنے تہبند پھاڑ لیے اور دوپٹے بنا کر اوڑھ لیے۔" (بخاری، کتاب التفسیر، باب ولیضربن...... الخ: ٤٧٥٨)

پچھلی روایت میں فَاعْتَجَرْنَ کے لفظ ہیں اور دوسری میں فَاخْتَمَرْنَ کے مراد ایک ہی ہے کہ انھوں نے دوپٹوں سے چہرے ڈھانپ لیے۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پردے والیوں، نوعمر لڑکیوں اور حیض والیوں کو عیدین پر گھر سے نکلنے کا حکم دیا۔ حیض والیاں نماز سے دور رہیں گی مگر مسلمانوں کی دعا میں شرکت کریں گی۔ میں نے عرض کیا، ہم میں سے بعض کے پاس تو جلباب نہیں ہے تو آپ نے فرمایا:

''اس کی بہن اس کو اپنے برقع میں چھپا کر لے آئے۔'' (بخاری، کتاب الحیض، باب شهود الحائض...... الخ : ۳۲٤۔ مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب ذكر اباحة خروج النساء...... الخ : ۸۹۰)

یہ حدیث بالکل صریح ہے کہ کسی عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بغیر برقع کے ظاہر ہونا منع ہے۔

۴۔ قرآن مجید کی ایک اور دلیل موجود ہے کہ جلباب کا یہی معنیٰ ہے جو ہم نے بیان کیا اور یہ کہ اپنے برقع سے چہرے چھپانے کا جو صحابیات کا عمل ہے وہی اس آیت سے مراد تھا اور وہ دلیل یہ ہے کہ اللہ نے مذکورہ آیت میں فرمایا: ﴿قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیں............''

اس سے ثابت ہوا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر حجاب اور چہرے کا پردہ کرنا واجب تھا اور یہ مسلمانوں کی مسلّمہ بات ہے، اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کا ذکر کرنا واضح کرتا ہے کہ اپنی چادروں کے ساتھ چہرے کا پردہ کرنا تمام مسلمان عورتوں پر فرض ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ ﴿۵۹﴾ (الاحزاب: ۵۹)

''کہ جب وہ چادریں اوڑھ لیں گی تو یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں

اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔"

یہاں چادر اوڑھنے کے وجوب کا سبب تکلیف سے بچنا بتایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ چہرہ چھپانا تو بدرجۂ اولیٰ واجب ہے کیونکہ چہرہ چھپانا عفت مآب عورتوں کی علامت ہے اور اسی وجہ سے لوگ ان کو تکلیف نہیں دیتے لہٰذا یہ آیت چہرے کے پردے پر واضح نص کا درجہ رکھتی ہے اور اس لیے بھی کہ جس عورت نے چہرہ چھپایا ہوتا ہے اس میں کوئی یہ لالچ نہیں کر سکتا کہ یہ باقی جسم اور سخت پردے والے حصے ننگے کر دے گی اور جو عورت چہرہ ننگا رکھتی ہے گویا وہ اپنے آپ کو کم عقل لوگوں کے سامنے ایذا رسانی کے لیے پیش کر رہی ہوتی ہے تو:

(ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ)

والی تعلیل نے ثابت کر دیا کہ تمام مسلمان عورتوں پر بڑی چادر کے ساتھ سارے جسم اور زینت کو چھپانا فرض ہے تا کہ پتا چل جائے کہ یہ پاکدامن اور باپردہ ہیں اور شک و شبہات والوں سے دور ہیں تا کہ نہ فتنے میں پڑیں اور فتنہ پردازی کریں اور نہ ان کو کوئی دوسرا ہی تکلیف دے۔

اور سب جانتے ہیں کہ عورت جب انتہا درجے کا پردہ کرے اور سمٹ کر چلے تو بیمار دل لوگ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے اور خیانت کرنے والی آنکھیں خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس زینت نمائی کرنے والی، حسن بکھیرنے والی اور عریاں عورت میں ہر کوئی طمع کرنے لگتا ہے۔

اچھی طرح سمجھ لیں کہ بڑی چادر سے پردہ کرنا پاکباز عورتوں کا شیوہ ہے۔ جیسے پہلے اس کو پہننے کا طریقہ گزر چکا ہے اور اس پردے کا تقاضا یہ ہے وہ سر سے شروع ہو نہ کہ کندھوں سے اور یہ کہ برقع خود بھی زینت اور بناؤ سنگھار والا نہ ہو کہ چلتے لوگوں کو اپنی طرف بلائے ورنہ صاحبِ شریعت کا اجنبی لوگوں سے عورت کو چھپانے کا مقصد ہی

فوت ہو جائے گا۔

کوئی مسلمان بہن ان مردوں جیسی عورتوں کو دیکھ کر دھوکا میں نہ آجائے جو مردوں کی چھیڑ چھاڑ سے اور ان کے سامنے جاذب نظر بننے سے لذت حاصل کرتی ہیں اور اپنے آپ کو ایسی کرتوتوں سے بے شرم عورتوں میں شمار کرنے کا اعلان کرتی ہیں اور ہرگز نہیں چاہتیں کہ وہ گھروں کا نور بنیں، متقی، پاکباز، شریف اور طیبات بنیں۔ اللہ تعالیٰ مومن عورتوں کو عفت اور اس کے اسباب پر ثابت قدم رکھے۔

چوتھی دلیل (سورۂ نور کی آیات):

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا

إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾
(النور: ۳۰-۳۱)

''مومنوں سے کہیے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی خوب خبر رکھنے والا ہے اور مومنات سے کہیں کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینے پر اپنے دوپٹے اوڑھ لیں اور وہ خاوند، بھائی، سسر، بیٹے، خاوندوں کے بیٹے، بھتیجے، بھانجے، اپنی عورتیں، اپنے غلام، پیچھے لگنے والے شہوت سے محروم مرد یا وہ بچے جو ابھی تک عورتوں کی پوشیدہ باتوں کو نہ جانتے ہوں، ان کے سوا کسی کے لیے اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں اور وہ اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں کہ ان کی خفیہ زینت معلوم ہو جائے۔ مومنو! سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آؤ تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔''

ان آیات کریمہ میں چار طریقوں سے اس بات پر دلالت ہو رہی ہے کہ عورت کو چہرہ ڈھانپنا چاہیے:

- مرد و زن کو آنکھیں نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا جو حکم دیا گیا ہے، یہ اسی لیے ہے کہ بدکاری بہت بھیانک گناہ ہے اور آنکھوں کو نیچے رکھنا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں زیادہ پاکیزگی کا سبب اور فحاشی سے زیادہ دور رکھنے کا باعث ہے اور شرمگاہ کی حفاظت احتیاط و سلامتی کے اسباب بروئے کار لانے سے ہی ہو سکتی ہے اور ان بڑے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب آنکھوں کو نیچا رکھنا ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب سارے جسم کا پردہ کیا ہوا ہو۔ اس بات میں کوئی

صاحبِ عقل شک نہیں کر سکتا کہ چہرے کا ننگا ہونا اس کی طرف نظر اٹھنے اور لذت حاصل کرنے کا سبب ہے اور آنکھیں بدکاری کرتی ہیں اور ان کا زنا نظر ہے اور کسی کام کے سبب کا حکم اور اس کام کے مقصد کا حکم ایک ہی ہوا کرتا ہے۔اسی لیے اس کے بعد صراحتاً چہرے کے پردے کا حکم دیا۔

❀ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "

وہ اجنبی مردوں کے لیے جان بوجھ کر کوئی زینت ظاہر نہ کریں ۔ مجبوراً یا غیر اختیاری طور پر ظاہر ہو جائے اور اس کو چھپانا ممکن نہ ہو جیسے برقع ہے اس کو جلباب یا عبایۃ کہتے ہیں اور اسے ملاءۃ بھی کہتے ہیں یعنی وہ کپڑا جس کو عورت قمیص اور دوپٹے کے اوپر پہنتی ہے اور اس کو دیکھنے سے اجنبی عورت کا بدن نظر نہیں آتا۔

تو اس قدر (برقع کو) دیکھنا معاف ہے:

"وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ" کے الفاظ میں قرآن کے رموز و اسرار پر غور فرمائیں، کیسے اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو عورتوں کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ بھی متعدی فعل مضارع کے ساتھ اور یہ بات معروف ہے کہ جب فعل مضارع کے صیغے کے ساتھ منع کیا گیا ہو تو اس کی حرمت میں مزید تاکید پیدا ہو جاتی ہے اور یہ سارے بدن اور مصنوعی زینت کو چھپانے کی بھی دلیل ہے، چہرہ اور ہاتھ ڈھانپنا تو بدرجہ اُولیٰ ضروری ہے: "إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا " میں فعل کو عورت کی طرف منسوب نہیں کیا گیا (یعنی یہ نہیں فرمایا جو وہ خود ظاہر کریں) اور فعل بھی ظَهَرَ لازم ہے متعدی نہیں ہے اور اس کا تقاضا یہی ہے کہ عورت کو ہر قسم کی زینت کو چھپانا لازمی ہے اور اسے کسی حصے کو ظاہر کرنے کا اختیار نہیں ہے۔اس کے لیے کوئی عضو بدن ظاہر کرنے کی اجازت نہیں لیکن جو خود بخود بلا ارادہ ظاہر ہو جائے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے جیسے ہوا کی وجہ سے کوئی کپڑا ہٹ

جائے یا بقصد علاج جسم کا بعض حصہ ظاہر کرنا پڑ جائے یا اس طرح کی کوئی اور اضطراری شکل ہو تو یہ استثنا رفعِ حرج کے لیے ہوئی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴿٢٨٦﴾ (البقرة:٢٨٦)

''اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ پابند نہیں کرتا۔''

اور مزید فرمایا:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ﴿١١٩﴾

(الانعام:١١٩)

''اللہ تعالیٰ نے حرام کردہ چیزیں کھول کر بیان کر دیں مگر جس پر تم مجبور ہو۔''

❁ ''وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ'' جب اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں عورتوں پر بدن اور زینت کو چھپانا واجب فرمایا اور یہ کہ عورت اپنی زینت کا کوئی حصہ بھی عمداً ظاہر نہ کرے لیکن اگر کوئی جزو بدن بلا ارادہ ظاہر ہو جائے تو یہ معاف ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کمال درجے کے پردے کے لیے آیت کا یہ حصہ ذکر فرمایا، یہ بیان کرتے ہوئے کہ جس زینت کو ظاہر کرنا حرام ہے اس میں سارا بدن شامل ہے اور قمیص میں سینہ کی جگہ چونکہ گریبان ہوتا ہے جس سے گردن و سینہ ظاہر ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپانا بھی واجب قرار دے دیا اور اس جگہ پر پردہ کرنے کی کیفیت بھی بیان کر دی، جہاں قمیص چھپاؤ فراہم نہیں کرتی لہٰذا فرمایا:

''وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ''

ضرب کا معنی ہے کسی چیز کو دوسرے پر مارنا۔ اسی سے ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ (آل عمران: ١١٢) ''کہ ان کو ذلت نے ایسے لپیٹ میں لے لیا جیسے خیمہ اہلِ خیمہ کو گھیر لیتا ہے۔''

الخُمُرُ، خِمَار کی جمع ہے، جو خمر سے ماخوذ ہے اور خمر کا معنی ڈھانپنا اور چھپانا ہوتا ہے۔ اسی لیے شراب کو خمر کہتے ہیں کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسی سے عورت کا خمار (دوپٹہ) ہے کیونکہ وہ چہرے کو چھپا لیتا ہے۔'' (فتح الباری: ۸/ ۴۸۹)

عربی زبان میں کہا جاتا ہے ''اختمرت المرأۃ وتخمّرت'' یعنی عورت نے پردہ کر لیا اور چہرے کو چھپالیا۔

جیوب، جیب کی جمع ہے، وہ اس گریبان کو کہتے ہیں جو قمیص میں ہوتا ہے تو اس آیت:
﴿ وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ ﴾ معنی یہ ہوا کہ عورتیں جہاں سے بدن ظاہر ہو رہا ہو جیسے کہ سر، چہرہ، گردن اور سینہ ہے، ان مقامات پر اچھی طرح وہ دوپٹہ اوڑھ لیں۔ جس کو عورت سر پر رکھتی ہے اور پھر دائیں پہلو کو بائیں کندھے پر پھینک دیتی ہے۔ اس کو تقنع بھی کہتے ہیں۔ یہ حکم جاہلیت کی روش کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہ عورتیں دوپٹے کو پیچھے کی طرف پھینک لیتی تھیں اور سینہ ظاہر کرتی تھیں لیکن مومن عورتوں کو اسے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

اس آیت کی یہی تفسیر ہے جو ماقبل سے بھی میل کھاتی ہے اور عربی زبان کے بھی موافق ہے۔ اس کے صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہی وہ تفسیر ہے جو صحابیات رضی اللہ عنہن نے سمجھی تھی اور اس پر عمل بھی کیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں باب قائم کرتے ہیں: باب ((وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ))

اور اس کے تحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم کرے جب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی تو انھوں نے اپنے تہ بند پھاڑ کر دوپٹے بنا لیے اور اس کے ساتھ جسم کو ڈھانپ لیا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ فَاخْتَمَرْنَ سے مراد چہرہ

چھپانا ہے۔

پھر وہ طریقہ بیان کیا جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

اگر کوئی صاحب جھگڑا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں چہرے کا خاص طور سے ذکر نہیں کیا تو ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے سر، سینہ، گردن، کلائیاں، بازو اور ہاتھوں کا ذکر بھی نہیں کیا تو کیا ان مقامات کو ننگا کرنا جائز ہے؟ اگر کہے نہیں! تو ہم کہیں گے کہ چہرے کا ڈھانپنا بھی اسی طرح بالأولی لازمی ہے کیونکہ وہ تو خوبصورتی اور فتنہ کی جگہ ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شریعت سر، گردن سینہ، ہاتھ اور پاؤں ڈھانپنے کا تو حکم دے مگر چہرہ چھپانے کا حکم نہ دے حالانکہ وہ زیادہ فتنہ کی جگہ ہے اور دیکھنے والے اور دکھانے والی دونوں میں زیادہ تاثیر پیدا کرتا ہے۔

اور یہ بھی کہ پھر آپ صحابیات رضی اللہ عنہن کے فہم کا کیا جواب دیں گے جب انھوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد جلدی سے چہرے چھپا لیے تھے؟

❁ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ

''اور وہ اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں کہ ان کی مخفی زینت معلوم ہو جائے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے زینت دوپٹے کو اوڑھنے کی کیفیت اور چہرے اور سینے کو چھپانے کا حکم سنا دیا تو پھر کمال درجے کا پردہ کرنے اور فتنے کے اسباب ختم کرنے کے لیے مومنات کو یہ بھی حکم دیا کہ جب چلیں تو پاؤں کو زمین پر مت ماریں تاکہ ان کے زیور اور پازیب وغیرہ کی آواز کی بھنک بھی غیر مرد کے کانوں میں نہ پڑے اور اس کی زینت کا اس کو پتا نہ چلے تاکہ یہ فتنے کا سبب نہ بن جائے اور فتنہ پیدا کرنا تو شیطان کا عمل ہے۔

اور اس طریقۂ استدلال میں بھی تین دلالتیں ہیں:

۱۔ مومنات کے لیے پاؤں مار کر چلنے کی ممانعت ہے، تاکہ ان کی مخفی زینت ظاہر نہ ہو۔

۲۔ مومنات پر قدم اور ان پر موجود زینت کو ڈھانپنا لازمی ہے اور ننگا رکھنا ناجائز۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں پر ہر اس چیز کو حرام کر دیا جو فتنے کا باعث ہے۔ اس طرح ننگے منہ پھرنے کو بدرجۂ اولیٰ حرام کر دیا کیونکہ عورت کا ننگا چہرہ زیادہ پرفتن ہوتا ہے، وہ چھپانے اور غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہ کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

دیکھیں! اس آیت نے غیر مردوں سے عورتوں کے پردے کو سر سے لے کر پاؤں تک کیسے منظّم طریقے سے پیش کیا ہے اور کس طرح ان اسباب و ذرائع کو ایک دم بند کر کے رکھ دیا جو جان بوجھ کر بدن یا زینت ظاہر کر کے فتنہ پردازی کی طرف لے جاتے تھے۔ جس نے یہ پختہ شریعت بنائی وہ ربّ کتنا پاکیزہ ہے۔

پانچویں دلیل:

بوڑھی عورتوں کو پردہ اتارنے کی اجازت دینا اور اگر وہ بھی پردے کا اہتمام کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِى لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَٰتٍۭ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ (النور: ٦٠)

”بیٹھی رہنے والی ایسی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں وہ اگر اپنے کپڑے (پردہ) اتار بھی دیں اور زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے اور وہ بھی اگر اس سے بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، خوب علم والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان بوڑھی عورتوں کو رخصت دی ہے جو عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور حیض و حمل اور بچے کی ولادت سے مایوس ہو چکی ہوں کہ وہ ظاہری کپڑے برقع، چادر اتار سکتی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آیتِ حجاب میں ذکر کیا ہے۔ وہ چہرہ اور ہاتھ ظاہر کر سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ گناہ معاف کیا ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ:

پہلی شرط:

وہ ان میں سے ہو چکی ہوں جن میں زینت اور شہوت کا مقام ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ یہ وہی ہیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں نہ وہ اس کی طمع رکھتی ہیں اور نہ کوئی ان سے نکاح کی طمع رکھتا ہے کیونکہ وہ بوڑھی ہو چکی ہیں۔ نہ ان کو شہوت رہ جاتی ہے اور نہ ان کو دیکھ کر کسی کو ایسا احساس ہوتا ہے۔ رہی وہ عورت جس میں ابھی تک شہوت کا مقام ہے اور اس میں ابھی تک حسن باقی ہے تو اس کو پردہ اتارنے کی اجازت نہیں ہے۔

دوسری شرط:

وہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں اور یہ شرط دو امور سے پوری ہوتی ہے:

ا: ان کا پردہ ہٹانے کا مقصد زینت ظاہر کرنا نہ ہو بلکہ ضرورت کے وقت اپنی تن آسانی کے لیے وہ پردہ ترک کر رہی ہوں۔

ب: دوسرا یہ کہ وہ زیور، سرمہ، مہندی اور ظاہری سوٹ وغیرہ کا حسن ظاہر کرنے والی نہ ہوں جو باعثِ فتنہ ہے۔

مومنہ عورت کو اس رخصت کے غلط استعمال سے بچ جانا چاہیے کہ وہ خواہ مخواہ بوڑھی بن جائے حالانکہ ابھی وہ بوڑھی نہ ہوئی ہو یا وہ کسی بھی قسم کی زینت کو اچھال رہی ہو۔

پھر ربّ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر وہ بھی احتیاط کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے" اس طرح اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کو بھی احتیاط پر ابھارا ہے۔ یہ ان کے لیے بہتر اور افضل ہے اگرچہ وہ زینت کو ظاہر نہ بھی کر رہی ہوں۔

تو اس آیت نے ثابت کر دیا کہ مومنوں کی عورتوں پر سارا جسم، چہرہ اور ہر قسم کی زینت چھپانا فرض ہے کیونکہ یہ رخصت ان بوڑھی عورتوں کے لیے ہے جن کا گناہ اور حرج

معاف کر دیا گیا ہے اس لیے کہ ان کے بڑھاپے کے باعث ان پر اب تہمت نہیں لگ سکتی اور رخصت اسی کام سے ہوتی ہے جو فرض ہو لہٰذا ثابت ہوا کہ سابقہ آیات نے پردے کو فرض کر دیا ہے۔

بوڑھی عورتیں بھی اگر چہرہ اور ہاتھ چھپانے کی احتیاط کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو ان مومن عورتوں کے لیے یہ احتیاط واجب ہے اور اس پردے کا اہتمام ان کے حق میں بدرجہ اولیٰ ہوا اور فتنے کے اسباب اور برائی کے ارتکاب سے زیادہ دور رکھنے کا ذریعہ ہوا اور اگر نوجوان عورتیں محتاط نہ ہوں گی تو گناہگار رہوں گی۔

لہٰذا یہ آیت، برقع یا چادر کے ساتھ، چہرہ، ہاتھ، سارا جسم اور زینت کا پردہ فرض ہونے کی سب سے قوی دلیل ہے۔

سنت مطہرہ سے دلیلیں:

متعدد سندوں سے سنتِ مطہرہ کی کثیر تعداد میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں کبھی تو چہرہ ڈھانپنے کی صراحت بیان ہوئی ہے، کبھی بغیر پردے کے باہر نکلنے کی ممانعت آئی ہے، کہیں پاؤں ڈھانپنے کے لیے کپڑا لٹکانے کا بیان ہے اور کہیں یہ بیان ہے کہ عورت پردہ ہے اور پردے کو ڈھانپنا ضروری ہوا کرتا ہے۔ بعض مقامات پر اجنبی عورت کے پاس جانے اور اس کے ساتھ خلوت نشینی سے اجتناب کا بیان ہے تو کہیں نکاح کی نیت سے لڑکی کو دیکھنے کی اجازت بیان ہوئی ہے۔ اس طرح متعدد احادیث ہیں جو مومن عورتوں کی حفاظت کرتی اور ان کی عفت، حیا، غیرت اور حشمت کی پہریداری کرتی نظر آتی ہیں۔

پہلی دلیل:

یہاں اس حوالے سے سیرت نبوی ﷺ کے چند پہلو ذکر کیے جاتے ہیں:

((كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ ﷺ مُحْرِمَاتٍ فَإِذَا حَاذوا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَ جْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ)) (احمد،ابو داؤد،ابن ماجه، بیهقی،دارقطنی)

" قافلے ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں۔ جب وہ ہمارے برابر آجاتے تو ہم اپنا جلباب سر سے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ آگے گزر جاتے تو ہم چہرے ننگے کر لیتیں۔"

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا محرم صحابیات کی بابت بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو متعارض واجبات پر کیسے عمل کیا؟ ایک واجب یہ ہے کہ مومنہ عورت کو چہرہ چھپانا چاہیے اور دوسرا واجب یہ کہ احرام کی حالت میں چہرہ ننگا کرنا چاہیے تو جب عورت مردوں کے پاس ہو تو وہ اصل مسئلہ وجوب حجاب پر عمل کرے اور چہرہ چھپائے اور جب اس کے پاس اجنبی مرد نہ ہو تو احرام کی حالت میں لازمی طور پر چہرہ ننگا رکھے۔ یہ حدیث مومنہ عورتوں کے لیے پردے کے وجوب پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہے۔

یہ عمومی حکم ہے (یعنی امہات المومنین کے لیے خاص نہیں ہے) جیسے کہ سورۂ احزاب کی آیت میں گزر چکا ہے اور اگلی حدیث بھی عموم پر ہی دلالت کر رہی ہے۔

○ سیدہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اور اس سے قبل ہم احرام میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں ہم مردوں سے اپنے چہرے چھپایا کرتی تھیں"۔ (ابن خزیمہ،حاکم،وقال حدیث صحیح)

دوسری دلیل:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم کرے جب یہ آیت نازل ہوئی:

"وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ"

"توانہوں نے اپنے تہبند پھاڑ کر دوپٹے بنا لیے اور اس کے ساتھ جسم کو ڈھانپ لیا۔"
(صحیح البخاری، ابو داوٗد، طبری، الحاکم، بیہقی)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَاخْتَمَرْنَ بِهَا" کا مطلب ہے کہ انھوں نے اپنے چہرے چھپا لیے۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۹۰)

ہمارے استاذ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ صحیح حدیث بالکل صراحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ صحابیات نے اس آیت (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ......) سے یہی سمجھا کہ اس کا تقاضا چہرہ چھپانا ہی ہے تو انہوں نے مذکورہ آیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے تہبند پھاڑ کر اپنے چہرے چھپا لیے، جو اسی عمل کا تقاضا کرتی ہے۔

اس طرح ہر منصف کے لیے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کا مردوں سے پردہ کرنا اور ان سے چہرہ چھپانا صحیح احادیث سے ثابت ہے، جو قرآن حکیم کی تفسیر کرتی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کرنے میں جلدی کرنے کی وجہ سے ان عورتوں کی تعریف کی اور یہ بات معروف ہے کہ انھوں نے ان آیات کا معنی چہرہ چھپانے ہی کو سمجھا اور یہ سمجھ ان کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تھی، کیونکہ وہ ان کے درمیان موجود تھے اور وہ عورتیں ان سے جو مشکل پیش آتی اس کی بابت پوچھتی رہتی تھیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴿٤٤﴾ (النحل: ۴۴)

"ہم نے تیری طرف ذکر نازل کیا تا کہ تو لوگوں کے لیے اس چیز کو واضح کر دے جو ان کی طرف نازل ہوئی۔"

اور یہ ناممکن ہے کہ چہرے کے پردے والی تفسیر انھوں نے خود ہی کر لی ہو۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:
''ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عثمان سے خیثم کے واسطے سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت بیان کی ہے جو اس کی مزید وضاحت کرتی ہے۔ وہ کہتی ہیں:
''ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قریشی عورتوں کی تعریف کی تو انھوں نے فرمایا:
''قریشی عورتیں بہت فاضلہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے انصاری عورتوں سے افضل، سب سے زیادہ قرآن کی تصدیق کرنے والیاں اور اس پر ایمان لانے والیاں کسی کو نہیں دیکھا۔ ادھر سورۃ النور میں ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ نازل ہوئی، مردوں نے جا کر گھروں میں ان کو سنائی تو ہر عورت اٹھی اور اس نے اپنی اوڑھنیوں کو پکڑ کر اپنے سر ڈھانپ لیے اور جب صبح کی نماز پڑھنے لگیں تو یوں لگتا تھا کہ ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔''
اس کی تفصیلی وضاحت پیچھے صحیح بخاری کی حدیث میں گزر چکی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عالمہ، فقیہ ہونے کے باوجود انصاری عورتوں کی ایسی تعریفیں کر رہی ہیں اور کہتی ہیں:
''میں نے ان جیسا قرآن پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔''
تو یہ واضح دلیل ہے کہ ان کا مذکورہ آیت سے چہرے کے پردے کا وجوب سمجھنا اصل میں قرآن کی تصدیق اور اس پر ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ کئی علم شرعی کی طرف منسوب لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ اجنبی مردوں سے چہرے کا پردہ کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے

اللہ کے قرآن کی تصدیق کرتے اور اس کے حکم کو مانتے ہوئے چہرے کا پردہ کیا اور یہی معنی صحیح بخاری میں بھی ثابت ہے جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے اور یہ مسلمان عورتوں کے پردہ کی فرضیت کی بڑی بڑی اور صریح دلیلوں میں سے ہے۔ (أضواء البیان : ٤/ ٥٩٤، ٥٩٥)

تیسری دلیل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگنے والی روایت میں ہے: ''جب میں قافلے سے پیچھے رہ گئی تھی، تو اسی جگہ بیٹھی بیٹھی سو گئی۔ جب سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو ان کے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔'' فرماتی ہیں:

''صفوان رضی اللہ عنہ نے مجھے پردہ نازل ہونے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ جب اس نے مجھے پہچانا تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔'' (بخاری، کتاب التفسیر، باب (لو لا اذ سمعتموه...... الخ : ٤٧٥٠ـ مسلم، کتاب التوبة، باب فی حدیث الافك......الخ : ٢٧٧٠)

اور اوپر سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ کی تفسیر میں گزر چکا کہ پردہ امہات المومنین اور عام مومنات سب کے لیے فرض ہے۔

چوتھی دلیل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے رضاعی چچا کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا۔ وہ ہیں افلح ابو القعیس کے بھائی جب اس نے آیات حجاب کے نازل ہونے کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو انھوں نے روک دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجازت دی کیونکہ وہ

رضاعی چچا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو اجنبی مردوں سے پردہ کرنا چاہیے۔''

(فتح الباری: ۹/۱۵۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ حجاب سب کے لیے فرض ہے اور یہی صحیح موقف ہے۔

پانچویں دلیل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ)) (بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر : ۵۷۸)

''مومن عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں۔ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھیں۔ پھر نماز کے بعد اپنے گھروں کو لوٹتیں تو بھی اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔''

چھٹی دلیل:

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم دیا تو انھوں نے عرض کیا۔ ہم میں سے بعض کے پاس بڑی چادر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی بہن اس پر اپنی چادر اوڑھا دے۔''

(بخاری، کتاب الحیض، باب شھود الحائض العیدین...... الخ : ۳۲۴۔ مسلم، کتاب العیدین، باب ذکر اباحۃ خروج النساء فی العیدین ......الخ : ۸۹۰)

اس سے استدلال بالکل واضح ہے اور وہ یہ کہ عورت کو اپنے گھر سے بغیر پردے کے نکلنا جائز نہیں ہے اور پردہ بھی وہ جو سارا جسم ڈھانپ لے عہدِ نبوت میں صحابیات کا یہی عمل تھا۔

ساتویں دلیل:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے تکبر سے اپنے کپڑے (تہبند وغیرہ) کو زمین پر گھسیٹا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں تو پھر عورتیں اپنے تہبند کا کیا کریں؟ فرمایا ایک بالشت لٹکا لیں۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں، پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہو جائیں گے۔ فرمایا پھر ایک ہاتھ لمبا لٹکا لیں، اس سے زیادہ نہ کریں۔'' (ابوداوٗد، کتاب اللباس، باب فی قدر الذیل ...... ٤١١٧۔ ترمذی، کتاب اللباس، باب ذیل المرأۃ کم یکون : ٣٥٨٠۔ السنن الکبریٰ للنسائی : ٩٦٥٢/٨۔ مسند احمد : ٦٧،٣٣/٢)

اس حدیث سے استدلال دو طریقوں سے ہوگا۔

۱۔ اجنبی کے حق میں عورت ساری پردہ ہے تبھی تو قدم ڈھانپنے کا حکم دیا اور اسی عظیم مقصد کے لیے کپڑا اور چادر لٹکانے میں عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا۔

۲۔ جب قدم چھپانے کا حکم ہے تو باقی جسم چھپانا بدرجۂ اولیٰ واجب ہے مثلاً چہرہ قدموں سے زیادہ پرفتن ہے تو اس کو چھپانا زیادہ واجب ہوگا اور علیم وخبیر ربّ کی حکمت اس بات کا انکار کرتی ہے کہ ادنیٰ کو ڈھانپ دیا جائے اور اس جگہ کو کھلا چھوڑ دیا جائے جس میں فتنہ زیادہ شدید ہے۔

آٹھویں دلیل:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ يَسْتَشْرِفُ عَلَيْهَا الشَّيْطَانُ......))

''عورت ساری ہی پردہ (ننگ) ہے۔ جب یہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے اور یہ اپنے ربّ کی رحمت کے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کی گہرائی میں ہوتی ہے۔'' (ترمذی، کتاب الرضاع، باب استشرف الشیطان...... الخ : ۱۱۷۳۔ ابن حبان : ۱۲/۴۱۲ رقم الحدیث : ۵۵۹۸۔ طبرانی فی الکبیر : ۱۰۱۱۵۔ ابن خزیمہ : ۱۶۸۶)

اس حدیث سے استدلال یوں ہے کہ عورت جب پردے کی جگہ ہے تو جسم کا ہر وہ حصہ جس پر یہ لفظ صادق آتا ہے اس کو ڈھانپنا فرض ہے۔

ایک روایت میں ابوطالب امام احمد سے روایت کرتے ہیں:

((ظُفُرُ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا فَلَاتَبِنْ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَا خُفُّهَا))

''عورت کے ناخن بھی پردہ ہیں جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو اس کا کچھ بھی ظاہر نہ ہو حتیٰ کہ اس کا موزہ (جوتا) بھی ظاہر نہ ہو۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

نویں دلیل:

عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو۔'' ایک انصاری بولا: ''اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) دیور کا کیا حکم ہے؟ آپ

نے فرمایا: ”دیور تو موت ہے۔“ (بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة...... الخ : ٥٢٣٢۔ مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة...... الخ : ٢١٧٢)

اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ پردہ واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر داخل ہونے سے منع فرمایا اور خاوند کے قریبی رشتہ دار کو موت کہا اور اس منع کرنے میں شدید مبالغہ ہے۔ جب مردوں کو عورتوں کے پاس جانا ہی منع ہے تو خلوت تو بدرجۂ اولیٰ منع ہوئی جیسے کہ دوسری حدیث میں ہے۔

اور حکم یہ ہے کہ ان سے کوئی چیز مانگنا بھی ہو تو پردے کی اوٹ سے اور یہ کہ جوان پر داخل ہوا، گویا اس نے ان کا حجاب پامال کر دیا اور جب یہ حکم سب عورتوں کے لیے عام ہے تو پردے کی اوٹ سے مانگنے والا حکم بھی سب عورتوں کو شامل ہوا۔

دسویں دلیل:

ایسی احادیث جو نکاح کی نیت سے عورت کو دیکھنے کی رخصت پر دلالت کرتی ہیں وہ بھی بہت ہیں۔ صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے ان میں سیدنا ابوہریرہ، سیدنا جابر، سیدنا محمد بن مسلمہ، مغیرہ اور ابوحمید رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

یہاں ہم صرف جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَايَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ))

”جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اگر وہ اس کو دیکھ کر یہ اطمینان حاصل کر سکتا ہے کہ اس عورت میں نکاح کے لیے پرکشش بات ہے تو اس کو چاہیے کہ ضرور دیکھ لے۔“

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اس کے لیے

چھپ کر بیٹھا کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے وہ دیکھ لیا جس سے مجھے اس سے نکاح کی چاہت ہوئی تو میں نے اس سے نکاح کرلیا۔'' (ابوداوٗد، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأة ...... الخ: ۲۰۸۲۔ مسند احمد: ۳/۳۳۴)

اس حدیث کی دلالت کئی طریقوں سے بالکل واضح ہے:

① اصل تو یہ ہے کہ عورت باپردہ رہے اور مردوں سے پردہ کرے۔

② منگنی کرنے والے کے لیے جو رخصت دی تو یہ دلیل ہے کہ غیر کے لیے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ پہلے ہی بے پردہ اور ننگے منہ پھرا کرتی تھیں تو رخصت کی کیا ضرورت تھی؟

③ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ تکلف کے ساتھ چھپ چھپ کر بیٹھتے تاکہ اس کو ایسے دیکھیں جیسے کہ شادی کی چاہت ہو۔ یہ دلیل ہے کہ اگر وہ ننگے منہ رہتی ہوتیں یا زیادہ آمدورفت والی ہوتیں تو اس کے منگیتر کو دیکھنے کے لیے چھپنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

شیخ احمد شاکر (تحقیق المسند: ۱۴/۲۳۶) میں منگیتر کو دیکھنے والی ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتے وقت فرماتے ہیں:

''یہ حدیث اور اس کی ہم معنی دوسری احادیث کے ساتھ اس دور کے ملحد اور نافرمانوں نے کھیلنا شروع کیا ہے۔ یہ یورپ کے غلام، عورتوں کے غلام اور اپنی خواہشات کے بندے ان احادیث کو ان کے صحیح اسلامی معنی سے نکال کر ان سے اپنی پسند کا مطلب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مقصد تو یہ تھا کہ اس پر چلتی ہوئی طائرانہ نظر ڈال لی جائے لیکن ان کافروں فاجروں نے کہا کہ وہ مکمل عورت کو گہرائی میں جا کر دیکھیں بلکہ وہ تو اس کے ساتھ خلوت کرنے کی اجازت کی طرف لڑھک آئے بلکہ خفیہ دوستی اور باہم اکھٹے رہنے کی اجازت دینے لگے!!

اور ان میں بڑے مجرم تو وہ ہیں جو دین کی طرف منسوب ہوتے ہیں حالانکہ دین ان سے بری ہے۔اللہ ہمیں عافیت اور سیدھے راستے کی ہدایت دے۔''

قیاس صحیح کی دلیل:

جس طرح کتاب وسنت سے مومنوں کی عورتوں کے لیے مکمل حجاب پہن کر ہاتھ، چہرہ، سارا بدن اور زینت چھپانا ثابت ہے اور ان چیزوں میں سے کسی چیز کو ظاہر کرنے کی حرمت ثابت ہے تو اسی طرح یہ دلائل بطریق قیاس صحیح بھی چہرہ، ہاتھ، سارا بدن اور زینت چھپانے پر دلالت کرتے ہیں۔ ان شرعی قواعد کو عمل میں لاتے ہوئے کہ جو ایسے تمام دروازے بند کر دینے کو اپنا ہدف بناتے ہیں جن کے ذریعے عورت فتنہ بن جائے یا فتنے کا شکار ہو جائے۔ان شرعی قاعدوں کے اہداف میں یہ بھی ہے کہ اخلاق فاضلہ، عفت، طہارت، حیا، غیرت اور حشمت کی حفاظت کی جائے۔بلند و بالا مقاصد حاصل کیے جائیں اور گھٹیا اخلاق جیسے بے حیائی، بے غیرتی، بے وقعتی، بے لباسی، بے پردگی اور مرد و زن کے اختلاط وغیرہ کو ختم کیا جائے۔جس طرح کہ شرعی قاعدہ ہے ''فساد کو ختم کیا جائے اور مصلحتوں کو حاصل کیا جائے'' اور ''بڑی خرابی سے بچنے کے لیے چھوٹی کا ارتکاب کر لیا جائے'' اور ''حلال کام بھی دین میں فساد برپا کر رہا ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے۔'' تو ان صحیح قیاسوں میں چند ایک یہ ہیں۔

- اللہ تعالیٰ کا نظر نیچے رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا حکم دینا جب کہ چہرہ ننگا رکھنا، مذکورہ دونوں کاموں کے مقاصد کی سب سے بڑی دعوت ہے۔
- جب زمین پر پاؤں مارنے کی ممانعت ہے تو چہرہ ننگا رکھنے میں تو فتنہ اور زیادہ ہے۔
- لوچ دار بات کرنے سے منع کیا گیا اور ننگا چہرہ اس سے بھی بڑا فتنہ ہے۔
- قدم، کلائیاں، گردن اور سر کے بال ڈھانپنے کا حکم دینا نص اور اجماع سے ثابت ہے

اور چہرے کا ننگا ہونا ان سب سے بڑا فتنہ ہے۔

اس کے علاوہ بھی کئی قیاسات ہیں جو ماقبل عبارات سے سمجھے جاسکتے ہیں لہٰذا چہرہ اور قدم بالأ ولیٰ ممنوع ہوا اور ان اولوی قیاسات کو قیاس جلی کہا جاتا ہے اور یہ بالکل واضح ہوتا ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں لگتی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

خلاصہ کلام:

سابقہ کلام سے ہر اس انسان کے لیے جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور کیا ہے، یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو سارا بدن اور اس کی زینتِ مصنوعی چھپانے کو فرض قرار دیا ہے اور اس پر قرآن و سنت، قیاس جلی اور قواعد شرعیۃ کے راجح اعتبار جیسے ظاہری دلائل دلالت کرتے ہیں اسی لیے ان دلائل کے بموجب صحابیات رضی اللہ عنہن سے لے کر آج تک اس پر مسلسل عمل چلا آرہا ہے، ہمارے جزیرۃ العرب میں بھی اور دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی اور ایک حد تک بے پردگی جو ہمیں آج عالم اسلامی میں نظر آرہی ہے یہ تو ابتداً ہے۔اس کے بعد کافی حد تک بدن کو ننگا کرنا، زینت ظاہر کرنا، مختصر لباس پہننا بلکہ بالکل ننگے ہی ہو جانے کے مراحل ہیں، جس کو فی زمانہ ''السفور'' یعنی بے پردگی کہا جاتا ہے اور یہ نئی مصیبت صرف چودھویں صدی ھجری کے اوائل میں نظر آتی ہے جس کی ابتدا عرب عیسائیوں، مغرب زدہ مسلمانوں اور بعض عیسائی مرتدوں کے ہاتھوں ہوئی ہے جس کو ہم فصل ثانی میں بیان کریں گے۔

لہٰذا ان مومنوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہیے، جن کی عورتوں نے ابھی بے پردگی اور بے حیائی کو چھوا ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ ان کو باپردہ بنائیں، ان کو برقع و چادر کے ساتھ چھپائیں اور وہ ایسے اسباب اختیار کریں جن سے وہ اس چیز پر ثابت ہو جائیں، جس پر قائم ہونا اللہ تعالیٰ نے ان کے ولیوں (خاوند، باپ، بھائی، وغیرہ) پر فرض کیا ہے اور جن کی بنیاد

اسلامی غیرت وحمیت ہے۔مومنہ عورتوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حجاب کے حکم پر لبیک کہیں،اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے اور امہات المومنین کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے پردے کا التزام کریں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بندیوں میں نیکوکاروں کا دوست ہے۔

خبردار!اس دینِ اسلام پر ایمان رکھنے والے تمام خواتین وحضرات پر یہ بات لازم ہے کہ وہ داخلی اور خارجی بے حیائی کی دعوت اور نعروں سے خبردار اور بچ کر رہیں جو مسلمانوں کو مغرب زدہ بنانا چاہتے اور ان کی مومن عورتوں کو ان کی عفت و تحفظ کے تاج ''حجاب'' سے نکال کر بے پردگی، بے حیائی کی طرف دھکیلنا اور اجنبی مردوں کی گود میں بٹھانا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ علمائے حق کے خلاف شاذ اقوال کے دھوکے میں نہ آئیں جو نصوص شرعیۃ کی دھجیاں بکھیرنے،اصول شریعت کو گرانے اور عفت وتحفظ جیسے شریعت کے مقاصد کو کاٹ پھینکنے کا کام کر رہے ہیں اور ہر مومن مرد وزن کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بے پردگی، بے لباسی اور باہمی اختلاط کی عادت میں گرفتار عورتوں کو بھی روکیں جو اس کو جائز قرار دینے والوں کے علاقوں میں پھیل چکی ہے۔

ہم سب مومن مرد وزن سے عرض کرتے ہیں یہ شریعت مطہرہ کی معروف بات ہے اور اہل تحقیق بھی اس کے قائل ہیں کہ بے حجابی کی دعوت دینے والوں کے پاس نہ تو کوئی واضح دلیل ہے اور نہ عہد نبوت ﷺ کا کوئی دائمی عمل۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی کی ابتدا میں یہ بدعت ایجاد ہوئی اور ان کے پاس چہرہ اور ہاتھ ننگے رکھنے کی جتنی بھی دلیلیں ہیں وہ مندرجہ ذیل کیفیت سے خالی نہیں۔

① وہ دلیل تو واضح ہوگی مگر فرضیت حجاب کی آیات نے اس کو منسوخ کر دیا ہوگا۔ جسے وہ لوگ جانتے ہیں جنھوں نے واقعات کی تاریخ کی تحقیق کی ہے یعنی وہ حدیث ۵ھ

سے قبل کی ہوگی یا پھر وہ دلیل بوڑھی عورتوں کے بارے میں ہوگی یا ایسے بچوں کے بارے میں کہ جو عورتوں کے پوشیدہ معاملات کو نہیں جانتے۔

② دلیل تو صحیح ہوگی مگر وہ اپنے مدلول پر واضح اور صریح نہیں ہوگی اور وہ ان کتاب وسنت کے قطعی دلائل کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہوگی جو عورت کے چہرہ، ہاتھ، سارا بدن اور زینت چھپانے پر دلالت کرتی ہیں اور یہ معروف ہے کہ متشابہ آیات کو محکم کی طرف لوٹانا پختہ علم والوں کا راستہ ہے۔

③ دلیل تو واضح اور صریح ہوگی مگر اس کی سند درست نہیں ہوگی اور اس سے استدلال درست نہیں ہوگا۔ ان صحیح و واضح دلائل اور عورتوں کے چہرہ وہاتھ سمیت سارے جسم و زینت کو چھپانے کے عمل مسلسل کا کمزور حدیث کے ساتھ مقابلہ درست نہیں ہوگا۔

اس کے باوجود اب تک اسلام میں کسی عالم نے بھی یہ نہیں کہا کہ جب فتنہ عام ہو، لوگوں کی دینی حالت پتلی ہو اور فساد عام ہو تو اس وقت بھی ہاتھ اور چہرہ ننگا کرنا جائز ہے بلکہ متعدد علما نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ ایسی صورت میں ان اعضا کو ڈھانپنا لازمی ہے اور فساد کی جو فضا ہمارے زمانے میں قائم ہو چکی ہے چہرہ اور ہاتھ ڈھانپنے کے لیے یہی کافی ہے، اگر کوئی اور دلیل نہ بھی ہو اور یہ کسی کی بات نقل کرنے میں خیانت کے مترادف ہے کہ اس قول کو قائل کی طرف منسوب کر دیا جائے اور اس کا نام نہ لیا جائے۔ (یعنی یوں کہے: علماء، بزرگوں نے کہا ہے) تا کہ اس زمانے میں چہرہ ننگا کرنے کی دعوت کو تقویت دی جا سکے۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے ملکوں میں دینی حالت پتلی ہو چکی ہے اور فساد عام ہو چکا ہے۔

اصل میں واجب تو یہ ہے کہ عورت اپنا سارا جسم اور مصنوعی زینت چھپائے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانتے ہوئے، صحابہ کرام اور ان کی عورتوں کی سیرت پر عمل کرتے

ہوئے مسلمانوں کے صدیوں پر محیط عملی اجماع پر عمل کرتے ہوئے کوئی چیز بھی اجنبی مردوں کے سامنے عمداً ظاہر نہ کرے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالِمِيْنَ۔

④ پردے کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں پر سارا بدن اور زینت چھپانے کو ایسی عبادت قرار دیا ہے جس کو کرنے والا اجر وثواب پاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والا عتاب کا مستوجب بن جاتا ہے۔ لہٰذا بے پردگی تباہ کن کبیرہ گناہ ہے جو کئی دوسرے کبائر کا سبب بنتا ہے۔ جیسے قصداً بدن یا زینت کا کوئی جز ظاہر کرنا، مردوں سے اختلاط اور ان کو فتنے میں ڈالنے جیسی بے پردگی کی کئی آفتوں کا ارتکاب کرنا۔ مومن عورتوں کو اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو مانتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے پردہ، عفت اور حیاء کا التزام کرنا چاہیے، اللہ کا فرمان ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾

(الاحزاب:٣٦)

”کسی مومن مرد یا عورت کے لیے لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو ان کے پاس کوئی (نافرمانی کا) اختیار باقی رہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ واضح گمراہی میں چلا جاتا ہے۔“

ایسا کیوں نہ ہو؟ پردے کی فرضیت کے پیچھے بہت عظیم حکمتیں، اسرار، فضائل اور عظیم مقاصد حمیدہ پنہاں ہیں، اب ہم ان میں سے چند کا ذکر کر رہے ہیں:

عزت کی حفاظت:

پردہ عزتوں کی شرعی مدافعت ہے اور شک وشبہ اور فتنہ وفساد سے عورت کو کوسوں دور کر دیتا ہے۔

دلوں کی طہارت:

حجاب مومن مردوں اور عورتوں کو دلوں کی پاکیزگی کی طرف بلاتا ہے، ان کو تقویٰ سے آباد کرتا ہے اور اللہ کی حرمات کی تعظیم سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ﴿٥٣﴾ (الاحزاب:٥٣)

یہ تمھارے اور عورتوں کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔

مکارم اخلاق:

حجاب اچھے اخلاق کو وافر کرنے کی طرف دعوت ہے جیسے عفت وحشمت ہے، غیرت وحیا ہے اور برے اخلاق سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے بے حیائی، بے وقعتی اور فساد وغیرہ میں ملوث ہونا۔

عفت کی نشانی:

پردہ آزاد اور پاکدامن عورتوں کی عفت وشرافت کی نشانی اور ان کے آلائشوں اور شکوک وشبہات سے دور ہونے کی علامت ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

((ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ))

یہ زیادہ قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے تو ان کو تکلیف نہ دی جائے۔

عموماً کسی کے ظاہر کی اصلاح اس کے باطن کے بھی بہتر ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے اور پاکدامنی عورت کا تاج ہے۔

اس مناسبت سے ہم ذکر کرتے ہیں کہ نمیری شاعر نے جب حجاج کے پاس یہ شعر پڑھا:

''وہ عورتیں ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے بھی تقویٰ کی وجہ سے چھپالیتی ہیں اور رات کے کسی حصے میں بھی حجاب پہن کر باہر نکلتی ہیں۔''

توحجاج کہتا ہے کہ آزاد مسلمان عورتیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔(یعنی بے حیائی غلامی کی نشانی ہے)

لالچ اور شیطانی وسواس ختم کرنا:

پردہ معاشرتی تکالیف اور خواتین وحضرات کے دلوں کی بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ یہ فاسق لوگوں کی طمع کا قلع قمع کر دیتا ہے اور خیانت کرنے والی آنکھیں بند کر دیتا ہے۔ یہ مرد کی عزت میں اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور عورت کی عزت میں اس کی تکلیف کو ختم کر دیتا ہے اور پاکدامن عورتوں پر تہمت وبہتان لگنے سے بھی پردہ بچاتا ہے شکوک وشبہات کی گندگی سے اور دوسرے شیطانی خطرات سے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ایک شاعر کہتا ہے......

حُورٌ حَرَائِرُ مَا هَمَمْنَ بِرِيبَةٍ
كَظِبَاءِ مَكَّةَ صَيْدُهُنَّ حَرَامُ

''وہ آزاد حوریں ہیں، انہوں نے کبھی شک وشبہ کا ارادہ نہیں کیا گویا وہ مکہ کی ہرنیاں ہیں کہ ان کا شکار حرام ہے۔''

حیا کی حفاظت:

حیا حیات سے ہے یعنی حیا کے بغیر زندگی کا کوئی مزہ نہیں۔یہ ایسی عادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ صرف ان دلوں میں ودیعت کرتا ہے جن کی عزت وتکریم کا ارادہ فرماتا ہے۔

پھر یہ عادت فضائل والے کام کرنے پر ابھارتی اور ذلیل کاموں سے روکتی ہے۔ یہ انسان کی مخصوص خصلت اور فطرت کا تقاضا ہے۔ یہ اسلام کی عادت نبیلہ ہے۔ حیا ایمان کا ایک شعبہ اور عرب لوگوں کی وہ عادتِ حمیدہ ہے، جس کو اسلام نے آکر اور مضبوط کر دیا اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا۔ شاعر عنترہ عبسی کہتا ہے......

وَ اَغُضُّ طَرُفِی اِنُ بَدَتُ لِیُ جَارَتِیُ

حَتّٰی یُوَارِیَ جَارَتِیُ مَأْوَاهَا

''جب میری پڑوسن ظاہر ہوتی ہے تو میں آنکھ بند کر لیتا ہوں، یہاں تک کہ اس کا ٹھکانا اس کو چھپا لیتا ہے۔''

تو یہ حیا کی تاثیر ہے جو عظمتوں کے ساتھ مزین کرتی ہے۔حجاب حیا کو محفوظ رکھنے کا فعال وسیلہ ہے جب کہ حجاب کے جانے سے حیا بھی جاتا رہتا ہے۔

پردہ ایک مضبوط قلعہ:

پردہ بدکاری اور حرمتوں کی پامالی کے خلاف مضبوط قلعہ ہے اور عورت کو ایسا برتن نہیں بننا چاہیے جس میں ہر کتا منہ ماری کرتا پھرے۔

پردہ ایک رکاوٹ:

پردہ اصل اسلامی معاشرے میں بے پردگی، بدن کی نمائش اور اختلاط کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

عورت ننگ ہے:

عورت ستر ہے، پردہ اس کو چھپانے والا ہے اور یہ تقویٰ کی نشانی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗاۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقۡوَىٰ ذَٰلِكَ خَيۡرٞۚ ﴿٢٦﴾ (الاعراف:٢٦)

''اے آدم زادو! ہم نے تم پر ایسا لباس نازل فرمایا ہے جو تمھارے ننگ ڈھانپتا ہے اور باعث زینت ہے اور تقویٰ کا لباس اچھا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن اسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''وہ اللہ سے ڈرے، اپنا ننگ ڈھانپے، یہ تقویٰ کا لباس ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً یہ دعا مروی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَآمِنْ رَوْعَاتِیْ)) (ابوداوٗد، کتاب الأدب، باب ما یقول اذا اصبح : ٥٠٧٤۔ مسند احمد : ٢/ ٢٥)

''اے اللہ! میرے ننگ چھپا دے اور مجھے خوف سے امن دے۔''

اے اللہ! ہمارے عیب چھپا دے اور مومن عورتوں کے بھی۔ آمین!

عزت کی حفاظت:

پردے سے غیرت محفوظ ہوتی ہے۔ اس کا بیان بالتفصیل دسویں اصول میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

چوتھا اصول

عورت کا گھر میں رہنا دینی فریضہ ہے

اصل تو یہی ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ﴿٣٣﴾ (الاحزاب: ٣٣)

''اور اپنے گھروں ہی میں رہو۔''

یہ ان کے حق میں شرعی فریضہ ہے جبکہ ان کا باہر نکلنا رخصت ہے اور یہ رخصت اسی قدر ہوگی جتنی ضرورت وحاجت ہو، اسی لیے اس آیت کے بعد فرمایا:

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴿٣٣﴾ (الاحزاب: ٣٣)

''اور پہلی جاہلیت کی طرح زینت ظاہر نہ کرو۔''

یعنی زیادہ نہ نکلا کرو جیسے میک اَپ کر کے، خوشبو لگا کر اہل جاہلیت کی عورتوں کے نکلنے کی عادت تھی اور ان کا گھروں میں رہنا اصل میں اختلاط اور اجنبی لوگوں کے سامنے جانے سے دیواروں اور چادروں کی مدد سے اوٹ میں چھپنا ہے اور جونہی وہ اجنبی لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں گی ان پر کپڑے کے ساتھ اپنے بدن اور مصنوعی زینت کو چھپانا فرض ہو جائے گا۔

اور جس نے اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وخوض کیا وہ دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تین آیات میں گھروں کی نسبت عورتوں کی طرف کی ہے، حالانکہ گھر (عام طور سے) خاوندوں اور عورتوں کے ولیوں کے ہوتے ہیں تو یہ نسبت واللہ اعلم مالک ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ نسبت ان کے زیادہ وقت گھروں میں ٹکی رہنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ"

"اور اپنے گھروں ہی میں رہو۔" اور فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ ﴿٣٤﴾ (الاحزاب: ٣٤)

"جو تمھارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے ان کو یاد کرو۔" تیسرے مقام پر فرمایا:

لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ ﴿١﴾ (الطلاق: ١)

"ان کو ان کے گھروں سے مت نکالو۔"

اس اصول کو یاد کرنے سے شریعت کے درج ذیل مقاصد حاصل ہوں گے:

۱۔ فطرت انسانی، حالت انسانی اور شریعت اسلامی کے فیصلے کا لحاظ رکھنا جو اس نے بندوں کے درمیان عدل پر مبنی تقسیم کی ہے کہ عورتوں کا کام گھر کے اندر جب کہ مردوں کا گھر سے باہر ہے۔

۲۔ شریعت کے اس فیصلہ کا لحاظ رکھنا کہ اسلامی معاشرہ یک فردی ہے مخلوط معاشرہ نہیں۔ عورتوں کا اپنا معاشرہ ہے اور وہ ہے گھر کی چار دیواری کے اندر اور مردوں کا معاشرہ گھر سے باہر ہے۔

۳۔ عورت کے اپنے کام کاج کے لیے گھر میں مصروف رہنے سے اس کا وقت بچ جاتا ہے اور اس میں بحیثیت بیوی، ماں اور خاوند کے گھر کی نگران ہونے کے، اپنے کام کاج کا شعور پیدا ہوتا ہے اور اس (خاوند) کے حقوق کی پاسداری کا احساس ہوتا ہے جو اس کے پاس سکون کی غرض سے آتا ہے۔ اسی طرح کھانا پینا اور لباس کی تیاری اور بچوں کی تربیت کا شعور بیدار ہوتا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْؤُلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا))

(بخاری، كتاب الجمعة باب الجمعة فی القریٰ...... الخ : ۸۹۳ ۔ مسلم، کتاب الإمارة، باب فضيلة الامير العادل ...... الخ : ۱۸۲۹)

''عورت خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

۴۔ عورت کے گھر میں رہنے میں اس واجب الٰہی کی پاسداری ہے جو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کی شکل میں فرض کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس پر گھر سے باہر کوئی واجب کام نہیں ہے۔اللہ نے تو جمعہ اور نماز با جماعت کا حکم بھی عورت کے حق میں ساقط فرما دیا ہے اور حج بھی محرم کی موجودگی کے بغیر اس پر فرض نہیں۔ سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی عورتوں کو فرمایا:

((هٰذِهِ ثُمَّ ظُهُورَ الْحُصُرِ)) (ابو داوٗد، کتاب المناسك، باب فرض الحج : ۱۷۲۲ ۔ مسند احمد : ۵/ ۲۱۸)

حافظ ابن کثیر تفسیر میں اس حدیث کا معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

''اے عورتو! اس بار میرے ساتھ نکلی ہو پھر چٹائیوں کے ساتھ لازم وملزوم ہو جانا اور (بلاضرورت) گھروں سے نہ نکلنا۔

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ اس حدیث پر عمدة التفسير (۳/ ۱۱) میں یوں لکھتے ہیں:

''حج قربتِ الٰہی کا بہت بڑا سبب ہونے کے باوجود جب عورتوں کو نفلی حج کرنے سے منع کر دیا گیا ہے تو پھر اس کے بارے کیا خیال ہے جو آج اسلام کی نام لیوا عورتیں کر رہی ہیں؟ ایک شہر سے دوسرے کی طرف سفر کرتی ہیں اور نافرمانی اور بے پردہ حالت میں کافروں کے ملکوں میں جاتی ہیں اور پھر بغیر محرم کے!! اور کبھی خاوند اور محرم کے ساتھ بھی مگر

یوں کہ نہ ہونے کے برابر (یعنی خاوند بھی ان کے ماتحت ہی ہوتے ہیں) ارے بندے کہاں گئے۔مرد کہاں چلے گئے؟''

اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد بھی ساقط کر دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کے لیے جھنڈا نہیں باندھا تھا۔اسی طرح خلفائے کرام نے بھی کبھی کسی عورت کو جہاد یا کسی جنگی مہم جوئی کے لیے نکلنے کا حکم نہیں دیا بلکہ عورتوں سے جنگوں میں مدد مانگنا اور اکثر کو ساتھ لے کر چلنا کسی قوم کی کمزوری اور فکری خلل کی نشانی ہوا کرتی ہے۔

ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ''مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم نہیں اور ہمیں وراثت میں آدھا حصہ ملتا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

وَلَا تَتَمَنَّوْا۟ مَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بِهِۦ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ ﴿٣٢﴾

(النساء: ٣٢)

''اللہ تعالیٰ نے بعض کو دوسروں پر جو فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔''

((مسند احمد، مستدرك حاكم وغيرهما بسند صحيح)) (١٥٧/٣)

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ عمدۃ التفسیر میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ حدیث ہمارے دور کے ان جھوٹے بہتان طرازوں کا رد کرتی ہے جو مسلمانوں میں فحاشی عام کرنا چاہتے ہیں۔وہ عورت کو اس چادر چار دیواری سے جس میں رہنے کا اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے نکالتے ہیں اور فوجی نظام میں ڈال دیتے ہیں، پھر بازو اور ران ننگے کرکے بلکہ نیم عریاں اس بے حیا و فاجر کو ان نوجوان فوجیوں کی دل لگی کے لیے پھینک دیتے ہیں جو بیویوں سے محروم ہوتے ہیں۔یہود و نصاریٰ کی تقلید کرتے ہوئے۔ان پر قیامت تک مسلسل اللہ کی لعنتیں ہوں۔

۵۔ پردے کے اصول پہ عمل کرنے سے جو شرعی مقاصد حاصل ہوتے ہیں ان میں پانچواں یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے جو عورت کی عزت کی حفاظت، اس کی عفت و تحفظ اور اس کے گھریلو کام کاج کی قدردانی جیسے عظیم مقاصد کا احاطہ کیا ہے، وہ مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا گھر سے باہر نوکری کرنا مردوں کے منصب میں مشارکت ہے جو مذکورہ مقاصد کو ختم کر دیتی ہے یا کم از کم متاثر ضرور کر دیتی ہے اور اس میں مردوں کے کاروبار میں تنازعہ پیدا ہوتا ہے اور یہ مرد کی اس کی عورت پر حکمرانی کو معطل کرنے کے مترادف ہے، اس کے حقوق سلب کرنے کے برابر ہے کیونکہ مرد کا دو طرح کے ماحول میں رہنا ضروری ہے ایک ہے کمائی، طلب رزقِ حلال اور جہاد وغیرہ، یہ گھر سے باہر ہوتا ہے اور دوسرا ماحول ہے سکون، راحت اور اطمینان وغیرہ حاصل کرنے کا، یہ گھر کے اندر ہوتا ہے اور جس قدر عورت گھر سے باہر رہے گی اتنا ہی مرد کا دوسرا ماحول خراب ہوگا۔ اس کے لیے راحت و سکون کا فقدان ہو جائے گا اور اس کا اثر اس کے باہر والے ماحول پر پڑے گا بلکہ اس سے ایسی مشکلیں اور مصائب جنم لیں گے کہ جس سے گھر کا نظام بکھر جائے گا۔ اسی لیے مثال مشہور ہے:

((اَلرَّجُلُ يَجْنِيْ وَالْمَرْأَةُ تَبْنِيْ))

''مرد رزق چن چن کر لاتا ہے اور عورت گھر بناتی ہے۔''

اس کے علاوہ مخلوط ماحول سے عورت پر کتنے ہی دوسرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے جو عمومی مصلحت، انسانی فطرت اور اس کی سعادت کے عین موافق ہے۔ اسی لیے عورت کے لیے صرف ایسے اعمال ہی کی اجازت دی ہے جو اس کی فطرت،

طبیعت اور نسوانیت کے عین موافق ہوں۔ کیونکہ یہ تو بیوی ہے، اس کو حمل بھی ہوگا، یہ جنے گی بھی پھر دودھ بھی پلائے گی۔ یہ تو گھر کی مالکہ اور بچوں کی مربیہ ہے۔ یہ نسلوں کے پہلے مدرسے یعنی گھر میں ان کی تربیت کرنے والی ہے اور جب عورتوں کے گھر میں رہنے کا اصول مسلم ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان گھروں کی حرمت کو بھی محفوظ فرمایا اور ان کو شک وشبہ سے تحفظ دیا اور پھر اس حالت سے منع فرمایا جس سے گھر کا پردہ منکشف ہوسکتا تھا۔ صرف نظر پڑ جانے کو روکنے کے لیے اجازت کا نظام وضع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُواْ فِيهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ٱرْجِعُواْ فَٱرْجِعُواْ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَٰعٌ لَّكُمْ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ (النور: ٢٧-٢٩)

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں نہ داخل ہو، حتیٰ کہ اجازت لے لو اور ان کو سلام کرو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر گھر میں کوئی بھی نہ ہو تو پھر بھی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آؤ، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ اللہ تمھارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر گھر غیر آباد ہو تو اس میں فائدہ کی غرض سے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ ان چیزوں کو خوب جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔"

"حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا" کا مطلب ہے کہ تم اجازت لے لو اور سلام کرو پھر اگر اجازت مل جائے اور سلام کا جواب آ جائے تو پھر داخل ہو جاؤ۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس آنکھ کو پھوڑنا جائز ہے جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت جھانکتی ہے۔اجازت مانگنے والے کے لیے ادب یہ ہے کہ وہ گھر کے سامنے کھڑا نہ ہو بلکہ دائیں بائیں کھڑا ہو اور یہ کہ ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹائے اور سلام کہے اور یہ کام وہ تین دفعہ کرسکتا ہے(اس کے بعد اس کو واپس چلے جانا چاہیے)۔

یہ سب احکام تو مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کے لیے ہیں جس میں عورتیں گھروں میں ہوں اور جو لوگ ان کو بے پردگی اور زینت کی حالت میں گھروں سے باہر مردوں سے اختلاط کی دعوت دے رہے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا؟

اللہ کے بندو! اللہ کے احکام سے چمٹے رہو اور جب بلاضرورت عورتوں کے گھروں سے نکلنے کا رواج عام ہو جاتا ہے تو وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ان پر مردوں کی نگرانی کمزور پڑ گئی ہے یا سرے سے رہی ہی نہیں۔ہم شادی کرنے والے بھائی کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اچھا رشتہ تلاش کرے اور کثرت سے باہر آمدورفت رکھنے والیوں سے پرہیز کرے۔ جو کل اس کی مصروفیات سے فائدہ اٹھا کر باہر نکل جایا کریں گی اور یہ بات اس گھر کی عورتوں اور اس کی تربیت سے معلوم ہو جاتی ہے۔
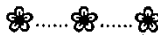
پانچواں اصول

مرد و زن کا اختلاط

عفت ایسا پردہ ہے جس کو مخلوط ماحول فاش کر دیتا ہے اس لیے اسلام کا یہ طریقِ کار رہا ہے کہ عورت کو نامحرم مردوں سے الگ ہی رکھا جائے جیسے ہم اوپر بیان کر چکے کہ اسلامی معاشرہ انفرادی ہے مخلوط نہیں۔ عورتوں کا اپنا ماحول ہے اور مردوں کا اپنا۔ عورت مردوں کے ماحول میں صرف ضرورت کے لیے اور شرعی قواعد وضوابط کا پاس کرتی ہوئی ہی جا سکتی ہے۔ یہ سب عزت ونسب اور عظمتِ نسواں کے تحفظ کے لیے نیز ذلتوں اور شکوک وشبہات سے دور رکھنے کے لیے ہے اور اس لیے بھی کہ کہیں عورت اپنے گھر میں نسوانی امور چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مصروف نہ ہو جائے۔ اسی لیے باہمی اختلاط حرام قرار دیا گیا۔ خواہ وہ میدان تعلیم میں ہو، دورانِ ملازمت، اجتماعات، کانفرنسوں اور مجالس میں ہو یا خصوصی میٹنگوں میں۔ کیونکہ اس سے عزتیں پامال ہوتی ہیں، دل بیمار ہوتے ہیں اور ان میں الٹے سیدھے خیالات آتے ہیں۔ مردوں میں نسوانیت اور عورتوں میں مردانہ خصلتیں پیدا ہوتی، حیا زائل ہوتا ہے اور عفت وحشمت اور غیرت ختم ہو جاتی ہے۔

لہٰذا اہل اسلام نے کبھی مرد و زن کے مخلوط ماحول کا دور نہیں دیکھا بلکہ مسلمانوں کی سرزمین میں اس آگ کا پہلا شعلہ غیر مسلم عالمی استعماری غنڈوں کے ذریعے پہنچا۔ اس کی ابتدا لبنان سے ہوئی۔ جیسا کہ میں نے اپنی کتاب: " اَلْمَدَارِسُ الِاسْتِعْمَارِيَّةُ الْأَجْنَبِيَّةُ الْعَالَمِيَّةُ تَارِيْخُهَا وَمَخَاطِرُهَا عَلَى الْأُمَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ" میں واضح کیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اپنی قوم کو ذلیل وخوار اور مطیع بنانے کا یہ بہت قوی ذریعہ ہے کہ ان کی عزت نفس کو قائم کرنے والے ذرائع کو ضائع کر دیا جائے اور ان کو عظمتوں سے عاری کر دیا جائے (یعنی مخلوط ماحول بنا کر ان کو گندا کر دیا جائے)۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اس پر بھی تاریخ گواہ ہے کہ عورتوں کا حصول آسان ہونا اور ماحول کا مخلوط ہونا قوموں اور حکومتوں کے زوال کا اہم سبب رہا ہے جیسے کہ یونان و روم کی تہذیبوں کے ساتھ ہوا۔ خواہشات اور گمراہ کن مذاہب کی پیروی کی یہی تاثیر ہوا کرتی ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب (الطرق الحکمیة) میں یوں رقمطراز ہیں:

حکمران پر لازم ہے کہ وہ گلیوں بازاروں اور بڑے بڑے مجمع والی جگہوں میں مرد و زن کو اختلاط سے منع کرے۔ حکمران اس کا ذمہ دار ہے۔ اس سے بہت فتنہ پھیلتا ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ"

(ترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء فی تحزیر فتنه النساء: ۲۷۸۰)

''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا۔''

دوسری حدیث میں ہے:

((عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ)) (ابو داود، کتاب الادب، باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق: ۵۲۷۲)

''اے عورتو! تمھارے لیے راستوں کے کنارے ہیں، (یعنی بازار کے درمیان نہ چلا کرو)''

اور حکمران پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ عورتوں کو خوشبو لگا کر، میک اَپ کر کے نکلنے سے

منع کرے اور ایسے کپڑے پہننے سے بھی منع کرے جن کو پہننے کے باوجود وہ ننگی رہتی ہیں جیسے کہ بڑے بڑے اور بہت باریک کپڑے ہیں اور وہ ان کو مردوں سے سربازار باتیں کرنے سے بھی روکے اور مردوں کو بھی ایسا کرنے سے روکے اور اگر حکمران زینت لگا کر نکلنے والی عورت کو سزا دینے کے لیے اس کے کپڑے روشنائی وغیرہ سے خراب کرنا چاہے تو بعض فقہا نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔ ان کا یہ کہنا درست ہے اور یہ ہلکا سا جرمانہ ہے اور اگر وہ بن ٹھن کر باہر نکلنے سے باز نہ آئے تو اس کو حکمران قید کی سزا بھی دے سکتا ہے اور اگر حکمران اِن کو ایسے کام کرنے کی اجازت دیتا ہے تو یہ ان کا گناہ پر تعاون تصور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مردوں والے راستے پر چلنے اور ان کے ساتھ اختلاط کرنے سے منع فرمایا تھا تو مسلمان حکمرانوں کو ان کی اقتدا کرنی چاہیے۔

امام خلاد رحمہ اللہ اپنی جامع میں فرماتے ہیں، مجھے محمد بن یحییٰ کمال رحمہ اللہ نے بتایا، انھوں نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر میں کسی برے آدمی کو کسی عورت کے ساتھ دیکھوں تو کیا کروں؟ انھوں نے کہا کہ شور کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَ كَذَا يَعْنِي زَانِيَةً))

(ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء في كراهية خروج المرأة متعطرة : ۲۷۸۶)

”عورت اگر خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی یعنی بدکار ہے۔“

اور عورت اگر خوشبو لگالے تو اس کو عشاء کی نماز مسجد میں نہ پڑھنے دی جائے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ إِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) (ترمذی، کتاب الرضاع، باب استشرف الشیطان ...... الخ : ۱۱۷۳)

”جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھتا ہے۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتوں کو مردوں سے اختلاط کے مواقع فراہم کرنا ہر مصیبت اور شر کی بنیاد ہے اور یہ عمومی عذاب نازل ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس سے ہر خاص و عام کے معاملات بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ مخلوط ماحول فحاشی اور بدکاری کا سبب ہے اور اس سے بہت زیادہ اموات ہوتی ہیں اور یکے بعد دیگرے طاعون پھیلتے ہیں۔(ایڈز وغیرہ بھی اسی سے ہے)۔جب موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں طوائفیں آملیں اور بدکاری عام ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کا عذاب نازل فرمایا اور صرف ایک دن میں ستر ہزار آدمی ہلاک ہوئے، یہ قصہ کتب تفسیر میں بڑا معروف ہے۔موت کی کثرت کا بہت بڑا سبب زنا کی کثرت ہے اور اس کا سبب عورتوں کو مردوں سے ملاپ کے مواقع فراہم کرنا اور ان کا مردوں کے درمیان خوبصورت بن کر بدن نمائی کرنا ہے اور اگر حکمرانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے دنیا اور رعایا کا کتنا نقصان ہے(دین تو بعد کی بات ہے)تو وہ بھی شدت کے ساتھ اس سے روکنے لگ جائیں۔“

(الطرق الحکمیه ٣٢٦/٣٢٤)

اسی وجہ سے دونوں صنفوں کو ایک دوسرے سے دور رکھنے والی سنت پامال ہونے اور اختلاط کی طرف جانے والے تمام اسباب بھی شریعت نے حرام کردیے:

مخلوط ماحول سے بچنے کے وسائل:

❁ اجنبی عورت کے پاس جانا اور اس کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا حرام ہے۔اس پر بے شمار

صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح نوکر، ڈرائیور اور ڈاکٹر کے ساتھ عورت کا علیحدہ ہونا اور کبھی عورت کا ایک خلوت کے بعد دوسری خلوت کی طرف منتقل ہونا جیسے نوکر کی خلوت گھر میں، ڈرائیور کی گاڑی میں اور طبیب کی ہسپتال میں وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

- عورت کا محرم کے بغیر سفر حرام ہے۔اس کے بارے میں متواتر احادیث موجود اور معروف ہیں۔
- قرآن وسنت میں دونوں صنفوں کو قصداً ایک دوسرے پر نظر ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔
- مردوں کو عورتوں کے پاس جانے سے منع کیا گیا حتیٰ کہ دیور وغیرہ کو بھی جو خاوند کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ پھر سارے خاندان کے افراد کا مخلوط حالت میں مجلسیں سجانا کیسا ہے؟ جبکہ وہ عورتیں بن ٹھن کر فتنہ میں ڈالنے والے اعضا کو ظاہر کر کے لوچ دار باتیں کر رہی ہوں اور ہنس رہی ہوں؟؟
- مرد کے لیے اجنبی عورت کا جسم چھونا حرام قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ سلام کرنے کے لیے مصافحہ بھی ممنوع ہے۔
- مرد وعورت کے ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے کو حرام قرار دیا گیا۔
- عورت کو گھر میں نماز پڑھنے کا کہا گیا ہے اور یہ اسلامی گھروں کی نشانی ہے اور عورت کی گھر میں نماز، محلّہ کی مسجد سے بہتر اور محلّہ کی مسجد کی نماز مسجد نبوی سے بہتر ہے۔جیسے کہ حدیث میں مذکور ہے۔
- اس سے جمعہ کے وجوب کو ساقط کر دیا اور اس کے مسجد میں جانے کے لیے درج ذیل شرطیں اور احکام لاگو کر دیے۔

عورت کے مسجد میں جانے کے آداب اور شرائط:

① عورت کے لیے اور اس کے ذریعے فتنے کا ڈر نہ ہو۔

② اس کے مسجد جانے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔

③ مسجد یا راستہ میں وہ مردوں کی بھیڑ میں نہ جائے۔

④ بغیر خوشبو کے جائے۔

⑤ زینت ظاہر کرتی ہوئی نہ جائے بلکہ باپردہ ہوکر جائے۔

⑥ عورتوں کے لیے مسجد میں مخصوص دروازہ ہو جیسے سنن ابی داؤد کی حدیث میں موجود ہے۔

⑦ عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے ہوں۔

⑧ عورتوں کی آخری صف سب سے بہترین ہے جب کہ مردوں کے لیے پہلی۔

⑨ اگر امام سے دوران نماز کوئی غلطی ہو جائے تو مرد سبحان اللہ کہے اور عورت تالی بجائے۔

⑩ عورتیں مردوں سے پہلے مسجد سے نکل جائیں اور مرد انتظار کریں حتیٰ کہ وہ اپنے گھروں میں چلی جائیں جیسے ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔

اس کے علاوہ بھی کتنے احکام ہیں جو عورتوں کو مردوں سے دور رکھنے پر دلالت کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

یہاں یہ بات بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو مطلق حلال کرنے والوں کی مبادیات بظاہر بہت ہلکی سی ہوتی ہیں لیکن ان کے اندر بہت بڑی بڑی سازشیں ہوتی ہیں جیسے اختلاط کی پہلی اینٹ ہے۔ وہ اس کی ابتدا بچوں کی نرسری کلاسوں، میڈیا کے پروگرام، صحافت میں بچوں کے باہمی تعارف کا کارنر اور فنکشن میں ایک دوسرے کو گلدستے پیش کر کے کرتے ہیں۔ یوں اختلاط کے خلاف نفرت کی رکاوٹ کو ان مبادیات کے ساتھ توڑا جاتا ہے جن کو عام لوگ بہت ہلکا سمجھتے ہیں۔ اہلِ اسلام کو اپنے رشتہ داروں کے بارے میں

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور ان کی چال ڈھال کا حساب رکھنا چاہیے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی رعایا بنایا ہے ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔افراط وتفریط اور ضلالت کی طرف دھیرے دھیرے جانے کے فتنے میں پڑ جانے سے بچنا چاہیے ۔ ہر بندہ اپنا خود محاسب ہے۔
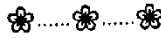
چھٹا اصول

زینت نمائی اور بے پردگی

تبرّج، سفور سے زیادہ گہرا لفظ ہے۔ سفور سے مراد خالی چہرہ ننگا کرنا ہے جب کہ تبرّج سے مراد بدن کا بعض حصہ اور مصنوعی زینت کو نا محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

تبرّج کا مفہوم:

تبرج ظہور کے معنیٰ میں ہے اس سے مراد بدن اور زینت میں سے کچھ ظاہر کرنا ہے۔ اسی لیے ستاروں کو برج کہتے ہیں کیونکہ یہ آسمان کی زینت ہے جو ظاہر ہوتی ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ تبرج عورت کے اپنے برج سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں۔ یعنی اپنے محل اور اپنے گھر سے اور قرآن حکیم میں برج، قصر یعنی محل کو کہا گیا ہے:

وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴿٧٨﴾ (النساء:۷۸)

"تم جہاں بھی ہوگے موت تمہیں آلے گی اگرچہ تم چونہ گچ محلات ہی میں کیوں نہ ہو۔"

اور عورت کا برج اس کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے بارے میں فرماتا ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴿٣٣﴾

(الاحزاب:۳۳)

"اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح زینت نمائی نہ کرو۔"

محل کو برج اس لیے کہتے ہیں کہ وہ وسیع وعریض ہوتا ہے یہ برج سے ماخوذ ہے جس کا

معنی وسعت ہے بعض لوگ دعا کرتے وقت کہتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ ابْرُجْ لِیْ وَلَہٗ))

''اے اللہ! میرے اور اس کے لیے وسعت کر دے۔''

سُفور کا مفہوم:

اور سفور سفر سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ''ڈھکن کھول دینا ہے۔'' اور یہ لفظ ظاہر چیزوں کے ساتھ خاص ہے کہا جاتا ہے: إِمْرَأَۃٌ سَافِرٌ، إِمْرَأَۃٌ سَافِرَۃٌ۔ جب عورت چہرے سے پردہ ہٹا دے، اللہ کا فرمان ہے:

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ (عبس:۳۸)

''کچھ چہرے اس دن چمک دار ہوں گے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے اسفار کا لفظ چہرے پر بولا نہ کہ دوسرے جسم پر تو ثابت ہوا کہ سفور سے مراد چہرہ ننگا کرنا ہے اور تبرج چہرہ یا جسم کا کوئی حصہ یا مصنوعی زینت ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ سفور، تبرج سے زیادہ خاص ہے۔ اگر عورت چہرہ ننگا کرے تو وہ سافرہ اور متبرجۃ ہوگی یعنی دونوں لفظ اس پر بولے جا سکتے ہیں، جب کہ اگر وہ چہرے کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ یا مصنوعی زینت ظاہر کرے تو وہ متبرجہ ہے۔ یہ ہے تبرج اور سفور کی حقیقت۔

کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تبرج یعنی جسم یا زینت کی اجنبی مردوں کے سامنے نمائش کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح کتاب وسنت اور اجماع سے یہ بھی ثابت ہے کہ عورت کے لیے سفور یعنی چہرہ ننگا کرنا بھی حرام ہے۔ تبرج اور دوسرے فساد کے مظاہر کو تَکَشُّف، تَھَتُّك، اَلْعُرِي، خِلْقِيْ تَحَلُّل، زندگی کی عزت میں مخل ہونے والا اور اباحیت کا داعی یعنی زنا بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ سابقہ شریعتوں میں بھی حرام تھا اور دنیاوی قانون میں بھی کاغذی کارروائی کے طور پر یہ

حرام ہی ہے، لیکن فی الواقع نہیں۔ کیونکہ یہ قانون کے ڈنڈے سے حرام ہوا (تو اس پر ایسا ہی عمل ہونا تھا)، جب کہ اسلام میں ایمان کے زور سے اور اہلِ اسلام کے دلوں پر اس کی تاثیر کی وجہ سے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے، عفت وعظمت کا زیور زیب تن کرتے ہوئے، ذلتوں سے دوری اختیار کرتے ہوئے، گناہ سے بچتے ہوئے، اجروثواب کی نیت کرتے ہوئے اور دردناک عذاب سے خوف کھاتے ہوئے مسلمان عورت اس تبرّج سے بچتی ہے۔

تو مسلمانوں کی عورتوں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈر جائیں اور ان کاموں سے باز آجائیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے تاکہ وہ اس امت میں، فحاشی پھیلا کر، گھر اور خاندان تباہ کر کے اور بدکاری پھیلا کر فساد پھیلانے میں حصہ دار نہ بن جائیں نیز وہ خائن آنکھوں اور مریض دلوں کے لیے پرکشش نہ بن جائیں، پھر خود بھی گناہگار ہوں اور دوسروں کو بھی گناہگار کریں۔

زینت نمائی کیونکر؟

تبرج، حجاب اتار کر غیر مردوں کے سامنے جسم کی نمائش کرنے سے ہوتا ہے اور کبھی اپنی مصنوعی زینت ظاہر کرنے سے بھی ہوتا ہے جیسے کہ عورت برقع کے نیچے پہنے ہوئے کپڑوں کی نمائش کرے۔ اور یہ تب ہی ہوتا ہے جب عورت مائل ہو کر، تکبر کے ساتھ غیر مردوں کے سامنے مٹک مٹک کر اور زمین پر پاؤں مار مار کر چلتی ہے تاکہ اس کی خفیہ زینت بھی ظاہر ہو جائے اور یہ تبرّج بذات خود، زینت کی طرف نظر سے بھی زیادہ شہوت کو بھڑکانے والا ہوتا ہے اور یہ بھی زینت نمائی ہی ہے کہ عورت لوچ دار انداز سے غیر مردوں سے باتیں کرے اور یہ بھی تبرج ہی ہے کہ عورت مردوں سے اختلاط کرے اور اس کا بدن ان کے بدن کو چھوئے۔ مصافحہ کی شکل میں یا گاڑیوں میں دوران سفر یا پھر تنگ گلیوں وغیرہ

میں اور زینت نمائی کرنے والی عورتیں وہی ہیں جو مردوں یا کافر عورتوں کی مشابہت کرتی ہیں اور انہی کو بعض یورپین تیسری جنس ''ہیجڑیاں'' کا نام دیتے ہیں۔

بے پردگی کی حرمت کے دلائل:

تبرّج کی حرمت پر متعدد آیات دلالت کرتی ہیں۔ان میں دو بالکل واضح نص کی حیثیت رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴿٣٣﴾ (الاحزاب:۳۳)

۲۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ (النور:۶۰)

۱۔ ''اور پہلی جاہلیت کی طرح زینت ظاہر نہ کرو۔''

۲۔ ''اور گھروں میں بیٹھی رہنے والی عورتیں جو نکاح کرنے سے نا امید ہو چکی ہوں تو وہ اگر اپنا پردہ اتار بھی لیں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ زینت نمائی نہ کریں اور اگر وہ اس سے بھی احتیاط کریں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ خوب سننے والا، علم والا ہے۔''

ان کے علاوہ آیات جو امہات المومنین اور مومنوں کی عورتوں پر پردہ لازم کرنے والی اور زینت نمائی سے منع کرنے والی ہیں وہ بھی تبرج کی حرمت کی قطعی دلیلیں ہیں۔

سنت نبوی کے دلائل:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ،

رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وإِنَّ رِيْحَها لَتُوجَدُ مِن مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا))

(مسلم، کتاب الادب، باب النساء الکاسیات...... الخ : ۲۱۲۸)

''دو قسم کے جہنمی مجھے اب نظر نہیں آ رہے ۔ایک وہ قوم جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ وہ لوگوں کی پٹائی کریں گے اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی مائل ہونے والی، مائل کرنے والی، ان کے سر اونٹ کی کوہان جیسے ہوں گے، نہ تو وہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور سے سونگھی جا سکے گی۔''

اس واضح حدیث میں شدید وعید ہے جو دلالت کرتی ہے کہ تبرّج کبیرہ گناہ ہے اور کبیرہ گناہ وہ ہوتا ہے جس پر جہنم کی وعید ہو یا اللہ کے غضب ،لعنت ، عذاب یا جنت سے محرومی سے ڈرایا گیا ہو۔

علمائے کرام کا تبرّج کے حرام ہونے پر اجماع ہے جیسے کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنے حاشیہ ''منحة الغفار على ضوء النهار''(٤/ ١١ ـ ٢،١٢ ـ ٢) میں ذکر کیا ہے۔

اور اجماع عملی بھی اس کی حرمت ثابت کرتا ہے کہ مومنوں کی عورتیں عہدِ نبوت سے لے کر اپنے بدن اور زینت کو چھپاتی رہی ہیں یہاں تک کہ عثمانیوں کی حکومت ۱۳۴۲ھ کو ختم ہو جاتی ہے اور عالم اسلام ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے اور استعماری قوتیں اس کے اندر نفوذ کر جاتی ہیں۔

ایک شاعر کا قصیدہ ہے جس میں اس نے بے پردگی کے داعیان کا رد کیا ہے، وہ قصیدہ یوں شروع ہوتا ہے۔

مَنَعَ السُّفُوْرَ كِتَابُنَا وَ نَبِيُّنَا

فَاسْتَنْطِقِيْ أَلْآثَارَ وَ أَلْآيَاتِ

"ہماری کتاب اور ہمارے نبی ﷺ نے بے پردگی سے منع کیا، بس تم احادیث اور آیات سے پوچھ لو......"

تو مسلمان کو تبرّج کی مبادیات سے بھی بچنا چاہیے، چاہے وہ قریبی رشتہ داروں میں ہو اس کی شکل یہی ہے کہ چھوٹی بچیوں کے بے پردہ لباس میں تساہل برتا جائے کہ ایسا لباس اگر بالغ عورتیں پہنتی ہیں تو یہ فسق وفجور سمجھا جاتا۔ جیسے ان کو مختصر لباس پہنانا، تنگ کپڑے، پتلون پہننا یا اتنا باریک لباس پہننا کہ اس میں سے جسم نظر آئے، جو جہنمیوں کے لباس ہیں جیسے کہ صحیح حدیث کی روشنی میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ چھوٹی بچیوں کو ایسا لباس پہنانے سے زینت نمائی اور بے پردگی کی محبت پیدا ہوتی ہے، ایسے لباس سے نفرت ختم ہوتی ہے اور حیا ختم ہوتا ہے جو بالکل واضح ہے تو سرپرستوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہیے۔

ساتواں اصول

حرام کی طرف لے جانے والے اسباب بھی حرام ہیں

شریعتِ مطہرہ کا یہ قاعدہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی طرف لے جانے والے سارے راستے اور وسائل بھی حرام کر دیتا ہے، تاکہ حرمت پختہ ہو جائے، اس کی طرف جانے سے پوری طرح روکا جاسکے بلکہ اس سرخ فیتے کے قریب بھی جانے سے روکا جاسکے تاکہ جرم کے ارتکاب سے مکمل پرہیز ہو۔ اس طرح اس جرم کے بُرے اثرات سے ہر فرد اور معاشرے کو بچایا جاسکے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کو حرام کر دیتا اور اس کے وسائل و ذرائع حلال کر دیتا تو یہ اس کی حرمت کو ختم کرنے کے مترادف ہوتا جبکہ رب العالمین کی شرح ایسے تضادات سے پاک ہے۔

زنا سب سے بڑی فحاشی سب سے زیادہ قبیح اور نقصان ونتائج کے حساب سے دین کے ضروری احکام کے لیے سب سے زیادہ خطرناک جرم ہے اسی لیے زنا کی حرمت دین اسلام میں بدیہی طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ (یعنی اس کی حرمت کو ہر خاص وعام اسلام لانے کے ساتھ ہی پہچان لیتا ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰٓ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ فَـٰحِشَةً وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ (الاسراء: ۳۲)

”اور تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ یقیناً وہ فحاشی اور برا راستہ ہے۔“

اس لیے اس کی طرف لے جانے والے اسباب بھی حرام کر دیے گئے۔ مثلاً بے پردگی

اور اس کے ذرائع، زینت نمائی اور اس کے طریقے، اختلاط اور اس کے وسائل، عورت کا مرد سے یا کافر عورتوں سے مشابہت کرنا، یہ سب شک، فتنہ اور فساد کے اسباب ہیں۔

قرآن حکیم کے اعجاز اور اسرار پر غور فرمائیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کے شروع میں بدکاری کے جرم کے گھمبیر ہونے کا تذکرہ فرمایا اور اس کو انتہا درجے کا حرام قرار دیا تو پھر اس کے بعد تیس نمبر آیت تک چودہ احتیاطی تدابیر ذکر فرمائیں جو اس فحاشی سے مسلمانوں کو روکتی ہیں اور عفت مآب پاکیزہ معاشرہ کو اس سے پاک رکھتی ہیں۔ یہ احتیاطی تدابیر فعلی، قولی اور ارادی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

بدکاری سے بچنے کی تدابیر:

① بدکار مرد وزن کو حد نافذ کر کے پاک کرنا۔

② بدکار مرد یا عورت کا نکاح کرنے سے اجتناب کرنا حتیٰ کہ وہ توبہ کرلیں اور صدق نیت کا پتا چل جائے[4] اور یہ دونوں تدابیر فعل سے متعلق ہیں۔

③ لوگوں کو بدکاری کی تہمت لگانے سے زبانوں کو پاک رکھنا اور جو ایسی بات بغیر دلیل کے کرے اس کی کمر پر حد قذف (۸۰) کوڑے لگانا۔

④ خاوند کی زبان کو بیوی پر زنا کی تہمت لگانے سے پاک کرنا جب کہ دلیل نہ ہو ورنہ لعان ہوگا۔

⑤ نفوس وقلوب کو کسی مسلمان کے بارے میں بدکار ہونے کی بدگمانی سے بچانا۔

⑥ مسلمانوں میں فحاشی پھیلانے کے ارادے کو پاک کرنا اور اس کی روک تھام کیونکہ ایسی خبروں کی اشاعت سے اس کام سے روکنے والوں کی جانب کمزور پڑجاتی ہے اور فسق اور بدکاری پھیلانے والوں کی جانب مضبوط ہوجاتی ہے۔

اس لیے اس صنف کا عذاب زیادہ شدید قرار پایا جیسے کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ ﴿١٩﴾ (النور: ۱۹)

"بے شک وہ لوگ جو مومنوں میں فحاشی عام کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

اور فحاشی کو پھیلانے کی محبت، اس کی طرف لے جانے والے وسائل کو بھی منتظم کرتی ہے، خواہ وہ وسائل قول ہو، فعل ہو یا اقرار۔ اسباب فحاشی کو رواج دینا ہو یا ان سب پر خاموشی اختیار کرنا ہو اور یہ شدید وعید ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو مسلمانوں کے ممالک میں عورت کو پردے سے آزاد کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی عفت وحشمت اور حیا کو مربوط کرنے والے احکام شرعیہ سے گلوخلاصی چاہتے ہیں۔

⑦ عمومی احتیاط یعنی اپنے نفس کو ایسے وسواس سے پاک رکھا جائے جن کو شیطان مومنوں سے فحاشی کا کام کروانے کے لیے پہلے حملہ کے طور پر استعمال کرتا ہے اور یہ فحاشی سے بچانے کے لیے بہترین اقدام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَإِنَّهُۥ يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ ۚ ﴿٢١﴾ (النور: ۲۱)

⑧ "اے مومنو! شیطان کے نقش قدم پر مت چلو جو کوئی شیطان کے قدموں کا اتباع کرے گا تو بلاشبہ شیطان تو فحاشی اور برائی کا ہی حکم دیتا ہے۔"

⑨ کسی گھر میں داخل ہونے سے پہلے، اللہ تعالیٰ کا اجازت طلب کرنے کا حکم دینا تاکہ گھر والوں کی کسی پوشیدہ جگہ پر نظر نہ پڑ جائے۔

⑩ مرد کا نامحرم عورت کو اور عورت کا نامحرم مرد کو دیکھنا حرام قرار دینا۔

⑪ عورت کی زینت نمائی کی حرمت۔

⑫ عورت کو ایسے کام سے منع کرنا جو مرد کو بدکاری پر ابھارے۔

⑬ زمین پر پاؤں مار کر چلنے سے منع کرنا کہ اس کی پازیب کی آواز کہیں مریض دل والے کو اپنی طرف نہ کھینچ لے۔

⑭ جو شادی نہیں کر سکتا، اس کو عفت و پاکدامنی کا حکم دینا اور اس کے اسباب بروئے کار لانے کا حکم دینا۔ اس کے علاوہ بھی کتاب وسنت عورتوں اور مردوں کو بدکاری سے بچانے کی تدابیر واحتیاطات سے بھرے ہوئے ہیں۔

مرد کی مرد کے ساتھ احتیاط:

مرد کا مرد سے سَتر چھپانا فرض ہے اور گھٹنے سے لے کر ناف تک کے حصے کو ننگا کرنا منع ہے۔

❁ مرد کا بے ریش لڑکوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اور لذت کی نظر سے ان کی طرف دیکھنا منع ہے۔

عورت کی عورت سے احتیاط:

❁ عورت عورتوں سے جسم چھپائے۔

❁ کوئی عورت دوسری عورت کی صفات اپنے خاوند کو نہ بتائے۔

اور زنا سے بچنے ہی کی بڑی تدابیر میں سے یہ ہے کہ مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کر دیا گیا جو ان کو محفوظ رکھتا ہے اور ان کی زندگی کو عفت، پردہ، تحفظ، حشمت اور حیا سے مزین کر دیتا ہے اور ان کو بے حیائی وعریانی وغیرہ سے دور رکھتا ہے۔

آٹھواں اصول

شادی عظمت کا تاج ہے

شادی انبیائے کرام کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ﴿٣٨﴾
(الرعد:٣٨)

”اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی۔“

شادی مسلمانوں کا راستہ ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ ﴿٣٣﴾ (النور:٣٢-٣٣)

”اور تم اپنے بے نکاحوں کے نکاح کرو اور نیک غلام و لونڈیوں کی شادی کر دیا کرو اگر وہ فقیر بھی ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انھیں غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا خوب جاننے والا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتے ان کو چاہیے کہ عفت کی چادر اوڑھ لیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فضل سے غنی فرما دے۔“

تو یہ اللہ جل شانہٗ کا لڑکیوں کے سرپرستوں کو حکم ہے کہ وہ ان کی شادی کر دیں جو ان کی ولایت میں ہیں۔ أَيَامَىٰ، أَيِّمٌ کی جمع ہے۔اس سے مراد وہ لڑکیاں اور لڑکے ہیں جن

کے خاوند یا بیویاں نہ ہوں اور جب اولاد کی شادی کا حکم دیا تو برائی سے بچنے اور عفت حاصل کرنے کے لیے اپنا نکاح کرنا بدرجہ اولیٰ لازمی ٹھہرا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتے ہوئے بھی شادی لازمی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَإِنَّہٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ))

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطیع الباء ۃ فلیصم: ٥٠٦٦)

''اے جوانوں کی جماعت! جو تم میں شادی کی طاقت رکھتا ہو تو وہ شادی کرے، یہ آنکھ کو نیچی رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے میں زیادہ مؤثر ہے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے کو لازم پکڑے، یہ اس کے لیے ڈھال بن جائیں گے۔''

اس معنی کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

اللہ کے بندوں کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ (الفرقان: ٧٤)

''اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہمیں، ہماری اولاد اور بیویوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔''

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو منع فرمایا جو راتوں کا قیام اور دنوں کے روزے رکھنے اور شادی نہ کرنے کا عزم کر رہا تھا، فرمایا:

((أَمَا وَاللّٰہِ إِنِّی لَأَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَأَتْقَاکُمْ لَہٗ، لٰکِنِّی أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّی وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِی فَلَیْسَ مِنِّی))

(بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ٥٠٦٣)

"اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ تقویٰ والا ہوں، اس کے باوجود روزہ بھی رکھتا ہوں چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ رات کا قیام بھی کرتا ہوں سو بھی جاتا ہوں اور عورتوں سے شادیاں بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا جو میری سنت سے بے رغبتی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

نکاح مرد و زن دونوں کی جنسی حاجت کو پورا کرنے کا پاکیزہ اور بار آور طریقہ ہے اور ان اہداف اور دوسرے مقاصد کی وجہ سے مسلمانوں میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ نکاح شریعت کا حکم ہے۔ جس شخص کو مشقت اور فحاشی میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ ہو اس کے لیے نکاح واجب ہے اور خصوصاً اس دور میں کہ دین کمزور ہو چکا اور برانگیختہ کرنے کے اسباب عام ہوگئے ہیں لہٰذا اگر پاکدامن رہنا اور حرام کاری سے بچنا ہے تو اس کا راستہ شادی ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے شادی کرتے وقت سنت پر عمل کرنے اور دین و عزت محفوظ کرنے کی نیت کرنے کو مستحب قرار دیا ہے اسی لیے اللہ نے "عضل" سے منع فرمایا یعنی عورت کو شادی سے روکنا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ﴿٢٣٢﴾ (البقرۃ: ٢٣٢)

"اوران کو اپنے خاوندوں سے شادی کرنے سے مت روکو۔"

بلکہ شادی کی بڑی شان بیان فرمائی اور اس کے عقد کو مِیثَاقًا غَلِیظًا یعنی پختہ عہد گردانا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾ (النساء: ٢١)

"اور انھوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہوا ہے۔"

دیکھیں کہ نکاح کا یہ کیسا شگفتہ نام ہے "مِیثَاقِ غَلِیظ" کیسے یہ نام دل کو موہ لیتا ہے اور اس کا حرمت اور حفاظت کے ساتھ احاطہ کرلیتا ہے۔ تو کیا اس کے بعد مسلمان اس گرجا گھر والے لقب "عقد مقدس" سے بچنے کی کوشش کریں گے؟ جو بہت سے اسلامی ممالک میں کافروں کی پیروی کرتے ہوئے گھس آیا ہے۔

شادی ایک شرعی رشتہ ہے جس کو ایک عقد، نکاح اور اس کی شرعی شرائط اور ارکان کے ساتھ پختہ کیا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اکثر محدثین نے باب النکاح کو جہاد پر مقدم (ذکر) کیا ہے کیونکہ جہاد بندوں سے ہوگا اور بندے شادی سے پیدا ہوتے ہیں تو شادی زندگی اور اس کی استقامت کے لیے اعلیٰ مقام رکھتی ہے کیوں کہ بہت بڑی بڑی مصلحتوں، بہت زیادہ حکمتوں اور بلند پایہ مقاصد کے حصول کا دارومدار اسی پر ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

شادی کے فوائد:

① نسل کی حفاظت اور بنی نوع انسان کی ہر دور میں نسل کشی کرنا، تا کہ اللہ تعالیٰ کی شرع نافذ کرنے، اس کے دین کو بلند کرنے، دنیا کو آباد کرنے اور زمین کی اصلاح کے لیے بہتر معاشرہ وجود میں آ سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ﴿١﴾ (النساء: ١)

"اے لوگو! اللہ سے ڈرو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں کثرت سے پھیلا دیے۔"

اور مزید فرمایا:

وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ مِنَ ٱلْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُۥ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٤﴾

(الفرقان: ٥٤)

''اور وہی اللہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا فرما کر اس کا نسب اور سسرالی رشتہ دار بنائے اور آپ کا رب قدرت والا ہے۔''

یعنی اللہ ہی نے گھٹیا سے پانی کے ذریعے انسان کو بنایا پھر اسی سے بہت زیادہ اولاد پھیلا دی اور ان کو خونی اور سسرالی رشتہ دار بنا دیا کہ الگ الگ بھی ہیں اور اکٹھے بھی اور ان سب میں مادہ وہی حقیر پانی ہے۔ اللہ قادر اور بصیر ہر عیب سے پاک ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے زیادہ شادیوں پر ابھارا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ))

(ابو داؤد، کتاب النکاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء: ٢٠٥٠)

''زیادہ محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں سے شادی کرو میں قیامت کے روز دوسری امتوں سے اپنی امت کا کثرت میں مقابلہ کروں گا۔''

اس سے اوپر گزرے ہوئے فضیلت کے اصول سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں گھر میں رہیں اس لیے کہ خالی کثرت اولاد تو مقصود نہیں بلکہ مقصد تو ان کی نیک ہدایت، ان کی تربیت و استقامت ہے تا کہ وہ صالح اور امت کی اصلاح کرنے والے ہوں، والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ان کی موت کے بعد ان کی نیک نامی کا باعث بنیں اور یہ مقاصد بازاروں کی رونق بننے والی، اپنے گھر کی ذمہ داری ادا نہ کرنے والی عورت سے پورے نہیں ہوسکتے۔ جبکہ اس بچے کے والد کے ذمے کمائی کرنا اور اپنی رعایا پر خرچ کرنا ہے اور یہ ہی مرد و زن کے مابین فرق کا سبب ہے۔

② عزت کا تحفظ، شرم گاہ کی حفاظت، پاکدامنی کا حصول اور فحاشی اور گناہ سے بچنے کی فضیلت کے زیور سے آراستہ ہونا۔

یہ مقصد، زنا اور اس کے وسائل یعنی تبرّج، اختلاط اور بری نظر، سب کی حرمت اور محرم رشتہ داروں پر غیرت اور نیکی کو عام کرنے کا بھی متقاضی ہے۔ جو عیاشی ایسی غیرت ہونے سے روکے اور اس کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ عورتوں پر پردہ فرض کرنا ہے۔ دیکھیں ان دونوں مقاصد نے فضیلت کے اصول پورے کرنے کے عمل کو کس طرح منظّم کیا۔

③ شادی کے دوسرے مقاصد کا حصول یعنی ایسا گھر مہیا کرنا جس میں خاوند تھکا ماندہ آکر سکون حاصل کر سکے اور عورت بھی کام کاج اور محنت کے بعد سکون پائے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴿٢٢٨﴾ (البقرۃ:٢٢٨)

''معروف طریقے سے ان عورتوں کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے کہ ان کے فرائض ہیں۔''

دیکھیں! عورتوں کی کمزوری کا مردوں کی قوت کے ساتھ تعلق جوڑ کر دونوں جنسوں کو کیسے مکمل کر دیا گیا ہے۔

④ شادی فقر و فاقہ دور کر کے غنی بننے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ (النور:٣٢)

''اور تم اپنے بے نکاحوں کے نکاح کرو اور صالح غلاموں اور لونڈیوں کی شادی کر دیا کرو اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اللہ بہت وسیع علم والا ہے۔''

⑤ شادی انسان کو بے کار زندگی اور فتنے سے نکال کر عفت اور سنجیدگی کی طرف لے

آتی ہے اور جنسی حاجت کی سیرابی اور لذت کا حصول، شرعی طریقے سے ہوتا ہے۔

⑥ شادی سے زوجین کے خواص مکمل ہوجاتے ہیں اور خاص طور سے زندگی اور اس کی ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے مرد کی مردانگی مکمل ہوجاتی ہے۔

⑦ شادی سے زوجین میں محبت، رحمت اور تعاون پر مبنی رشتہ پروان چڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَـٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

(الروم: ٢١)

''اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے کہ اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھاری بیویاں پیدا کر دیں تاکہ تم اس سے راحت پاؤ، پھر میاں بیوی کے مابین محبت اور رحمدلی پیدا فرما دی، اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔''

⑧ شادی کرنے سے سسرالی خاندانوں سے رشتہ داری بڑھ جاتی ہے جس کا امداد باہمی، تعلق داری اور ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے میں بہت اثر ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بیشمار فوائد ہیں جو شادی کی کثرت سے بڑھ جاتے ہیں، قلت سے کم ہوجاتے ہیں اور نہ ہونے سے مفقود ہوجاتے ہیں۔

شادی نہ کرنے کے نقصان و اسباب:

شادی کے فوائد معلوم کرنے سے، شادی نہ کرنے کے نقصان واضح ہوجاتے ہیں۔ اس سے نسل کشی میں کمی ہوتی ہے، زندگی کی قندیلیں بجھنے لگتی ہیں۔ شہر ویران اور عفت ختم ہوتی

جاتی ہے اور بہت بھیانک نتائج نکلتے ہیں۔

شادی سے فرار کے بڑے اسباب میں سے ایک بچوں کی اپنی تربیت کا سقم ہے چونکہ جب بچہ ایمان میں مضبوط ہوگا تو پاکدامن بنے گا اور اپنی حفاظت کی پوری کوشش کرے گا۔

وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ (الطلاق: ۲)

''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مصائب سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔''

شادی سے بھاگنے کا ایک قوی سبب معاشرے میں موجود بے پردگی، زینت نمائی اور اختلاط بھی ہے، کیونکہ پاکدامن تو ڈرتا ہے کہ اس کی بیوی کہیں بے حیا نہ ہو اور اس کا دامن داغدار نہ ہو جبکہ فاسق لوگوں کو ویسے شادی کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ حرام راستے ان کے لیے کھلے اور قحبہ خانے ان کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بری عاقبت سے بچائے تو شادی سے بے رغبتی کو ختم کرنے کے لیے بے پردگی اور زینت نمائی کا علاج ضروری ہے دیکھیں شادی کس طرح فضیلت کے مذکورہ اصولوں کو منظّم کرتی ہے۔
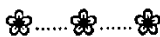
نواں اصول

اولاد کو گمراہ کن مبادیات سے محفوظ رکھنا

شادی کے اہم فوائد میں سے اولاد کا پیدا ہونا ہے اور وہ اپنے نگران والدین وغیرہ کے پاس اللہ کی امانت ہوتے ہیں۔ اس امانت کی ادائیگی کے لیے شرعی طور پر واجب ہے کہ ان کی تربیت اسلام کے طریقے پر ہو اور ان کو دینی و دنیاوی لازمی امور کی تعلیم دلوائی جائے اور سب سے پہلا واجب یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ، فرشتے، کتب، رسل، آخرت اور تقدیر پر ایمان جاگزیں کیا جائے اور توحید خالص ان کے دلوں میں اس طرح پیوست کر دی جائے کہ ان کے وجود کا حصہ بن جائے اور اسلام کے ارکان (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ) ان کے دلوں میں ڈال دیے جائیں۔ ان کو نماز کا حکم دیا جائے اور ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اخلاق فاضلہ وحسنِ ادب کے ساتھ ان کے اندر پنہاں غیرت کی نشو ونما کی جائے اور ان کو برے دوستوں اور برے اخلاق سے محفوظ رکھا جائے۔

تربیتِ اولاد کے رہنما اصول:

تربیت کے اصول، دین میں بدیہی طور پر معروف ہیں۔ ان کی اہمیت کے پیشِ نظر علمائے کرام نے ان پر خصوصی کتب لکھی ہیں جن میں مسلسل اولاد کے احکام بیان کیے ہیں، جو متعدد فقہی کتب میں موجود ہیں اور یہ تربیت انبیاء کی سنت اور پاکباز بندوں کے اخلاق کا حصہ ہے۔

اس جامع قسم کی نفع بخش وصیت کو دیکھیں جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ۚ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَٰبُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ أَوْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَٱقْصِدْ فِى مَشْيِكَ وَٱغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ ٱلْأَصْوَٰتِ لَصَوْتُ ٱلْحَمِيرِ ﴿١٩﴾

(لقمان:١٣-١٩)

”یاد کریں جب لقمان نے اپنے بیٹے کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے!“ اللہ کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھنا، بے شک شرک تو بہت بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وصیت کی ہے۔

اس کی ماں نے اس کو کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اٹھائے رکھا اور دو سال دودھ پلانے کے بعد چھڑوایا تو میرا بھی شکر ادا کر اور اپنے والدین کی بھی قدر کر، تجھے میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور اگر وہ تجھے میرے ساتھ شرک کرنے پر مجبور کریں کہ جس کا تجھے علم نہیں تو اس بارے میں ان کی اطاعت مت کرنا اور دنیاوی حساب سے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور جو لوگ میری طرف رجوع کرتے ہیں تم بھی انھیں کے راستے پر چلنا آخر تم کو میری ہی طرف لوٹنا ہے۔ پھر میں تمھیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ اے میرے پیارے بیٹے! اس کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی رائی کے برابر چیز کسی پتھر میں یا زمین و آسمان میں کہیں بھی ہو وہ اللہ اس کو لے آئے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ باریک بین، خبر رکھنے والا ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے! نماز پڑھا کرو نیکی کا حکم اور برائی سے روکا کرو اور جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو۔ یہ پرعزم کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے بے رخی مت کرو اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو۔ اللہ تعالیٰ شیخی خور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ میانہ چال چلو اور آواز پست رکھو سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہوتی ہے۔"

ایک والد کی اپنے بیٹے کے نام اس نصیحت میں بچے کی تربیت اور نشوونما کے اصول منظم انداز سے بیان ہوئے ہیں اور غور کرنے والے کے لیے تو بالکل واضح ہیں۔

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا ﴿٦﴾ (التحریم:٦)

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔"

جب بیٹا باپ سے ہوتا ہے تو "انفسکم" کے تحت مندرج ہوگا اور بیٹا اہل میں سے

بھی ہے تو "اھلیکم" کا لفظ بھی اس کو شامل ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے:

"اولاد کو علم و ادب سکھاؤ۔" (کتاب العیال: ۱/۴۹۵)

مومن لوگ نیک اولاد کے حصول کی دعا کرتے ہیں:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ (الفرقان: ۷۴)

"اور وہ لوگ جو کہتے ہیں: "اے اللہ! ہماری بیویوں اور اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہمیں متقین کا امام بنادے۔"

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"خاوند اپنے بیوی بچوں کو ربّ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس سے زیادہ آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟"

(کتاب العیال لا بن ابی الدنیا: ۲/۶۱۷)

صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ))

(بخاری، کتاب الجمعة، باب فی الرقی والمدن: ۸۹۳۔ مسلم، کتاب الأمارة، باب فضیلة الأمیر العادل ...... الخ: ۱۸۲۹)

"تم میں ہر ایک نگران ہے اور وہ اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے۔ بندہ بھی اپنے گھر کا نگران ہے (اور اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا)۔"

تو ان نصوص سے اسلام کے اصولوں کے مطابق بچوں کی تربیت کرنے کا وجوب واضح ہو جاتا ہے اور یہ کہ یہ بچے اپنے ذمہ داران کی گردنوں پر امانت ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت کرنا، والدین اور نگران لوگوں کے ذمہ بچوں کا حق ہے اور یہ والدین کے ان نیک اعمال

میں سے ہے جن کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور پھر ان کا ثواب صدقہ جاریہ کے طور پر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ثابت ہے:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ : اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ))

(مسلم، کتاب الوصیه، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته : ۱۶۳۱)

① جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین کے: صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

اس امانت میں خیانت کرنے والا گناہ گار ہے، اللہ کا نافرمان ہے اور اس گناہ کا عذاب اللہ اور عوام کے سامنے اٹھائے گا۔

حمید الضبعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ہم سنا کرتے تھے کہ کچھ لوگوں کو ان کے بچوں نے گھسیٹ کر ہلاکت میں ڈال دیا۔"

(کتاب العیال لابن ابی الدنیا : ۶۲۲/۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَٱحْذَرُوهُمْ ﴿١٤﴾ (التغابن: ١٤)

"اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہنا۔"

والدین کے لیے اولاد کی دشمنی یہ ہے کہ والدین ان کی تربیت میں سستی کریں اور اس کا گناہ والدین کو ملے گا۔

قتادہ بن دعامہ سدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یوں کہا جاتا تھا کہ اگر بچہ بالغ ہوجائے اور اس کا والد اس کی شادی نہ کرے اور وہ گناہ کر بیٹھے تو اس کا گناہ والد کو ملے گا۔'' (كتاب العيال لابن ابی الدنیا : ۱۷۲/۱)

مقاتل بن محمد العتکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں اپنے والد اور بھائی کے ہمراہ ابو اسحاق ابراہیم الحرابی رحمہ اللہ کے پاس گیا۔ انھوں نے میرے والد صاحب سے پوچھا۔ یہ تیرے بیٹے ہیں؟ کہا : جی ہاں! فرمانے لگے ان سے بچ کر رہنا، یہ تمھیں ایسی جگہ پر نہ دیکھیں جہاں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو۔ ورنہ تو ان کی نظروں میں گر جائے گا۔''

اسی طرح کی بات حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ کی ''صفة الصفوة'' نامی کتاب میں بھی ہے۔

اولاد کے حق میں زیادتی کرنے سے ولی کی ولایت یا تو سرے سے جاتی رہتی ہے یا پھر کسی نیک آدمی کو اس کے ساتھ کر دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ کسی کافر یا فاسق کو ولی نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے کہ اس سے بچوں کی اخلاقی اور اسلامی تربیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

یہاں اصل کام ان نقصان دہ مبادیات اور گمراہ کن روایات کی تشخیص کرنا ہے جو بچوں کو پیش آتی ہیں۔ وہ بچے جو لڑکپن کے مرحلے میں ہوتے ہیں اور نفع ونقصان میں فرق کر سکتے ہیں اور یہ تمیز بچوں کی صلاحیتوں کے حساب سے مختلف ہوتی ہے اور یہی وہ بنیادیں ہیں جن میں محبت اور پیار کی وجہ سے سستی کی جاتی ہے اور جب بچہ ان گندی عادات (لباس، اخلاق وغیرہ) میں ہی جوان ہوجاتا ہے، جو اس کے خون میں سما کر دل میں گھر کر چکی ہوتی ہیں اور نقصان دہ اور گمراہ کن عوامل میں سے نفرت ختم ہوچکی ہوتی ہے تو پھر بچوں اور ان کے اولیا (والدین وغیرہ) میں کشمکش، اضطراب اور کھچاؤ کی کیفیت چلتی رہتی ہے تاکہ اس بچے کو واپس سلامتی والی راہ پر لایا جاسکے لیکن وہ زبان حال سے کہہ رہا ہوتا ہے۔

يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ ﴿۵۶﴾ (الزمر:۵۶)

''ہائے! جو میں نے اللہ کی جانب زیادتی کی اس پر بہت افسوس ہے۔''

تو یوں اس اصول کو بیان کرنا لازم ہو جاتا ہے کہ جو اصولِ فطرت، صحیح عقیدہ، کتاب وسنت کے دائرہ میں رہ کر عقل سلیم کو استعمال کرنا اور بچوں کے والدین وغیرہ کی توجہ بھی اس طرف مرکوز رکھنا جیسی چیزوں پر قائم ہے، تاکہ وہ بچوں کی بنیادی تربیت کے لیے اپنا مقام پیدا کریں اور ان کو دین ودنیا کے لیے نقصان دہ بنیادوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔

عظمت وخصائل اور خصوصاً پردہ کے لیے نقصان دہ مبادیات درج ذیل ہیں:

تربیتِ اولاد میں احتیاطی تدابیر

① فاسق کی تربیت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ أَوْ یُنَصِّرَانِهٖ أَوْ یُمَجِّسَانِهٖ))

(بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه: ۱۳۵۹)

''ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

یہ عظیم حدیث والدین کے بچے پر اثرات کو واضح کرتی ہے کہ کس طرح والدین اس کو فطرت کے تقاضوں سے منحرف کر کے کفر وفسق کی طرف لے جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر ماں بے پردہ اور بے حیا ہو، بازاروں کی زینت بننے والی ہو اور اجنبی مردوں کی مجلسوں میں جانے والی ہو تو بچی کے لیے یہ عملی تربیت ہے کہ وہ بھی ایسی ہی بن

جائے۔ ایسی ماں اس کو نیک تربیت اور اس کے تقاضوں یعنی پردہ، عفت و حشمت اور حیا جسے تعلیمِ فطری کہا جاتا ہے۔ ان سے منحرف کرنے کی تربیت دیتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ نوکرانی اور گھر میں تربیت کرنے والی معلّمہ کا بچوں پر اچھا ہو یا برا، کتنا گہرا اثر ہوتا ہے۔

اس لیے علمائے کرام نے فیصلہ کیا ہے کہ کافر یا فاسق کسی بچے کا مربی نہیں بن سکتا کیوں کہ اس سے بچوں کی اسلامی و اخلاقی تربیت اور ان کا ہدایت پر رہنا خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

② مخلوط بستر:

مخلوط بستر بھی تربیت خراب کر دیتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَ هُمْ أَبْنَاءُ سَبْعَ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) (ابوداوٗد، کتاب الصلوٰۃ، باب متٰی یومر الغلام بالصلاۃ : ٤٩٥)

"سات سال کی عمر میں اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو اور دس سال کے بعد نماز نہ پڑھنے پر پٹائی کرو اور ان کے بستر الگ کر دو۔"

یہ حدیث گھروں کے اندر مخلوط ماحول سے منع کرنے کے بارے میں بالکل واضح نص ہے، جب بچے دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر الگ کرنا اور اختلاط سے بچانا والدین پر لازمی ہے تاکہ ان کے دلوں میں عفت و حشمت کا بیج بویا جاسکے اور بے راہ روی پر ڈالنے والی شہوت کے خوف سے بھی ان کو بچایا جاسکے جو اِس اختلاط سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جو شخص چراگاہ کے گرد بکریاں چراتا ہے تو قریب ہے کہ اس کی بکریاں چراگاہ میں چلی جائیں۔

ابراہیم الحربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بچوں میں سب سے پہلی خرابی ایک دوسرے سے آتی ہے۔''

یہی بات حافظ ابن جوزی نے ''ذم الھوی'' نامی کتاب میں ذکر کی ہے۔

③ روضۃ الاطفال میں اختلاط:

گھر سے باہر اختلاط کا یہ پہلا میدان ہے اور اگر گھر کے اندر والدین کی نگرانی میں بہن بھائیوں کے اختلاط سے شریعت نے منع فرمایا ہے تو گھر سے باہر والدین کی عدم نگرانی میں کیسے جائز ہوگا؟ والدین کو ان مخلوط تربیت گاہوں میں بچوں کے بارے اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہیے۔

④ گلدستے پیش کرنا:

یہ بھی زینت نمائی، بے حیائی، بے پردگی کی ابتدا ہے۔ یہیں سے حیا باختگی اور بے غیرتی شروع ہوتی ہے اور اس سے بچی کے دل میں بے حیائی کا بیج بو یا جاتا ہے پھر وہ جنگل میں آگ کی طرح باقی بچیوں میں سرایت کر جاتا ہے۔

''اللہ کے بندو! اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈر جاؤ۔''

⑤ لباس کے ذریعے زینت نمائی:

سمجھ دار چھوٹی بچیوں کو ایسے کپڑے پہنانا جو بالغ بچیوں کے لیے حرام ہیں۔ جیسے تنگ، شفاف اور باریک کپڑے جو سارا جسم نہیں چھپاتے یا مختصر ہوتے ہیں یا ان پر تصویریں یا صلیب کے نشان ہوتے ہیں اور وہ بھی مردوں کے یا کافر عورتوں کے مشابہ ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور ایسے عریاں لباس کہ جن کے بارے معروف ہے کہ یہ بدکاروں کا لباس ہے، جو اپنی عزت نیلام کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پردہ عنایت فرمائے اور

اچھا خاتمہ نصیب کرے۔
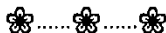
دسواں اصول

محرم رشتہ داروں اور مومنوں کی عورتوں کے بارے میں باغیرت ہونا

غیرت کیا ہے؟ یہ پردے کی حفاظت اور زینت نمائی اور بے پردگی اور اختلاط سے بچنے کے لیے ایک غیر محسوس قسم کا حصار ہے۔ یا یوں کہیں کہ یہ بندے میں اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ روحانی قوت ہے جو محرم رشتوں، عظمتوں اور عفتوں کو غاصبوں اور مجرموں سے محفوظ رکھتی ہے۔اسلام میں غیرت ایک پسندیدہ خصلت ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَ غَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَّاتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) (مسلم، كتاب التوبة، باب غيرة الله تعالى و تحريم الفواحش : ٢٧٦١)

”اللہ بھی غیرت رکھتا ہے۔ بندہ مومن بھی غیرت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ بندہ اللہ کے حرام کردہ کام کرے“۔

ایک اور حدیث یوں ہے: ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ))

اور ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِرْضِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ))

”جو اپنے اہل کے بدلے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنی عزت کے بدلے

مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔'' (ترمذی شریف)

تو پردہ اس غیرت کی نشوونما کا عظیم باعث ہے جو حرمتوں کی پامالی پر آتی ہے اور پردہ اس بلند پایہ خصلت کو موروثی طور پر اولاد اور خاندان تک پہنچانے کا بھی باعث بنتا ہے۔ایسی غیرت جو عورتوں کو اپنی عظمت وعزت پر ہوتی ہے اور عورتوں کے وارثوں کو ان عورتوں پر ہوتی ہے اور مومنوں کو اپنے رشتہ داروں پر ہوتی ہے کہ جب ان کی حرمتیں پامال ہوں یا مخدوش ہوں۔جس سے عورت کی عزت ،عفت اور طہارت مجروح ہو اگر چہ نا محرم مرد کے صرف نظر پڑنے سے ہی کیوں نہ ہو۔

اسی لیے دیوثیت غیرت کی ضد ہے اور غیور کا متضاد دَیُّوث ہوتا ہے۔یعنی ایسا بے غیرت کہ گھر والی کو مشکوک حالت میں دیکھ کر بھی خوش ہو اور اس پر اس کو غیرت نہ آئے۔

اسی لیے شریعتِ مطہرہ نے ان تمام اسباب کو روک دیا جو بے پردگی اور دیُّوثیت کی طرف لے جاتے ہیں، اس کی وضاحت الشیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ))

(ابو داؤد، كتاب الترجل، باب في طيب المرأة للخروج : ٤١٧٤)

جو عورت خوشبو لگا کر اس مسجد میں آئے اس کی کوئی نماز نہیں، حتیٰ کہ وہ جنابت والا غسل کرلے۔''

اس کے تحت الشیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے مسلمان بھائی! اے مسلمان بہن! جو عورت اللہ کی عبادت کے لیے مسجد میں خوشبو لگا کر آتی ہے، اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سخت

الفاظ استعمال کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ غسلِ جنابت کر کے وہ خوشبو نہ اتار دے۔اب غور کرو! جو اس زمانے کی فاجر و بدکار عورتیں کرتی ہیں، حالانکہ وہ اسلام کی طرف اپنی جھوٹی نسبت بھی کرتی ہیں اور فاجر و فاسق، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جرأت کرنے والے اور اسلام کے بدیہی و بنیادی احکام پر جرأت کرنے والے مرد ان عورتوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

وہ سب یہ گمان رکھتے ہیں کہ عورت کی بے پردگی اور اس کے عریانی اور بغاوت کی حالت میں باہر نکلنے اور بازاروں، کھیل کے میدانوں اور برائی کے ٹھکانوں میں مردوں سے مخلوط ماحول پیدا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔پھر کمال ڈھٹائی سے یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام میں علمی ٹورز اور سیاحت کے لیے عورت کا غیروں کے ساتھ سفر کرنا بھی جائز ہے اور یہ بھی کہ ان کے لیے سیاسی عہدے حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ان فاجر عورتوں کے بازاروں اور راستوں میں مناظر دیکھیں کیسے انھوں نے اپنے ننگ منکشف کر دیے ہیں کہ جن کو چھپانے کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا۔عورت بن ٹھن کر سر، سینہ، کمر اور بغلیں ننگا کر لیتی ہے اور اس سے نیچے بھی اور یوں نہایت خوبصورت بن کر سامنے آتی ہے بلکہ یہ بغاوتیں رمضان المبارک کے دنوں میں بھی نظر آتی ہیں۔ نہ تو خود حیا کرتی ہیں اور نہ مردوں کے مشابہ وہ دیوث حیا کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی نگرانی کا ذمہ دار بنایا ہے۔پھر کہیے کہ یہ مرد و خواتین مسلمان ہیں؟"

میں کہتا ہوں: اگر آپ پردہ اور عورتوں کے نامحرم مردوں سے چہرہ چھپانے کی فضیلت وعظمت پہچاننا چاہتے ہیں تو آپ ایسی باپردہ عورتوں کے متعلق غور کرلیں کہ کیسے شرم وحیاء

کی پیکر اور بازاروں میں مردوں سے مخلوط ہونے سے دور رہتی ہیں...... اور ذلتوں میں واقع ہونے اور مردوں کی نظر ان پر پڑنے سے وہ مکمل محفوظ ہوتی ہیں۔

اور ان کے ذمہ داران کا حال دیکھیں کیسے وہ اپنی رشتہ داروں کی عظمت کی حفاظت کے امین اور عزتِ نفس کے مالک ہوتے ہیں اور اس کا موازنہ اس عورت سے کریں جو چہرہ اور زینت نمائی کرتی اور نامحرم مردوں کے ساتھ مل جل کر رہتی ہے اور اس کی بے پردگی کے بقدر وہ اپنی عظمتیں بھی کھو بیٹھی ہیں۔

اور کبھی آپ دیکھیں یہ بے پردہ فاجرہ عورت کسی نامحرم فاسق سے یوں باتیں کرتی ہے آپ سمجھیں گے کہ ان کا نکاح دیندار لوگوں کی موجودگی میں ہوا اور اگر اس کا دیوث خاوند اس کو اس حالت میں دیکھ بھی لے تو اس کا ایک بال بھی کھڑا نہیں ہوگا۔ غیرت کے مرجانے سے اور ناکام لوٹنے سے اللہ کی پناہ۔

اس قسم کے خاوندوں کا اس بدو عربی سے موازنہ کریں جس نے کسی کو اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو رشتہ داروں پر غیرت کی وجہ سے اس نے بیوی کو طلاق دے دی اور جب لوگوں نے اس کو اس پر ملامت کی تو اس نے ایک مشہور قصیدہ کہا...... ؎

أَتْرُكُ حُبَّهَا مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ
وَ ذٰلِكَ لِكَثْرَةِ الشُّرَكَاءِ فِيهِ
إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلَى طَعَامٍ
رَفَعْتُ يَدِيْ وَ نَفْسِيْ تَشْتَهِيهِ
وَ تَجْتَنِبُ الْأَسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ
إِذَا رَأَتِ الْكِلَابَ وَ لَغْنَ فِيهِ

''میں اس کی محبت کو ناراض ہوئے بغیر چھوڑ دیتا ہوں، اور اس کا سبب اس میں

شرکاء کی کثرت ہے۔ اگر کھانے پر مکھیاں بیٹھ جائیں تو میں بھوک کے باوجود ہاتھ اٹھا لیتا ہوں اور شیر پانی کے اس گھاٹ پر جانے سے پرہیز کرتے ہیں جس پر کتوں نے منہ ڈال دیا ہو۔"

بے غیرت خاوند اس عربی عورت سے اپنا موازنہ کریں، جس کا دوپٹہ چہرے سے گر گیا تو اس نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے منہ ڈھانپ لیا۔

اس کے بارے میں یہ شعر کہا گیا......؎

سَقَطَ النَّصِيفُ وَ لَمْ تُرِدْ إِسْقَاطَهُ

فَتَنَاوَلَتْهُ وَاتَّقَتْنَا بِالْيَدِ

"نہ چاہتے ہوئے بھی اسکا دوپٹہ گر گیا تو اس نے ایک ہاتھ سے اس کو پکڑا اور دوسرے سے (پردہ کرکے) ہم سے بچنے لگ گئی۔"

اور ان سب باتوں سے زیادہ بلند پایہ مدین کے شیخ کی بچیوں کا قصہ ہے جس کا تذکرہ اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

فَجَآءَتْهُ إِحْدَىٰهُمَا تَمْشِي عَلَى ٱسْتِحْيَآءٍ ﴿٢٥﴾ (القصص:٢٥)

"تو ان دونوں میں سے ایک اس (موسیٰ علیہ السلام) کے پاس پیکر حیا بن کر آئی۔"

اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت ہے، فرماتے ہیں:

((جَاءَتْ تَمْشِيْ اسْتِحْيَاءً قَائِلَةً بِثَوْبِهَا عَلٰى وَجْهِهَا لَيْسَتْ بِسَلْفَعٍ مِنَ النِّسَاءِ وَلَا خَرَّاجَةٍ)) (تفسیر ابن کثیر:٣٨٤/٣)

"وہ لڑکی چہرے پر پردہ ڈال کر، شرم وحیا کا پیکر بن کر آئی۔ وہ کوئی بے مہار ڈھیٹ عورت نہیں تھی اور نہ بازاروں میں کثرت سے آنے جانے والی ہی تھی۔"

اور اس آیت میں ایسا ادب، عفت اور حیا ہے جو اس شیخ کی بیٹی کو عجیب حد تک تحفظ

میں لے گیا تھا جب اس نے کہا:

﴿إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ﴾

''کہ میرا باپ تجھے بلا رہا ہے تاکہ وہ ہماری بکریوں کو پانی پلانے کی اجرت آپ کو ادا کرے۔''

تو اس نے باپ کی طرف سے دعوت دی تاکہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے دور رہ سکے۔ یعنی یوں نہیں کہا، میں تجھے بلا رہی ہوں۔
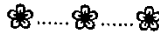
فصل ثانی

عورتوں کو ذلت کی طرف بلانے والے

ابو محمد عبدالحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا يَخْدَعَنَّكَ عَنْ دِيْنِ الْهُدٰى نَفَرٌ
لَمْ يُرْزَقُوْا فِي الْتِمَاسِ الْحَقِّ تَايِيْدًا
عُمْيُ الْقُلُوْبِ عَرَوْا عَنْ كُلِّ قَائِدَةٍ
لِأَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ تَقْلِيْدًا

(الحديقه لمحب الدين الخطيب)

"وہ لوگ جن کو حق کی تلاش میں اللہ کی تائید و نصرت نصیب نہیں ہوئی وہ کہیں آپ کو دین ہدایت سے دھوکے میں نہ ڈال دیں، وہ دل کے اندھے ہر قائدہ قانون سے عاری ہیں کیونکہ انھوں نے دوسروں کی تقلید میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔"

تو یہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا مومن عورتوں کی عظمت ہے اور یہ اصول وضوابط ہیں جو اس عظمت کی نگرانی کرتے اور اس پر ہونے والی زیادتی کو روکتے ہیں مگر جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اپنے اعلانیہ نعروں کے ساتھ ان قواعد کے خلاف آوازِ احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ دے کہ برائی، اس کا اعلان اور نیکی کو ختم کرنے اور اس سے روکنے کا شور تو کانوں اور آنکھوں سے ٹکرائے لیکن اس کے مقابلے میں ہم اصلاح کرنے والوں کی کوئی آواز نہ ہو جو ہر گاؤں اور ہر شہر تک۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم شعار کو

قائم کرتے ہوئے پہنچے۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جس کے ساتھ دین کا دفاع کیا جاتا ہے، مسلمانوں کی خیر خواہی کی جاتی ہے تاکہ وہ کہیں فضول لوگوں کی چیخ پکار کے کھڈے میں نہ آگریں اور اسی کے ساتھ عظمتوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور ذلتوں کو دور کیا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ بیوقوفوں کے ہاتھ تھامے جاتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ کبیرہ وصغیرہ گناہوں پر خاموشی اختیار کرنے اور صغیرہ گناہوں کی تاویل کرنے سے برائیاں اور زیادہ ہوجاتی ہیں۔

خصوصاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ معدوم ومجہول، اہل شکوک وشبہات اور مغرب کے گماشتے قلم وقرطاس کے مالک بن بیٹھے ہیں اور اللہ کے دین کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ میڈیا اور صحافت کے روپ میں شیخی مارتے ہیں۔ منکرات کے لیے ان کا سینہ وسیع ہوتا ہے۔ یاوا گوئی پر خوش ہوتے ہیں۔ ان کے قلم برائی کو پھیلاتے ہیں اور یہ سب باتیں ایک مقصد پر جمع ہوجاتی ہیں کہ وہ (کس میں؟) فطرتِ انسانی کا مقابلہ کرنے، شریعت الٰہی کو پھینک دینے اور مسلمان عورتوں کو اوج ثریا کی عظمتوں سے فارغ کر کے قعر مذلت میں گرانے میں انتہا پسندی سے کام لے رہے ہیں۔ ان کے قلم کا زور اس بات پر ہے کہ عورت کو آزاد کر دیا جائے اور تمام احکام میں ان دونوں صنفوں کو برابر قرار دے دیا جائے، تاکہ بے حیائی، عریانی اور اختلاط کا ماحول سازگار بنایا جا سکے اور ان عورتوں کو بھی بے حجاب کر دیا جائے جن میں کچھ پردے کی رمق باقی ہے۔ جنھوں نے اپنے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو قائد تسلیم کر لیا۔ اللہ ہمیں اور ان عورتوں کو ثابت قدمی دے۔

اور ہم ہر قسم کی ضلالت سے اللہ کی طرف براءت کا اظہار کرتے ہیں اور برائی کی طرف پھر جانے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اور یہ (ابلیسی) تیر انداز، امت کے خائن، اپنے آپ پر اور اہل وعیال اور ہم جنسوں کے لیے نحوست کے نشان۔ ان کی ڈھٹائی بڑھ

چکی ہے۔ یہ نت نئے انداز سے فریب کاری کرتے ہیں، ایسے کلمات کے ساتھ جوان کے منہ سے نکلتے، اور ان کے قلم اس کو لے کر چلتے ہیں۔ جب انہوں نے وسائل کو منہدم کرنا شروع کیا اور برائی کے ذرائع کی جانب حائل رکاوٹوں کو ختم کر کے ذلت کی طرف جانے لگے۔ فضائل وعظمتوں پر حملہ آور ہوئے۔ ان کی شان کو پامال کیا اور اصحابِ فضائل کا مذاق اڑایا۔

جی ہاں! ان مغرب زدگان نے عورت کے ہر شعبۂ زندگی پر قلم اٹھایا۔ اس کے عملی میدانوں پر بحث کی، مگر اس کے ماں ہونے، اس کی فطرت اور اس کی عظمت کی حفاظت پر بالکل بات نہیں کی بلکہ یہ آئے دن بڑھتی جانے والی مصیبت، یہ یاوہ گوئی، یہ باہم کاٹ کھانے والی بری باتیں، انہیں کا اخبارات پرچار کر رہے ہیں۔ عورت کے حقوق اور اس کے ساتھ ہم آہنگی کے نام سے، سارے احکام میں اس کو مرد کے برابر لانے کے نام سے اور آزادیٔ نسواں کے نام سے حتیٰ کہ یہ مغرب کے پرستار کمینے اس حد تک اتر آئے کہ عورت کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں اتار دیا جائے۔ باہمی اختلاط ہو۔ پردے کا نام مٹ جائے بلکہ عورت اپنی خوشی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنا پردہ اور اس کے ماورا ساری عظمتیں اتار پھینکے۔

جب چہرے سے پردہ ہٹا دیا جائے گا تو مت پوچھو پھر اہلِ غیرت کی آنکھیں کیسے جھکیں گی، کیسے عظمتیں سمٹیں گی، ذلتیں پھیلیں گی، دین کی بندشیں ٹوٹیں گی، بدکاروں کے ہاتھوں کیسے بے حیائی، بے حجابی، عریانی پھیلے گی اور حرمتوں کی پامالی ہوگی اور عورت جسے چاہے گی اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَٱللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلشَّهَوَٰتِ أَن تَمِيلُوا۟ مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ (النساء: ٢٧)

"اللہ تو تمہاری توبہ قبول کرنا چاہتا ہے اور شہوات کے پیروکار چاہتے ہیں کہ تم

(کفر کی طرف) بہت زیادہ جھک جاؤ۔''

حافظ ابن جریر رحمہ اللہ یہاں لکھتے ہیں، علامہ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أَن تَمِيلُوا۟ مَيْلًا عَظِيمًا'' سے مراد بدکار لوگ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ تم بھی

ویسے ہی بدکار بن جاؤ جیسے وہ ہیں۔ اس آیت کی مثال یوں سمجھیں جیسے فرمایا:

وَدُّوا۟ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ﴿٩﴾ (القلم: ۹)

''وہ چاہتے ہیں کہ اگر آپ (اے محمد ﷺ) کچھ نرم پڑیں تو وہ بھی نرم رویہ اختیار کریں گے۔''

یہ صرف عورت کا معاملہ نہیں رہا۔ اب تو یہ عالمِ اسلام کو تباہ کرنے کا معاملہ بن چکا ہے اور یہ گمراہ کن سازش ایک دن کی پیداوار نہیں بلکہ اس سے پہلے متعدد اسلامی ممالک میں یہ مکر وفریب اور سازش کا کھیل کھیلا جا چکا ہے اور افسوس! کہ ان ملکوں کی حالتِ زار اب یہ ہو چکی ہے کہ ان میں بدکاری عام ہے، بلکہ سرکاری طور پر قحبہ خانے کھل چکے ہیں۔ گلوکاری، رقص وسرور اور اسٹیج ڈرامے چل رہے ہیں اور حدودِ اسلامی ختم کرنے کے قانون پاس ہو چکے ہیں اور یہ کہ طرفین رضامند ہوں تو پھر کوئی حد نہیں لگے گی!!!۔ یوں عزت، اخلاق اور آداب کو تباہ کر دیا گیا ہے اور اس قدر گناہ میں آزاد ماحول کے پیدا ہو جانے کا انکار صرف وہ کر سکتا ہے جس کے دل سے اللہ نے بصیرت نکال دی ہو۔

تو کیا مغرب کے نمک خوار اب یہاں (سعودی عرب میں) بھی وہی حال کر دینا چاہتے ہیں جو اخلاق باختگی اور گناہ کا زہریلا ماحول دوسرے اسلامی ممالک میں بن چکا ہے؟

ہم عظمتِ نسواں کے خلاف اس ظلم، عورت کو ذلیل کرنے کے مددگار ماحول، اللہ کی حدود سے تجاوز اور شریعتِ مطہرہ کی حرمت کی پامالی کے مقابلے میں، عوام الناس کو ان کے

درآمدہ دشمنوں سے خبردار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

مسلمانو! تمھارے درمیان مغرب کے نمک خوار گھس چکے ہیں اور پھر ان کے آگے اور بھی سادہ لوح پاپی، نمک خوار ہیں جو ہر آواز لگانے والے کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ جو مسلمان عورتوں کی عظمتیں سلب کرنے اور ان کو ذلیل کرنے کے لیے اپنے تیر تیار رکھتے ہیں۔ ان سب چیزوں کا بیان اس آیت میں ہے:

وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ (النساء: ٢٧)

''اللہ تعالیٰ تو تمھاری طرف رجوع کرنا چاہتا ہے اور خواہشات کے پیرو چاہتے ہیں کہ تم (ان کی طرف) بہت زیادہ جھک جاؤ۔''

حافظ ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے نفسوں کی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں وہ اہل باطل، بدکاری کے خواہاں، بہنوں سے نکاح کے طلب گار اور اللہ کے حرام کردہ رشتوں کو حلال کرنے والے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم حق سے باطل کی طرف جھک جاؤ اور اس چیز سے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے اور اللہ کی اطاعت سے اس کی نافرمانی کی طرف منتقل ہو جاؤ اور تم بھی حرام کاری اور نافرمانی میں خواہشات کے پجاریوں جیسے ہو جاؤ۔''

ہم نے اس معنی کو زیادہ صحیح اس لیے قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والوں پر عمومی حکم لگایا ہے یعنی یہ نہیں کہا کہ وہ بعض خواہشات کی پیروی کرتے ہیں بلکہ کہا کہ وہ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں (یعنی اس میں سب خواہشات شامل ہیں) جب معاملہ یوں ہے تو پھر باطنی کی بجائے ظاہری معنی زیادہ صحیح ہوں گے

اوراس باطنی معنیٰ پر نہ کوئی دلیل ہے نہ قیاس۔ لہٰذا اس میں یہود ونصاریٰ اور بدکار لوگ سب شامل ہیں اور تمام باطل پرست بھی شامل ہیں کیونکہ اللہ کی منع کردہ چیزوں کی پیروی کرنے والا اپنی خواہش کا پجاری ہی ہوتا ہے۔جب پہلی آیت کا مفہوم یہ ہے تو جس قول کو ہم نے ترجیح دی ہے (کہ اس سے مراد بدکار ہیں) اس کا صحیح ہونا واجب ہوگیا۔ تفسیر طبری (۸/۲۱۴،۲۱۵)

اور بے حیائی کے علمبردار، ان مجرموں نے اس کام کے لیے زندگی کے ہر میدان میں گمراہ کن اور اللہ کو ناراض کرنے والی سازشیں تیار کی ہیں۔ یہ منصوبہ بندی ان کی زبان پر ہو یا ان کی حالت یہ ظاہر کر رہی ہو۔

مسلمان عورت کے خلاف سازشیں

عمومی زندگی کے میدان میں:

۱۔ یہ لوگ عورت کو پردہ اتار پھینکنے اور برقع سے چھٹکارا حاصل کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اور یہ زبانی دعوت صرف چہرہ ننگا کرنے ہی کی دعوت نہیں بلکہ یہ دبے لفظوں میں سارے جسم کا برقع اتارنے ، پرفتن لباس زیب تن کرنے ، مختصر لباس پہن کر عریاں ہونے ، جسم کے اعضا ظاہر کرنے والے تنگ لباس پہننے ، جسم کی نمائش والا باریک لباس پہننے اور لباس میں عورتوں کے مردوں اور کافر عورتوں کے مشابہ بننے کی دعوت ہے۔

۲۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں عورت کے غیر مردوں کے ساتھ اختلاط کے ذریعے، عورتوں کو گھروں میں غیر مردوں سے پردہ نہ کرنے کی دعوت۔

۳۔ زندگی کے ہر پیداواری میدان میں عورت کو متعین کرنے کی دعوت۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شاہراؤں پر اور عمومی مقامات پر عورت کو بے حجابی کی حالت میں متعین کرنے کی دعوت دی جائے۔

۴۔ عورت کو اجتماعات، مجالس، کانفرنسوں اور دوسرے پروگراموں میں حاضر ہونے کی دعوت دینا۔اس کے ذریعے زبان میں لوچ پیدا کرنے اور کلام میں نرمی پیدا کرنے کی دعوت دینا، اسی طرح اجنبی مردوں سے مصافحہ اور اپنے منگیتر سے نکاح کے بغیر مصافحہ کرنے کی دعوت اور اس میں عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر ہونے کی دعوت ہے، جب کہ وہ پرفتن وضع قطع، چال ڈھال، میک اپ اور خوشبو میں لت پت ہو، سینہ بند پہنے ہوئے، اونچی ایڑی لگائے اور اس طرح کے فتنہ اور جاذبیت پیدا کرنے والے وسائل کو استعمال کر رہی ہو۔

۵۔ عورتوں کا شعر و شاعری اور غزل گوئی کی راتیں منانا اور سب کو مشارکت کے لیے دعوت عام دینااور اس طرح کے کاموں کی طرف لوگوں کو بلانا۔

۶۔ عورتوں کے لیے مخصوص یا مخلوط انٹرنیٹ کیفے کھولنے کی دعوت دینا۔

۷۔ عورتوں کو گاڑی اور دوسری مشینیں چلانے کی دعوت دینا۔

۸۔ محرم کو ساتھ لینے میں سستی کرنے کی دعوت دینا۔اسی طرح بغیر محرم کے مشرق و مغرب کے سفر کرنا، کانفرنسوں میں شرکت کے لیے دعوت دینا (عورت تاجران)۔

۹۔ اجنبی عورتوں کے ساتھ اختلاط کی دعوت دینا۔اسی طرح اپنی منگیتر کے ساتھ نکاح سے پہلے میل جول رکھنا۔

۱۰۔ فنکاری کی دعوت دینا۔

۱۱۔ عورت کو ڈرامہ، گلوکاری اور فنکاری کی دعوت دینا اور اس کی انتہا اس وقت ہوتی ہے جب اس کو ملکہ حسن کے انتخاب کے لیے مقابلہ حسن میں مشارکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

۱۲۔ مغربی کپڑوں کے ڈیزائن تیار کرنے میں مشارکت کی دعوت دینا۔

۱۳۔ عورت کے لیے ورزش کے مواقع فراہم کرنا اور اس کے لیے عورتوں کی فٹ بال ٹیم

بنانے، ان کو گھڑ دوڑ میں شریک کرنے اور ان کی سائیکل ریس اور موٹر سائیکل ریس میں شرکت کا مطالبہ کرنا۔

۱۴۔ مراکز اور کیمونٹی ہالز میں عورتوں کے لیے سوئمنگ پولز کھولنا۔

۱۵۔ عورت کے بالوں میں بھی کئی قسم کے گناہوں کی دعوت ہے۔جیسے اَبرو کے بال باریک کرنا۔ مردوں کی یا کافر عورتوں کی مشابہت کرتے ہوئے بال کاٹنا اور ان کے لیے بیوٹی پارلر کے دروازے کھولنا۔

میڈیا کے میدان میں:

۱۶۔ جرائد و مجلّات میں عورت کے فوٹو۔

۱۷۔ اس کا گلوکار، اداکار، کپڑوں کی مشہوری یا پروڈیوسر کے طور پر، ٹی وی اسکرین پر ظاہر ہونا۔

۱۸۔ ٹی وی اور ریڈیو پر آن لائن پروگرام جن میں خواتین وحضرات آپس میں لوچ دار مکالمات ادا کرتے ہیں۔

۱۹۔ گھٹیا قسم کے مجلّات کو رواج دینا جو فتنہ انگیز عورتوں کے فوٹو نشر کرتے ہیں۔

۲۰۔ عورت کو اشتہار کے لیے استعمال کرنا۔

۲۱۔ قلمی دوستی کے نام پر مرد و زن کا ملاپ ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اور باہم تحائف کا تبادلہ گانے وغیرہ کی شکل میں۔

۲۲۔ بڑے بڑے زعما اور وزرا کی اپنی بیویوں کے ساتھ بوس وکنار اور معانقے کی تصویریں اخبارات میں شائع کرنا۔

تعلیم کے میدان میں:

۲۳۔ چھوٹی کلاسوں تک مخلوط تعلیم کی دعوت دینا۔

۲۴۔ مردوں کی استاد عورتیں اور عورتوں کے استاد مرد ہونے کی دعوت دینا۔

۲۵۔ لڑکیوں کے اسکولوں میں ورزش کو داخل کرنے کی دعوت اور یہ بیوٹی آرٹس اسکول کھولنے کا مطالبہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

نوکری اور ڈیوٹی کے میدان میں:

۲۶۔ عورت کو مرد کے برابر زندگی کے ہر میدان میں نوکری دینے کی دعوت۔

۲۷۔ اس طرح اس کو تجارتی سنٹر، ہوٹل، ہوائی جہاز، وزارتی دفاتر، چیمبر آف کامرس وغیرہ جیسی کمپنیز اور فاؤنڈیشنوں میں کام کرنے کی دعوت دینا۔

۲۸۔ عورتوں کی ٹریول ایجنسیاں، تعمیر ونقشہ نویسی کے دفاتر قائم کرنے کی دعوت اور اس کے ذریعہ عورتوں کو صنعت وحرفت جیسے پلمبرنگ اور بجلی وغیرہ کے کاموں میں گھسیٹنے کی دعوت دینا۔

۲۹۔ عورت کے سیل بنانے اور اس کو پولیس وفوج میں داخل ہونے کی دعوت دینا اور اس کو سینٹ اور پارلیمنٹ وغیرہ کے انتخابات میں حصہ لینے کی دعوت دینا۔ اسی طرح عورتوں کو فیکٹریاں بنانے کی دعوت دینا۔

۳۰۔ عورتوں کو سرکاری رجسٹریشن کے محکمہ میں نوکری دینا اور ان کے لیے الگ عدالتیں قائم کرنا۔

اسی طرح مطالبات کا لمبا سلسلہ ہے، جس کی انتہا ایسے کام پر ہوتی ہے جس کا مطالبہ نہیں کیا جانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ان کے فریب کو باطل کر دے اور مسلمانوں سے ان کا شر رفع کر دے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اصلاحی تنقید:

عورت کے بارے میں سب سے زیادہ خسارے والے اعمال کرنے والوں کی یہ چند مثالیں ہیں جس پہ میڈیا نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ ۱۴۱۹ھ میں خوب فوکس کیا۔ جس کا خلاصہ آٹھ کاپیوں میں نشر ہوا اور ان چھاپی ہوئی کاپیوں میں سے ہر ایک پر اس جریدے کا نام اس کا شمارہ نمبر اور اس میں لکھنے والوں کے نام درج تھے۔ وہ ملے جلے لوگ ہیں جو مغربیت کی آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں اور بعض نے اس جرم کے ساتھ حجاب اور باپردہ عورتوں کے مذاق جیسے ایک اور جرم کا اضافہ کر دیا اور روشن شرعی احکام اور اس کو یاد کرنے والے علما کے بارے میں نامناسب کلمات بولنے شروع کر دیے۔

اس قسم کے موقف اپنائے گئے کہ ہم سمجھتے ہیں یہ لوگ خطرناک موڑ پر کھڑے ہیں۔ یہ کفر نفاق اور نافرمانی کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔

پچھلے زمانے میں یکے بعد دیگرے ایسی تکلیف دہ حرکات کی جاتی رہیں اور اس دور کے علما اس مقام پر اس کا بھی خاتمہ کرتے رہے۔ چیخ چیخ کر ان لوگوں کو بے نقاب کرتے رہے اور ان کے تعاقب میں شہابیے داغتے رہے۔ لیکن اب چند ماہ سے تو ان مجرموں نے ان ذلتوں سے لبریز ٹوکری کو پوری قوت و ڈھٹائی کے ساتھ انڈیل ہی دیا ہے اور ان کے خبیث مکر کا یہ طرہ ہے کہ وہ اس کام کے لیے تنگی، بُرے حالات اور کثرت حوادث کے زمانوں کے انتظار میں رہتے ہیں۔

اور باہر سے داخل ہونے والی یہ دعوتیں ذاتی، موضوعی اور شکلی اعتبار سے تناقضات کا مجموعہ ہیں۔ اگر آپ ان کے لکھنے والوں کو دیکھیں گے تو نام سے وہ آپ کو مسلمان لگیں گے اور اگر آپ اس کے مضمون کو دیکھیں گے تو وہ اسلام کی عمارت کو گرانے کی گینتی نظر آئے گی کہ جس کو صرف مغرب زدہ، گیا گزرا ہی اٹھا سکتا ہے۔ جس کے دل میں خواہش نفس اور

گوروں کی تقلید بھری ہوئی ہو اور یہ بالکل واضح ہے۔ بندے کے قول و فعل ہی سے پتا چلتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نفاق؟ اگر آپ اس مضمون کی ادبیت کو دیکھیں تو اس میں بہت سے انگریزی کے الفاظ ہوں گے، کمزور ترکیبِ کلمات، بے انتہا غلطیاں اور جرائد کی عبارات کٹ پیس کی شکل میں پیوند کی ہوئی نظر آئیں گی۔ ان اپاہج لوگوں کی طرح کہ جن کی صلاحیتیں ان کو ایک مصنف بنانے سے عاجز آ چکی ہوں اور اس طرح وہ ادنیٰ درجے کا ذوقِ بیان رکھنے والے کو بھی تکلیف دیتے ہیں اور جو عربی زبان سے نابلد اور کتاب وسنت سے بے بہرہ ہو وہ اسی طرح کے عجائبات ہی لے کر آیا کرتا ہے اس کے باوجود تکبر اور احساسِ برتری ان پر غالب رہتا ہے جو ایک دوسرے کی تعریف سے پیدا ہوتا ہے۔

کیا اس طرح کی ناکارہ روحوں کو صحافت کے منبر پر بٹھایا جا سکتا ہے؟ جو امت میں اپنے افکار ٹھونسیں؟ ہائے! دل غم و اندوہ اور افسوس سے بھر جاتا ہے کہ یہ لوگ جرائد میں لکھیں اور اس طرح کے ان کے مضامین ہوں؟

اللہ کی قسم! شرم کی بات ہے کہ اس طرح کے گمراہ، گئے گزرے گروہ اپنے قلموں کے ساتھ لوگوں کے اخلاق کی اصلاح کر رہے ہوں، جنھوں نے مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت کی، ان کے راستے کو چھوڑ دیا ہو، حق کو مسخ کر دیا ہو اور خواہشات کی تکمیل کی ہو۔

اللہ ان پر وہی سزا نازل کرے جس کے وہ مستحق ہیں۔ ان کا حساب اللہ پر ہے اور ہم ان کو اللہ کی طاقت، اس کے غصے اور انتقام سے ڈراتے ہیں۔ اللہ پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور ہم ان کو سنا دینا چاہتے ہیں:

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ﴿٢٣٥﴾ (البقرة: ٢٣٥)

"خبردار! اللہ تمھارے دلوں کے بھید جانتا ہے، اس سے ڈر جاؤ۔" اور فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ

لِّتَفْتَرُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾ مَتَٰعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ (النحل: ١١٦-١١٧)

''اور اپنی زبان کے جھوٹ بیان کرنے کی وجہ سے یہ مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو، وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کامیاب نہیں ہوں گے، تھوڑا سا فائدہ ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

جرائد و اخبارات کی سطور کے ذریعے لوگوں کے کانوں میں شور ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا اور ان سے ناراض ہوتا ہے:

جیسے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ جِيفَةِ اللَّيْلِ حِمَارٌ بِالنَّهَارِ عَالِمٌ الدُّنْيَا جَاهِلٌ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ))

(كنز العمال: ٤٢٦٧٩)

''اللہ تعالیٰ ہر شیخی مارنے والے متکبر اور بازاروں میں شور کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ رات کو مردار اور دن کو گدھا ہوتا ہے۔ دنیا کے دھندے خوب جانتا ہے مگر آخرت کے معاملات سے بے بہرہ ہے۔''

علامہ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ جن کی وفات ۱۳۷۷ھ میں ہوئی، اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ ان لوگوں کے بارے میں کی گئی شاندار نبوی تصویر کشی ہے اور اس میں کمال فصاحت و بلاغت ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے بلکہ یہ ان حیوانوں کی تصویر کشی کی ہے۔ آپ اپنے ماحول میں دیکھیں جو لوگ اسلام کی طرف نسبت رکھتے ہیں، بلکہ امت کے بڑے بڑے علما، زعما کہ جن کی عظمت دنیا کی وجہ سے ہے نہ کہ دین

کی وجہ سے بلکہ ان میں کئی (سائنس دان) اپنے آپ کو علماء کہلواتے ہیں۔ علم کے معنیٰ کو غیر حقیقی و غیر اسلامی علوم وفنون اور دھندوں کو سیکھنے والے پر استعمال کرتے ہیں۔ پھر پورے مغرور ہو کر چاہتے ہیں اپنی جہالت کی ڈگریوں کی وجہ سے اللہ کے دین پر بھی حکم لگانا شروع کریں اور سمجھتے ہیں کہ وہ علماء سے بھی زیادہ عالم ہیں۔ نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھتے ہیں اور جو ان کو یا اُمتِ اسلامیہ کو نصیحت کرے، یہ لوگ اس کی شدید تردید کرتے ہیں۔ ان پر جعظری اور جواظ کے لفظ بالکل صادق آتے ہیں۔ اس حدیث پر غور کرو اور اس کو اچھی طرح سمجھو، یہ لوگ ہر مقام پر آپ کو سامنے نظر آئیں گے۔

(صحیح ابن حبان: ۲۳۰/۱)

ان مجرموں کے لیے ہمیں کوئی جگہ نہ ملی کہ ہم نے اِن کو تعلیم وتربیت کے معاملہ میں معلمین اور مرشدین کے طور پر رکھ لیا؟

اللہ تعالیٰ علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ پر رحمت کرے، ترکش کے ان بدبخت ترین تیروں کی اصلیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو پہچاننا چاہتا ہے، اس شخص کو پہچان لے۔ ایسا آدمی کہ نصرانی پادری اس کے عقل و دل پر قبضہ جما چکے ہوں۔ وہ انہی کی آنکھوں سے دیکھتا، انہی کے کانوں سے سنتا اور انہیں کے راستے پر چلتا ہو۔ انہی کی آگ کی روشنی میں دیکھتا ہو اور اس کو روشنی سمجھ بیٹھا ہو، پھر اس کے والدین نے اس کا نام بھی اسلامی ہی رکھا ہو۔ لوگ اس کو مسلمانوں ہی میں شمار کرتے ہوں (یا ان کو مسلمانوں پر بوجھ سمجھا جاتا ہو) اور جنم ریکارڈ اور مردم شماری میں اس کا نام مسلمانوں میں لکھا ہو تو بجائے اس کے کہ وہ اس اسلام کا دفاع کرے جو دین اس کو شہریت کے طور پر ملا ہے،

دین کے طور پر اس کا یقین نہیں کیا، وہ ہر چیز کا انکار ہی کیے جا رہا ہے اور وہ آپ کو کبھی قرآنی آیات کی تاویلیں کرتا نظر آئے گا تاکہ اس کے معانی ان باتوں کے مطابق ہو جائیں جو اس نے اپنے اساتذہ سے سیکھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو حدیث ہی نہیں سمجھتا جو ان کے قواعد اور آرا کے خلاف ہو کیونکہ وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں قرآن اس کے خلاف حجت قائم نہ کر دے کیونکہ وہ اس کو سمجھتا تک نہیں۔

ایک اور قسم کا شخص بھی ہے جو مذکورہ آدمی جیسا ہی ہے لیکن اس نے اس دین و عقیدہ کو برملا قبول کر کے سکون حاصل کیا جسے کافروں نے اس کے اندر پھونکا۔ اب وہ اس بات سے انکار کرتا ہے کہ اسلام کو دین سمجھے یا اعتراف کرے مگر بعض معاملات میں وہ اس کا اعتراف کر لیتا ہے۔ جیسے مسلمانوں جیسا نام رکھنے میں اور نکاح، وراثت اور کفن دفن کے مسائل میں۔

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو مسلمانوں کی طرف منسوب مدارس میں پڑھایا گیا، یہاں اس نے کئی قسم کے علوم سیکھے مگر اپنے دین کو بہت کم سیکھا۔ پھر اس کی افرنگی شہریت نے اور اس کی ان کے متعلق معرفت نے اس کو دھوکے میں ڈال دیا۔ یہ ان افرنگیوں کو یوں سمجھ بیٹھا کہ وہ تہذیب وتمدن میں کمال کو پہنچ چکے ہیں اور نظریات اور سائنس میں یقین وہدایت تک پہنچ چکے ہیں۔ پھر غرور نے اس کو ہلکا کر دیا اور اپنے تئیں سمجھ بیٹھا کہ وہ اس دین کو زیادہ جانتا ہے بلکہ وہ دین کے علما، حفاظ اور مخلصین سے بھی زیادہ دین کو جانتا ہے۔ پھر اس نے دین میں ادھر ادھر کی ہانکنا شروع کیں، اس امید سے کہ اس کو دین داروں کے جمود سے چھٹکارا مل جائے یا اس کو ان کے ''توہمات'' سے نجات مل جائے۔

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے دل کے رازوں سے پردہ ہٹایا اور اس دین میں الحاد کا اعلان کیا اور دین دشمنی ظاہر کی۔ جن کے بارے میں شاعر نے کہا:

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ تَقْلِيْدًا

''کہ انہوں نے کافروں کی تقلید میں کفر کیا۔''

کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے مصری امت کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے جن کو ہمارا یگانہ روزگار ادیب کامل گیلانی ''المجدّدینات'' کا نام دیتے ہیں۔ کچھ اور بھی ہیں۔ (مجدّدین کو تانیث لگادی بے دین ہونے کی وجہ سے) (مقدمہ تحقیق الترمذی: ۱/۱/۷۱، ۷۲)

ان منحرف مقاصد کے حصول کی کوشش آزادی نسواں کے نام پر، دو نظریات کے تحت کی جاتی ہے آزادی نسواں اور مرد وزن کے درمیان مساوات۔

یہ دونوں مغربی افکار ہیں، جو عقلی اور شرعی اعتبار سے باطل ہیں۔ مسلمانوں نے کبھی اس کا تجربہ نہیں کیا۔ یہ تو خسارے والے اعمال کے حاملین کا شاخسانہ ہے کہ جنھوں نے پہلے تو دوسرے اسلامی ممالک میں سرکشی پھیلائی، مذکورہ دونوں مقاصد کے تحت انھوں نے مسلمان عورتوں کو فتنہ میں ڈالا اور ان میں فحاشی پھیلانے کی کوشش کی۔ جب انھوں نے مومنوں کے سیدھے راستہ سے دور کرنے والے مقاصد کی آواز لگائی، پھر صراحت کے ساتھ پہلے نکتہ ''چہرے کے پردے'' کو ختم کرنے کا اظہار کیا، پھر پردے کو اتارنے، پاؤں تلے روندنے اور آگ میں جلانے کا کام بھی خود ہی کیا۔ ان حرکتوں کے بعد بعض ممالک نے چہرے کا پردہ ختم کرنے کا قانون بھی پاس کیا، جیسے ترکی، تیونس، ایران، افغانستان، البانیا، صومالیہ اور الجزائر۔ انھوں نے چہرہ چھپانے والی کو مجرم قرار دیا اور بعض نے تو ایسا کرنے والی کے لیے قید کی سزا سنادی اور جرمانہ بھی عاید کیا۔!!

اس طرح لوگوں کو قوت اور قانون کے زور سے ذلت کی گہرائیوں کی طرف دھکیلا گیا حتیٰ کہ عالمِ اسلام میں مسلمان عورتوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ وہ یورپ کا بے حیائی، عریانی اور شریعت سے آزادی میں مقابلہ کرنے لگی ہیں۔حکومت کی اجازت سے قحبہ خانے کھل گئے ہیں حتیٰ کہ فحاشی وبدکاری کے لیے قانون سازی کی گئی ہے کہ کس طرح برائی میں مرد اور عورت کو تحفظ فراہم کیا جائے۔جس سے حدود وتعزیر ساقط ہو رہی ہیں۔ بدکاری پھیل رہی ہے اور بچیاں چھوٹی عمر میں کنوارے پن سے محروم ہو جاتی ہیں بلکہ اب تو محرم رشتہ داروں سے بدکاری بھی شروع ہوگئی اور ہم جنس پرستی اور نامحرم لڑکیوں کی کرائے پر بکنگ!! اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

پھر اس کے پیچھے منع حمل کے طریقے شروع ہوئے (ضرورت ایجاد کی ماں ہے) اور بڑے پیمانے پر اس کی صحافت میں اشتہار بازی کی گئی۔کسی قسم کے تحفظ کے وسائل کے بغیر یہ طریقے اپنائے گئے۔ تحفظ سے مراد یہ ہے کہ یہ گولیاں ڈاکٹر کی ہدایت پر صرف ایسی عورت کو دی جائیں جو شادی شدہ ہو اور اس کے خاوند سے بھی اجازت لی جائے اور وہ بھی اس وقت جب طبی طور پر ضرورت محسوس ہو تو اس سے عورتوں میں جرائم بڑھ گئے اور ان کی صفوں میں خودکشیوں کا رجحان زیادہ ہوا جس سے ان کی معنویات پس کر رہ گئیں۔

پھر اگلے مرحلے میں خاندانی منصوبہ بندی، دوسری شادی کی ممانعت اور حرام زادوں کو گود لینے کا رواج عام ہوا۔ گرل فرینڈ عام ہوگئیں اور یہ منحوس حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر کہیں جوڑا پکڑا جائے اور کہے کہ یہ میری دوست ہے تو ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اگر کہے کہ میری دوسری بیوی ہے تو اس کے بارے میں قانون حرکت میں آجاتا ہے۔!! جو اللہ کی شریعت میں شادی اور اولادِ حلال ہے وہ قانون میں قابل سزا ہے اور جو سہیلیاں بنانا شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے، وہ قانون میں مطلق طور پر جائز ہے!!

یہ لوگ اللہ کے اس فرمان سے کیوں بے خبر ہیں:

وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ ﴿٢﴾ (النور: ٢)

''کہ بدکاروں کو سزا دیتے وقت تمھیں اللہ کے دین میں ان دونوں پر رحم نہ آجائے۔''

بے شمار عمر رسیدہ عورتوں کے کنواریاں رہنے اور معمولی اسباب کی وجہ سے طلاق یافتہ ہوجانے والیوں کی کثرت نے حرمتوں کی پامالی میں اور اضافہ کر دیا، جس سے حلال زادے کم ہو گئے، کیونکہ ان کی وجہ سے ان کے نزدیک عورت اپنی گھر سے باہر والی نوکری پوری طرح ادا نہیں کرسکتی۔ یوں حرام زادوں کی تعداد بڑھنے لگی اور ایسے ایسے مستقل امراض نے جنم لیا جن کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا۔

اللہ ان کا حساب لے، انھوں نے مسلمانوں کی جماعت کو مغرب زدہ کر دیا اور ان کی عزت اور دین میں خون ریز زخم لگا دیے۔ انھوں نے اپنی مسلمان امت پر کافروں کو خوش کر دیا اور اس کو گناہگار بنا دیا، دین سے دور کر دیا اور خود بھی سچے دین سے روگرداں ہوئے اور یہود و نصاریٰ ملحدین اور کمیونسٹوں کی خدمت کی۔ اس طرح دار الاسلام اور دار الکفر اس گری ہوئی حیوانیت پر جمع ہو گئے اور آج مسلمان اس بارے میں دار الکفر اور دار الاسلام میں فرق کرنے سے قاصر نظر آتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اب ہم ان باطل اغراض ومقاصد کا تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہیں اور یہ دو اُمور پر مشتمل ہوگا:

۱۔ آزادیٔ نسواں اور مرد و زن کی مساوات، تاریخی تناظر میں اور اس کے عالم اسلامی پر تباہ کن اثرات۔

آزادیٔ نسواں کی تاریخ اور اثرات:

آزادیٔ نسواں اور عورتوں کی مردوں سے مساوات کا یہ نعرہ یورپ کے عیسائی ملک

فرانس سے اٹھا، جن کا خیال ہے کہ عورت گناہوں کا منبع ہے اور فسق وفجور کو ہوا دینے والی ذات ہے۔ یہ نجس چیز ہے جس سے اجتناب لازم ہے اور یہ اعمال برباد کر دیتی ہے۔ اگرچہ وہ ماں اور بہن کی حیثیت ہی سے کیوں نہ ہو۔ یوں عیسائیوں کے پادریوں نے یہ موقف نشر کیا جو عورت کی دشمنی پر مبنی ہے حالانکہ یہ پادری خود روحانی اور جسمانی طور پر گندے ہوتے ہیں۔ اخلاقی جرائم کے منبع ہوتے ہیں۔ بچوں کو چرا کر کنیسوں میں تربیت دے کر حاقد قسم کے راہب بناتے ہیں حتیٰ کہ راہبوں کی تعداد زیادہ ہوگئی اور یہ حکومتوں اور رعایا کے سامنے ایک خوفناک تعداد بن کر آ گئے۔

ان پادریوں کے کہانتی، غالی اور خشک موقف کی وجہ سے عوام میں کھچاؤ اور غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ اور یہ اسی کا ردعمل Reaction تھا کہ لوگوں میں آزادئ نسواں اور مرد وزن کی برابری جیسے نظریات نے جنم لیا بلکہ یہ موقف اپنا لیا گیا کہ ہر وہ چیز جس کا کنیسہ اور پادریوں سے تعلق ہو اس کو کاٹ پھینکا جائے۔

یہ ردعمل بڑھتے گئے اور لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ دین اور سائنس کبھی متحد نہیں ہو سکتے۔ عقل و دین ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ انھوں نے اس انتہا درجے کی آزادی کے نعرے میں خوب مبالغہ کیا۔ جس کا مقصد ہر قسم کی فطری اور دینی حدود و قیود سے آزادی تھا جو ان کی مطلق آزادی کے راستے میں حائل ہوتی تھیں حتیٰ کہ یہی نعرے حد سے تجاوز کرتے ہوئے عورت کو مرد کے برابر کرنے اور ہر قسم کے فرق ختم کرنے کی صورت میں ظاہر ہوئے، خواہ وہ فرق دینی ہوں یا معاشرتی۔ بس ہر مرد، ہر عورت آزاد ہے جو چاہے کرے، جو چاہے چھوڑے اس پر کسی کا کوئی کنٹرول نہیں۔ نہ ادب، نہ اخلاق، نہ دین اور نہ حکمران، حتیٰ کہ یورپ اور امریکہ وغیرہ کا فر حکومتوں کا مطلق آزادی، ہتک حرمت اور احترامِ زندگی میں خلل اندازی کا یہ حال ہوا کہ وہ مختلف اخلاقی وباؤں کے مرکز بن گئے۔

آزادی نسواں کے یہ بے دین مطالبات ، وہ بھی ان الحادی معنوں میں اور یورپ کے پروردہ ان دو نظریات کے تحت ۔!! یہی وہ متعدی بیماری ہے جس کو مغربی ذہنیت والوں نے عالم اسلام میں منتقل کیا ہے اس منحوس ابتدا کی تاریخ کیا ہے؟ کہ جس نے سارے عالم اسلام کو الٹا کر رکھ دیا۔ وہ مسلمان جماعت جو اپنی عورتوں کو حجاب پہناتے تھے ، ان کی حفاظت کرتے تھے، ان کے امور کی نگرانی کرتے تھے اور وہ عورتیں بھی اللہ کے فرائض نبھاتی تھیں، ان کو اس بے حیائی اور انتشارِ دین میں مطلق آزادی جیسی بری حالت کی طرف منتقل کر دیا گیا۔

اوپر کئی دفعہ گزر چکا کہ مومنوں کی عورتیں ہمیشہ باپردہ رہتی تھیں، نہ کہ ننگے چہرے والیاں، بدن عیاں کرنے والیاں، زینت ظاہر کرنے والیاں۔ عہد نبوت ﷺ سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے نصف تک یہی حال رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب خلافتِ اسلامیہ کو توڑ کر چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بانٹ دیا گیا۔ استعماری قوتیں مسلمانوں کے اندر گھس گئیں اور انھوں نے شبہات کی بارش کر کے اسلامی معاشرے کو کافر معاشرے میں تبدیل کرنا شروع کر دیا اور امتِ اسلامیہ کو جلانے کے لیے جو پہلا شرارہ پھینکا گیا۔ یہ ان کی عورتوں کے چہرے ننگے کرنے کا کام تھا۔ یہ کام کنانہ کی سرزمین مصر میں اس وقت شروع کیا گیا، جب شاہ مصر محمد علی پاشا نے فرانس میں پہلا گروپ برائے تعلیم روانہ کیا، اور ان میں ایک واعظ رفاعہ رافع الطہطاوی جو ۱۲۹۰ھ میں مرا ، وہ بھی تھا۔ اس نے فرانس سے واپس آتے ہی مصر میں آزادی نسواں کا پہلا بیج بویا۔ پھر کئی فتنہ زدہ ، مغرب کے دلدادہ اور دوسرے عیسائیوں نے اس کی پیروی کرتے ہوئے کام کو آگے چلایا۔ ان میں ایک صلیبی مسیحی مرقس فہمی تھا۔ جو ۱۲۷۴ھ میں مرا۔ اس کی ایک کتاب "اَلْمَرْأَةُ فِي الشَّرْقِ" "مشرقی عورت" کے نام سے ہے۔ جس میں اس نے بے پردگی اور مخلوط ماحول پر زور دیا ہے۔

ایک اور (بد بخت) احمد لطفی السید تھا۔ جو ۱۳۸۲ھ میں ہلاک ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جس

نے مصری لڑکیوں کو ننگے منہ لڑکوں کے ساتھ جامعات میں پڑھانے کو رواج دیا اور مصر کی تاریخ میں ایسا پہلی بار ہوا اور اس گناہ میں اس کا معاون یورپ کا ایک ستون طہٰ حسین تھا، جو ۱۳۹۳ھ میں ہلاک ہوا۔

پھر اس بے حیائی کی دعوت کے فتنے کو پھیلانے کی ذمہ داری قاسم امین نے لی جو ۱۳۲۶ھ میں ہلاک ہوا۔ اس نے "تَحْرِیْرُ الْمَرْأَۃِ" "آزادیِ نسواں" کے نام پر کتاب لکھی جس پر مصر، شام اور عراق کے علما نے ردّ کیا۔ بعض نے اس کو مرتد قرار دیا۔ پھر اس پر کئی حالات آئے تو اس نے اس کے بعد "اَلْمَرْأَۃُ الْجَیِّدَۃُ" "اچھی عورت" نامی کتاب لکھی اور مسلمان عورت کو یورپین عورت بنانے پر زور دیا۔

اس فکر کی "البلاط" میں ملکہ نازلی عبدالرحیم صبری نامی عورت نے ترویج کی جو عیسائی مرتد عورت تھی۔ پھر بے حیائی کے داعی قاسم امین کی فکر کو سعد زغلول نے نافذ کیا۔ جو ۱۳۴۶ھ میں ہلاک ہوا اور اس کے بھائی احمد فتحی زغلول نے بھی تعاون کیا جو ۱۳۳۲ھ میں ہلاک ہوا۔

پھر قاہرہ میں آزادی نسواں کے لیے "اَلْحَرَکَۃُ النِّسَائِیَۃِ" کے نام سے ۱۹۱۹ء میں ہدیٰ شعراوی کی قیادت میں ایک تحریک اٹھی۔ جو ۱۳۶۸ھ میں انجام کو پہنچی۔ ان کا پہلا اجتماع مصر کے مرقص فرقے کے عیسائیوں کے گرجے میں ۱۹۲۰ء کو ہوا۔ (اللہ بدبختی سے پناہ دے) یہ ہدیٰ شعراوی ہی پہلی عورت تھی جس نے سب سے پہلے پردہ اتار پھینکا۔ یہ ایک بہت المناک اور افسوس ناک قصہ ہے۔

ہوا یوں کہ سعد زغلول اسلام میں فتنہ و فسادات کی ہر قسم کی سازشوں سے لیس ہو کر جب برطانیہ سے واپس مصر آیا تو اس کے استقبال کے لیے دو خیمے سجائے گئے۔ ایک مردوں اور ایک عورتوں کے لیے۔ جب وہ ہوائی جہاز سے اترا تو باپردہ عورتوں کے خیمے کی طرف گیا اور ہدیٰ شعراوی نے باپردہ ہو کر اس کا استقبال کیا تاکہ وہ اس کا پردہ اتار دے۔ پھر

اس نے ہاتھ بڑھایا۔ ہائے افسوس! تو اس کے چہرے سے پردہ اتار دیا پھر سب نے مل کر تالیاں بجائیں اور اپنے برقعے اتار دیے۔

دوسرا غمناک دن وہ تھا جب صفیہ بنت مصطفیٰ فہمی، سعد زغلول کی بیوی (جس کا نام اس نے شادی کے بعد صفیہ ھانم سعد زغلول رکھا (یعنی یورپین اسٹائل پر باپ سے نسبت توڑ کر خاوند کی طرف کر دی) نے مصر کے 'قصر النیل' نیل محل کے سامنے عورتوں کے مظاہرے کے وسط میں دوسری عورتوں کے ساتھ اپنا برقع اتار کر پاؤں تلے روندا اور پھر اس کو جلا ڈالا۔ اسی لیے اس میدان کو میدانِ آزادی کا نام دیا گیا۔ اس طرح کنانہ کے بدبخت یکے بعد دیگرے آئے، جن میں احسان عبدالقدوس، مصطفیٰ امین، نجیب محفوظ، طہٰ حسین اور عیسائیوں میں سے شبلی شمیس اور فرح انطون شامل ہیں۔ شقاوت اور بدبختوں سے اللہ کی پناہ۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس سازش میں صحافت نے بھی خوب تعاون کیا جو اس فتنے کو پھیلانے کا پہلا ذریعہ تھا۔ حتیٰ کہ ایک مجلّہ "مَجلّةُ السُّفُور" "بے پردگی کا مجلّہ" کے نام سے تقریباً ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ اس میں لکھنے والوں نے ایسے مقالات شائع کیے جو بے پردگی اور فساد پھیلانے کا مطالبہ کرتے، اخلاق و عظمتوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔

اور وہ لوگ درج ذیل فساد کے ذرائع استعمال کرتے تھے۔

- حیا باختہ عورتوں کی تصاویر نشر کرنا۔
- مرد اور عورت کا میل ملاقات، آپس میں بحث مباحثہ۔
- کافروں سے برآمد شدہ ایک مقولہ "عورت مرد کی شریک ہے" اس پر ترکیز کرنا یعنی دونوں میں مساوات ظاہر کرنا اور مرد کے عورت پر حاکم ہونے کو بیوقوفی ثابت کرنا۔
- عورت کو مختصر قسم کے لباس کے نئے ماڈل اور بیوٹی پارلر، لیڈی سوئمنگ پول، مخلوط سوئمنگ پولز، سیر و سیاحت کے مقامات اور کیفے ٹیریا وغیرہ کی مشہوری دینے پر اکسانا۔

❀ عزت دری کے واقعات نشر کرنا ، فلمی ایکٹرز اور گلوکاروں اور ہدایت کاروں کو ہیرو بنا کر پیش کرنا اور فنون خبیثہ کو فنون لطیفہ کہہ کر نشر کرنا۔

اس منظّم حملہ کا دو طرح سے تعاون ہوا، ایک تو قلم اور زبان کے ساتھ اور دوسرے ان کی فحاشی پر خاموش رہ کر۔ بے حیائی پھیلتی رہی، دوسروں کو خاموش رکھا گیا۔ان کے مضامین نہ چھاپے گئے، یا ان کو ویسے ہی روک دیا گیا اور ان کے ساتھ انتہا پسندی کے لیبل اور رجعت پسندی کے القاب جوڑے گئے۔اس طرح ان کی مخالفت کی تحریک بہت کمزور رہی۔

دوسرا تعاون یہ ہوا کہ زمام الأمور، معاملات کی باگ ڈور امانت دار قوی مسلمانوں کی بجائے نااہل لوگوں کے ہاتھ میں دے دی گئی۔

اس طرح عورت کے چہرے کو عیاں کر کے اس اُمت میں بے پردگی کی منحوس ابتدا ہوئی اور یہ بات اگر کسی نے باوثوق ذرائع اور شرح وبسط کے ساتھ پڑھنی ہو تو وہ پروفیسر احمد فرج کی کتاب ''اَلْمُؤَامَرَۃُ عَلَی الْمَرْأَۃِ الْمُسْلِمَۃِ'' ''مسلمان عورت کے خلاف سازشیں'' اور الشیخ محمد احمد اسماعیل کی ''عَوْدَۃُ الْحِجَابِ'' ''پردے کی واپسی'' (جلد نمبر:۱) کا مطالعہ کرے۔ پھر یہ بیماری صرف چند سالوں ہی میں جنگل میں آگ کی طرح عالم اسلام میں پھیلنا شروع ہوئی حتیٰ کہ عریانی لازم کرنے والے قوانین بننے لگے۔

ترکی میں ملحد اتاترک نے ۱۹۲۰ء میں پردہ ختم کرنے کا قانون پاس کیا اور پھر ۱۹۲۶ء میں رضا پہلوی رافضی نے پردہ پر پابندی لگائی۔ افغانستان میں محمد امان نے پردے کو کالعدم قرار دیا۔ البانیا میں احمد زوغو نے ایسا ہی آرڈیننس نافذ کیا اور تیونس میں ابو رقیبہ جو ۱۴۲۱ھ میں ہلاک ہوا اس نے پردے پر پابندی لگائی، دوسری شادی کو جرم قرار دیا اور اس کی سزا ایک سال قید و جرمانہ مقرر کی۔

اسی لیے شاعر علامہ عراقی محمد بہجت الاثری جو ۱۴۱۶ھ میں فوت ہوئے فرماتے ہیں:

أَبُوْ رَقِيْبَةَ لَا اِفْتَدَّتْ لَهُ رَقَبَةٌ...... لَمْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَوْمًا وَ لَا رَقَبَةَ

''ابورقیبہ اللہ اس کی گردن لمبی نہ کرے نہ تو اللہ سے کبھی ڈرا اور نہ اس کی نگرانی کا تصور کیا۔''

اس فتنہ کا سرغنہ یہی تھا۔

اس کے ساتھ طاہر الحداد جو ۱۳۱۷ھ سے ۱۳۵۳ھ تک زندہ رہا۔ جب اس نے ''أَمْرَأَتُنَا فِي الشَّرِيْعَةِ وَ الْمُجْتَمِعُ'' شریعت اور معاشرے میں عورت کا مقام'' نامی کتاب لکھی یہ کتاب ۱۹۲۰ سے ۱۹۳۰ء تک لکھی گئی، جس میں اس نے آزادیِ نسواں کی آواز لگائی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کتاب دراصل ایک عیسائی '' اَلَابُ سَلَام ''نے لکھی تھی، جس کو اس طاہر حداد نے اپنے ذمے لے لیا اور اس کتاب کے آخر میں بارہ سوال ہیں جن کا جواب متعدد مفتیان کرام نے دیا تھا اور مالکی فقہ کے دو مفتیوں نے تو اس مؤلف کے اسلام سے خارج ہونے کا حکم لگایا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو حکومت نے الحقوق فیکلٹی لاء کالج میں امتحان دینے سے روک دیا تھا۔ پھر اس کو الگ تھلگ رہنا پڑا کیونکہ لوگوں نے اس کتاب کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا تھا اور وہ ۱۳۵۳ھ میں مرگیا۔ اس کے جنازے میں گھر کے افراد اور چند دوستوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ موسیقی کا بہت دلدادہ تھا۔ کیفے ٹیریا پر اس کا آنا جانا رہتا تھا اور کیمونسٹ تھا۔ پھر اس کے بعد صحافت نے اس کتاب کے مصائب وبلیات کو نشر کرنا شروع کیا۔ جس سے تیونس بے حیائی اور بے پردگی کی وجہ سے ایک بیمار جسم کی طرح ہوگیا۔

اگر حجاب اور عفت پر اس الحادی معرکہ کی تفصیل دیکھنی ہو تو اس کتاب میں دیکھیں جو تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو پڑھ کر دل گھٹن کا شکار ہو جاتا ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا

اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(یہاں یہ ذکر کرتا جاؤں کہ "الأعلام" کے مؤلف زرکلی نے اپنی اس کتاب میں اس طاہر حداد کو تحریکِ اصلاح کے قائد کا درجہ دیا ہے اور یہ اس کتاب کی تباہیوں میں سے ایک ہے۔)

عراق میں اس کام کے علمبردار زہاوی اور رصافی نامی اشخاص تھے۔اللہ ان کے حال سے ہمیں پناہ دے۔اس غمناک دن کی خبر دیکھیں جب الجزائر میں پردہ اتارا گیا۔

" اَلتَّغْرِیْبُ فِی الْفِکْرِ وَالسِّیَاسَةِ وَالْاِقْتِصَادِ " یعنی "افکارِ سیاست و معیشت میں یورپ کا رنگ" نامی کتاب کے صفحہ (۳۳-۱۳۹) پر یہ قصہ مرقوم ہے۔مئی ۱۹۵۸ میں یہ المیہ ہوا کہ جس سے دل حسرتوں کے ساتھ تار تار ہو جاتا ہے۔

ہوا یوں کہ ایک کرائے کا خطیب لیا گیا۔جس نے پردہ اتارنے کی آواز سرِ عام دوران خطبہ لگائی۔پھر اس فتنہ زدہ شخص کے سامنے ایک لڑکی نے مائیک لیا اور پردہ اتارنے کا اعلان کیا۔پھر اس کے بعد دوسری عورتوں نے بھی طے شدہ منصوبہ کے تحت اپنے اپنے پردے اتار کر پھینک دیے۔ پھر دوسرے فتنہ پروروں نے خوب تالیاں بجائیں۔اسی طرح ہروان شہر اور الجزائر کے صدر مقام الجزائر میں بھی ایسا ہی کیا گیا اور پیچھے سے صحافت نے ایسے سانحات کی اشاعت اور تائید کی۔

مغرب اقصیٰ "موروکو" اور شام کے چار حصوں لبنان، سوریا، فلسطین اور اردن میں بھی بے حیائی، خودنمائی اور حرمات الٰہیہ کی پامالی کا سیلاب آیا۔ وہ بھی کبھی بعث پارٹی اور کبھی قومیت پرستوں کے ہاتھوں، لیکن جن کتب وغیرہ کو اس سلسلہ میں دیکھا گیا وہ ان واقعات کی کیفیت بیان کرنے اور ان بدبختوں کے نام بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ نہ جانے ان لکھنے والوں اور نوٹ کرنے والوں نے شام کے علاقے کے واقعات نوٹ کیوں نہیں کیے کہ کس طرح اس علاقے میں اس منحوس کام کی ابتدا ہوئی حالانکہ جنسی ہیجان،

عریانی اور حرمتوں کی پامالی کا وہاں جو حال ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔

رہے پاکستان و ہند تو وہاں کی عورتوں کی پردہ (حشمت و حیا کی زرہ) کی حالت بہت اچھی تھی۔ تقریباً ۱۹۵۰ء کو آزادی نسواں کی تحریک، حریت اور برابری کے دونوں نعروں کے ساتھ شروع ہوئی اور اس مقصد کے لیے قاسم امین مصری کی کتاب "تَحْرِيرُ الْمَرْأَةِ" کا ترجمہ کیا گیا۔ پھر صحافت نے بے حیائی و عریانی کو خوب اچھالا اور مخلوط تعلیم کی دعوت دی حتیٰکہ برصغیر کا یہ حال ہوگیا۔ جس کا شکوہ اللہ ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ اور اس علاقے کی حالت کو: " أَثَرُ الْفِكْرِ الْغَرْبِي فِي اِنْحِرَافِ الْمُجْتَمَعِ الْمُسْلِمِ فِي شِبْهِ الْقَارَةِ الْهِنْدِيَةِ" (ص : ۱۸۲۔۱۹۵) "برصغیر میں اسلامی معاشرے پر مغربی فکر کی تاثیر" نامی کتاب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کو خادم حسین نے تالیف کیا ہے۔

یوں آزادی نسواں اور مرد و زن کی مساوات کے نام سے فتنہ پردازوں کے روندنے سے ان علاقوں کے مسلمانوں کی ابتدا میں ہی وہ حالت ہوگئی جو یورپی عورت کی انتہا میں ہوئی تھی۔

آزادی اور مساوات کے نام سے:

- عورت کو گھر سے نکالا گیا تاکہ وہ مَردوں کا ان کے شعبہ ہائے زندگی میں مقابلہ کرے۔
- اس کو حجاب، عفت، عظمت، حیا، طہارت اور پاکیزگی سے خالی کردیا گیا۔
- انھوں نے عورت کو عریانی اور بے حیائی کے گہرے گڑھے میں پھینک دیا تاکہ وہ اپنی جنسی رغبت کو سیراب کرسکیں۔
- اس سے مرد کی نگرانی کا ہاتھ اٹھا دیا تاکہ آسانی سے اس کی تجارت ہو سکے اور کوئی اس کا نگران نہ ہو (یہ ایسا سودا بن جائے جس کو بیچنے والا غائب ہو)۔
- مخلوط ماحول سے بچنے والی تمام رکاوٹیں انھوں نے دور کردیں تاکہ آزادی اور مساوات کے پتھر پر اس کی عظمتیں ذبح کردی جائیں۔

- اس کی زندگی کے کردار بطور ماں، بیوی، نسلوں کی تربیت کرنے والی اور خاوندوں کے لیے راحت کا سامان پیدا کرنے والی کا گلا گھونٹ کر اس کو ایک ذلیل، توہین زدہ بنا کر ہر چور خائن اور فاجر کے ہاتھوں میں سستے سودے کے طور پر دے دیا گیا۔

اس کے علاوہ بھی یہاں نت نئے مصائب ہیں جو متعدد غیّور اہل قلم کی کتب میں ملتے ہیں۔جن میں محمد بن عبداللہ عرفتہ کی: "حُقُوقُ الْمَرْأَةِ فِي الْإِسْلَامِ" "اسلام میں عورت کے حقوق" نامی کتاب قابل ذکر ہے۔یہ ہیں وہ مسلمانوں کو راستے سے منحرف کرنے کے مقاصد اور یہ ہیں ان کے عالمِ اسلام پر تباہ کن نتائج۔

دوسری بات:

ان گمراہ کن اغراض ومقاصد پر ہماری تنقید کا دوسرا جز یہ ہے کہ ان ظالموں نے اپنے منحرف اغراض و مقاصد کا اِعادہ کرنا شروع کر دیا تاکہ عورت کی عظمتوں کو اسلام کے آخری منبع (سعودی عرب) میں ضرب کاری لگائی جائے اور اس خطے کو اخلاقِ فاسدہ کی اعلانیہ دعوت کا مرکز بنایا جائے۔

ابتداء انتہا تک جانے کا راستہ ہوتی ہے اور عورت کو ذلت کی طرف بلانے والوں کے راستے میں پہلی رکاوٹ اسلام کی عطا کی ہوئی عظمتیں ہیں۔یعنی مومن عورتوں کا حجاب اور جب وہ چہرہ ننگا کرلیں، اپنا بدن اور اپنی زینت ظاہر کرلیں جس کو غیر محرم مردوں سے ڈھانپنے کا اللہ نے حکم دیا ہو تو پھر عورتوں کا حال یہ ہوجاتا ہے کہ وہ عزتوں سے عزت دری اور حرمتوں کی پامالی جیسی ذلتوں کی طرف لڑھکتی چلی جاتی ہیں۔جیسا کہ کل عالمِ اسلام کا حال ہوچکا ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرما دے۔

آج کافروں کے ایجنٹ، مغرب زدگان اسی منصوبے پر عمل کر رہے ہیں اور تیز رفتاری اور جفاکشی سے محنتیں کر رہے ہیں تاکہ اسلام کے آخری مرکز میں حجاب جیسی عظمت پر

ضرب لگائی جائے تاکہ دانستہ یا نادانستہ طور پر یہاں کی حالت ان الحادی مقاصد تک پہنچ جائے اور وہ بھی پہلے اور آخری دارالسلام، مسلمانوں کے دارالخلافہ، مومنوں کے محبوب خطے جزیرہ عرب میں کہ جس کے دل اور قبلہ کو اللہ نے اس دن سے محفوظ بنا دیا، جب سے اس کے باسیوں نے خاتم النبیین ﷺ کی بعثت پر یقین کرلیا اور آج تک یہ استعماری قوتوں کے نفوذ سے محفوظ چلا آرہا ہے۔ اس میں بحمد للہ اسلام غالب ہے، شریعت اسلامی نافذ ہے، معاشرہ مسلمان ہے، جس میں کسی کافر کی شہریت کی ملاوٹ نہیں ہوئی۔

ان فتنہ زدہ اور صحافت کے سہارے چیخنے والوں نے اپنے گمراہ پیش رو کی پیروی کی اور پردے کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنا منصوبہ ہمارے علاقے اور ہماری صحافت میں منتقل کر دیا اور ان لوگوں نے بھی وہیں سے شروع کیا جہاں سے انھوں نے اپنے مقاصد کو شروع کیا تھا۔ وہ موجودہ اسلامی حالت کہ جس میں پردہ سے پاکیزگی، عفت ہے (اور شریعت مطہرہ کے مطابق ہر صنف اپنے مقام پر ہے) اس کو وہ مجرمانہ حالت قرار دے رہے ہیں۔

وہ کس چیز کا انتقام لے رہے ہیں؟

عورت کی عظمت کے مذکورہ اصول، ان لوگوں کے باطل اور بُرے مقاصد کا رد کرتے ہیں۔ ایسے مقاصد جو ذلت آمیز فضاؤں میں گھوم رہے ہیں۔ جیسے چہرہ ننگا کرنا، بے پردگی، زینت نمائی، اختلاط، مردوں سے عورتوں کی نگرانی چھین لینا اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ ان کے کاموں میں مقابلہ کرنا وغیرہ جیسے تباہ کن مقاصد۔

مسلمانوں کے طریقے سے ہٹے ہوئے ان مقاصد کی حقیقت دراصل منکرات کے مطالبے، نیکی کے ترک کر دینے، فطرت اور شریعت اسلامی کا مقابلہ کرنے، فضائل، عظمتوں اور ان کے اسباب کا مقابلہ کرنے، شریعت نافذ کرنے والی اسلامی قیادت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور اپنے ملکوں کو زینت نمائی، بے پردگی، عریانی داختلاط کا مرکز بنانے پر

مبنی ہے اور یہ ایک زبان کی جنگ ہے، اور قلم بھی ایک قسم کی زبان ہی ہوتی ہے اور کبھی کبھی ہاتھ کی جنگ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے اور یہی زمین میں فساد برپا کرتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''زبان جتنا دین کو برباد کرتی ہے، وہ ہاتھ کی بربادی سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح زبان جتنا دین میں اصلاح کا کام کرتی ہے وہ بھی ہاتھ کی اصلاح سے کئی گنا زیادہ ہے۔ (الصارم المسلول: ۲/۷۳۵)

اس لیے درج ذیل امور پر عمل کرنا بہت لازمی ہے۔

کرنے کے کام

۱۔ جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے بااختیار ہاتھ عنایت فرمائے ہیں ان کو چاہیے کہ فیصلہ کن حکم صادر فرمائیں، زینت نمائی، بے پردگی اور اختلاط کی عادی عورتوں سے عظمتِ نسواں کو بچانے کے لیے، ان مقاصد کے لیے، بے پردگی کے داعیان اور کم عقل لوگوں کے حکم روکنے کے لیے، امت کو ان کے شر سے بچانے اور پردے کو مذاق کا نشانہ بنانے والوں کو عدالت کے کٹہرے میں لاکھڑا کرنے کے لیے تاکہ وہاں شریعت کے تقاضے کے مطابق ان کی سرزنش ہوسکے۔

اسی طرح ایسے حکم جاری کیے جائیں، جن کے ذریعے زینت کی نمائش کرنے والیوں کو بھی سزا مل سکے کیونکہ وہ فتنہ پردازی میں جوتے کے تسمے کی طرح ہیں۔ وہ اس نوجوان سے بھی زیادہ سزا کی حق دار ہیں جس کے سامنے وہ بناوٹ کے ساتھ پیش ہوتی ہیں کیونکہ یہی اس کو فریفتہ کرکے نافرمانی کے دام میں پھنساتی ہیں۔

۲۔ علمائے کرام اور دین کے طالب علموں کو چاہیے کہ وہ بھی خوب محنت کریں اور اس قسم کی گندی باتیں کرنے والوں سے لوگوں کو ڈرائیں۔ باپردہ عورتوں کو ثابت قدم رکھنے

کی کوشش کریں تاکہ وہ اپنی عظمت پر زیادتی کرنے والوں سے اپنی حفاظت کرسکیں اور علمائے کرام ان عورتوں پر شفقت کرتے ہوئے ان کو گناہ کے داعیان اور خواہشات کے پجاریوں سے خبردار کریں۔

۳۔ ہر باپ، بیٹا اور خاوند جس کو اللہ تعالیٰ نے عورت کا نگران بنایا ہے، وہ اپنی اس ذمہ داری میں اللہ سے ڈریں اور ان تمام وسائل کو بروئے کار لائیں جو عورتوں کو بے پردگی زینت نمائی، اختلاط اور ان کے اسباب سے محفوظ رکھیں اور گناہ کے داعیان سے بھی محفوظ رکھ سکیں اور ان کو خبردار ہونا چاہیے کہ عورتوں کی بربادی کا پہلا سبب مردوں کی سستی ہوا کرتی ہے۔

۴۔ مومنات کو اپنے آپ اور اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ عظمت وفضیلت سے مزین ہوکر، شرعی لباس زیب تن کرکے اور برقع یا چادر کے ساتھ پردہ کرنا چاہیے اور ان کو چاہیے کہ وہ ذلتوں کے عاشق اور فتنوں کے داعیان کے پیچھے ہرگز نہ لگیں۔

۵۔ ہم ان (بے پردگی کے داعی) اہل قلم کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرلیں اور اپنے اہل وعیال اور اُمت اسلامیہ کے لیے برائی کا دروازہ مت کھولیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضی، اس کی خفگی اور دردناک عذاب سے ڈرجائیں۔

۶۔ ہر مومن کو چاہیے کہ فحاشی نہ پھیلائے، اس کو بڑا کرکے نہ دکھائے اور اس کے علم میں ہونا چاہیے کہ فحاشی کی محبت، جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''خالی قول وفعل سے ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فحاشی کی باتیں پھیلانے، دل سے محبت کرنے، اس کی طرف مائل ہونے اور اس پر خاموش رہنے سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہی محبت فحاشی کو پھیلنے کا موقع دیتی ہے، اور اس کا انکار کرنے والے مومن کا مقابلہ کرنے کی قوت فراہم کرتی ہے تو آدمی کو فحاشی کی اشاعت کی محبت کے بارے

اللہ سے ڈر جانا چاہیے۔ اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَـٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ (النور: ۱۹)

''وہ لوگ جو مومنوں میں فحاشی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔''

(مجموع الفتاوی: ۱۵/ ۳۳۲، ۳٤٤)

بس میں اتنا ہی بیان کرنا چاہتا تھا۔ اہل علم و ایمان پر تو وضاحت اور تبلیغ کرنا ہی لازم ہے تاکہ وہ اپنے عہدہ و ذمہ داری میں تخفیف کر سکیں، اس امید کے ساتھ کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ہدایت دے دے اور اس لیے بھی کہ یہ کلمات نصیحت و خیر خواہی ہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ قَالُوْا لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ)) (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة: ۵۵)

''دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کس کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمان حکمرانوں اور مسلمان رعایا کی۔''

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے، ان سے کسی نے کہا کہ عبدالوہاب الوراق فلاں فلاں چیزوں کا انکار کرتا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا: ہم اس وقت تک

خیر پر رہیں گے ، جب تک ہمارے درمیان ایسے لوگ موجود رہیں گے جو رد ونقد کرتے رہیں گے۔ (الحِکم الجدیرہ بالاذاعة :صفحہ٤٣)

اسی قسم کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول بھی ہے، جب ان کو کسی نے کہا:

''اے امیر المومنین! اللہ سے ڈر تو ناراض ہونے کی بجائے فرمانے لگے۔'' اگر تم ایسے کلمات نہ کہو گے تو تم میں کوئی خیر نہیں اور اگر ہم ایسی باتیں قبول نہیں کریں گے تو ہم میں کوئی خیر نہیں۔''

نصیحت تو عقل وخرد کے مالک ہی حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جزا وحساب کا والی ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ

پردہ

محافظِ نسواںؑ